

بدھ کی تعلیمات

جملہ حقوق بحق بوکیو دیندو کیوکائی ۱۹۶۶ء
اس کتاب سے کوئی اقتباس نقل کرنے کے لیے کسی
اجازت کی ضرورت نہیں ہے تاہم یہ درخواست ہے
کہ بوکیو دیندو کیوکائی ٹوکیو کا حوالہ دیا جائے
اور اس مضمون یا کتاب کا ایک نسخہ ہمیں ارسال
کیا جائے - شکریہ۔

بوکیو دیندو کیوکائی
(انجمن فروغ تعلیمات بدھ)
۳-۱۲، ۲ چومے
شیبا میناتو - کو
ٹوکیو، جاپان، ۱۰۸
فون ۵۸۵۱ ۴۵۵ (۰۳)

پہلا ایڈیشن

طباعت
کو سائیدو پرنٹنگ کمپنی لمیٹڈ
ٹوکیو، جاپان

بدھ کی حکمت سمندر کی مانند وسیع ہے اور ان کا دل عظیم درمندی سے بھرا ہوا ہے۔
بدھ کا کوئی مظہر و صورت نہیں لیکن وہ خود کو نہایت لطافت سے ظاہر کرتے ہیں اور اپنی درمندی سے لبریز دل کے ساتھ ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔

یہ کتاب اس لیے بیش قیمت ہے کہ اس میں پانچ ہزار سے زائد جلدوں میں قلمبند ہونے والی بدھ کی تعلیمات ڈھائی ہزار سے زائد عرصے سے دنیا کی جغرافیائی اور نسلی حدوں کو پار کرتی ہوئی محفوظ شکل میں ہم تک پہنچی ہیں۔

اس کتاب میں شامل بدھ کے اقوال انسانی زندگی کے تمام تر پہلوؤں کو چھوتے ہیں اور انہیں معنی بخشتے ہیں۔

دھم پد

اس دنیا میں نفرتیں کبھی نفرتوں سے نہیں
ختم ہوتیں بلکہ صرف محبت ہی سے ختم ہوتی
ہیں۔ یہ قدیم قانون ہے۔ (۵)

احمق آدمی اگر خود کو احمق سمجھے تو یہی
اس کی دانائی کی نشانی ہے۔ جو احمق خود کو
عقلمند سمجھے تو وہ واقعی احمق کہلانے کے قابل ہے۔
(۶۳)

میدان جنگ میں ہزار آدمیوں کو بار بار فتح
کرنے سے اعلیٰ تر فتح خود اپنی نفس کو زیر
کرنا ہے۔ (۱۰۳)

نروان کی ایک دن کی زندگی بغیر نروان کی
سو سالہ زندگی سے کہیں بہتر ہے۔ (۱۱۵)

انسان کی حیثیت سے پیدا ہونا مشکل ہے، فنا
ہونے والی زندگی مشکل ہے، کمال حق کی سماعت
مشکل ہے اور بدھ کا ظہور مشکل ہے۔ (۱۸۲)

بدی کے عمل سے بچنا، نیکی کو پروان چڑھانا،
ذہن کو پاکیزہ بنانا۔ یہ بدھ کی ہدایات ہیں۔
(۱۸۳)

بیٹے تحفظ نہیں دے سکتے ، نہ باپ اور نہ
عزیز۔ جو موت کے قابو میں ہے عزیزوں کی حفاظت
نہیں حاصل کر سکتا ہے۔ (۲۸۸)

ترتیب

بدھ

باب اول	شاکیہ منی بدھ.....	۲
۱	بدھ کی عظیم زندگی.....	۲
۲	بدھ کی آخری تعلیم.....	۱۰
باب دوم	لافانی بدھ.....	۱۵
۱	بدھ کی دردمندی اور عہد.....	۱۵
۲	بدھ کی دستگیری اور ہماری نجات.....	۱۹
۳	لافانی بدھ.....	۲۲
باب سوم	بدھ کا بشرہ اور ان کے اوصاف.....	۲۵
۱	بدھ کے بدن کے تین پہلو.....	۲۵
۲	بدھ کا ظہور.....	۲۹
۳	بدھ کے اوصاف.....	۳۲

دھرم

باب اول	اسباب و کیفیات.....	۳۸
۱	چار حقائق.....	۳۸
۲	اسباب و کیفیات.....	۴۱
۳	انحصاری نمود.....	۴۲
باب دوم	نظریۂ ذہن محض اور اشیا کی حقیقی حالت.....	۴۶
۱	بے ثباتی اور بے انانیت.....	۴۶
۲	نظریۂ ذہن محض.....	۴۹
۳	اشیا کی حقیقی حالت.....	۵۲
۴	درمیانی راستہ.....	۵۷
باب سوم	فطرت بدھ.....	۶۵
۱	پاکیزہ ذہن.....	۶۵
۲	فطرت بدھ.....	۷۱
۳	فطرت بدھ اور بے انانیت.....	۷۵

باب چہارم دنیاوی پیوس	۸۱
۱ انسانی فطرت	۸۱
۲ آدمی کی فطرت	۸۸
۳ انسانی زندگی	۹۰
۴ انسانی زندگی کی حقیقت	۹۵
باب پنجم بدھ کی دست گیری	۱۰۲
۱ امتابھ بدھ کے وعدے	۱۰۲
۲ امتابھ بدھ کی پاکیزہ سرزمین	۱۱۰

عملی راستہ

باب اول نروان کا راستہ	۱۱۶
۱ ترکیب نفس	۱۱۶
۲ طرز عمل کا اچھا راستہ	۱۲۳
۳ قدیم حکایات کے ذریعے تعلیمات	۱۳۴
باب دوم عملی وصول کا راستہ	۱۵۰
۱ حقیقت کی تلاش	۱۵۰
۲ عملی راستہ	۱۶۳
۳ عقیدے کا راستہ	۱۷۶
۴ اقوال مقدس	۱۸۴

اخوت

باب اول اخوت کے فرائض	۱۹۴
۱ بے گھر بھائی	۱۹۴
۲ عام پیروں کا راستہ	۲۰۰
باب دوم سچی طرز زندگی کا عملی راستہ	۲۱۲
۱ گھریلو زندگی	۲۱۲
۲ عورتوں کی زندگی	۲۲۲
۳ خدمت کے لیے	۲۳۰

باب سوم

۲۲۰	 بدھ کی سرزمین کی تعمیر	
۲۲۰	 اخوت کی ہم آہنگی	۱
۲۲۸	 بدھ کی سرزمین	۲
۲۵۳	 بدھ کی سرزمین کے حشمت یافتگان	۳
۲۵۹	 فہرست ماخذات	

ضمیمہ

۲۷۲	 بدھ مت کی مختصر تاریخ	۱
۲۸۲	 بدھ کی تعلیمات کی اشاعت	۲
۲۸۵	 "بدھ کی تعلیمات" کی تاریخ	۳
۲۸۷	 "بدھ کی تعلیمات" کا اشاریہ	۴
۲۹۷	 سنسکرت کے الفاظ	۵
۳۰۵	 انگٹ نکایہ	۶

انجمن فروغ تعلیمات بدھ اور "بدھ کی تعلیمات"

کی نشر و اشاعت ۳۰۶

بده

باب اول

شاکھی منی بدھ

۱

بدھ کی عظیم زندگی

۱. شاکھی قبیلے کے افراد کوہ ہمالیہ کے جنوبی دامن میں بہنے والے روہنی دریا کے کنارے آباد تھے۔ ان کے راجہ شدھودن گوتم نے کپل وستو کو اپنا دارالحکومت بنا کر وہاں ایک شاندار محل تعمیر کیا تھا۔ وہ نہایت عدل کے ساتھ حکومت کرتا اور رعایا میں ہر طرف اس کی خوبیوں کے چرچے تھے۔

اس کی رانی کا نام مایا تھا۔ وہ اس کے چچا کی بیٹی تھی۔ وہ بھی ایک قریبی علاقے میں رہنے والے شاکھی قبیلے پر حکومت کرتا تھا۔

بیس سال تک ان کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ لیکن ایک رات رانی مایا نے عجیب خواب دیکھا کہ ایک سفید پاتھی اس کی دائیں بغل سے کوکھ میں داخل ہوا ہے۔ اور وہ حاملہ ہو گئی۔ راجہ اور رعایا پر امید ہو کر ایک شہزادے کی پیدائش کا انتظار کرنے لگے۔ رسم کے مطابق رانی زچگی کے لیے اپنے میکے کی طرف روانہ ہوئی اور راستے میں موسم بہار کی چمکتی ہوئی دھوپ میں آرام کے لیے لمبینی باغ میں ٹھہری۔

رانی کے چاروں طرف اشوک کے مہکتے ہوئے پھول تھے۔ جیسے ہی اس نے فرحت و شادمانی میں اپنا دایاں ہاتھ بڑھا کر اشوک کی ایک شاخ توڑی تو شہزادہ پیدا ہو گیا۔ سب نے مبارک سلامت کی صدائیں بلند کیں اور آسمان اور زمین خوشی سے جھومنے لگے۔ یہ یادگار دن اپریل کا آٹھواں دن تھا۔

راجہ کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اور اس نے اپنے شہزادے کا نام سدھارتھ رکھا جس کے معنی ہیں ”سب خواہشیں پوری ہو گئیں۔“

۲. لیکن راجہ کے محل میں اس خوشی کے بعد ایک سانحہ ہوا۔ کچھ عرصے بعد رانی مایا کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد رانی کی چھوٹی بہن مہاپرجاپتی نے نہایت شفقت و محنت کے ساتھ شہزادے کی پرورش کی۔

اس زمانے میں اشتا نامی ایک رشی قریب ہی پہاڑیوں میں رہتا تھا۔ اس نے دیکھا کہ قلعے کے اردگرد نورانی شعاعیں پھیل رہی ہیں۔ اس نے اسے نیک فال سمجھا۔ وہ قصر میں آیا۔ جب اس نے شہزادے کو دیکھا تو اس نے یہ پیشگوئی کی کہ یہ بچہ بڑا ہو کر محل میں رہے گا تو بہت بڑا بادشاہ بنے گا اور دنیا کی حکمرانی کرے گا۔ لیکن اگر اس نے راجہ پاٹ سے قطع تعلق کر لیا اور روحانیت کی زندگی اختیار کی تو یہ بدھ بن جائے اور دنیا کا نجات دہندہ ہوگا۔

پہلے تو راجہ یہ پیشگوئی سن کر خوش ہوا مگر پھر اسے اس فکر نے آگھیرا کہ کہیں اس کا اکلوتا بیٹا محل چھوڑ کر بے خانمان فقیر نہ بن جائے۔

شہزادہ سات سال کی عمر سے سپہگری کا فن اور دوسرے علوم سیکھنے لگا لیکن اس کی طبیعت کو ان سے زیادہ کچھ دوسری چیزوں سے مناسبت تھی - بہار کے ایک دن وہ دونوں محل سے نکلے - وہ دونوں کھیت میں ایک کسان کو ہل چلاتے ہوئے دیکھ رہے تھے کہ اس کی نگاہ ایک چڑیا پر پڑی جو کھیت میں اتر کر کسان کے ہل سے پٹی ہوئی مٹی میں سے ایک چھوٹے سے کیڑے کو اٹھا لے گئی - شہزادہ یہی ماجرا دیکھ کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا اور سوچنے لگا اور پھر زیر لب بولا - " افسوس، کیا سبھی جاندار ایک دوسرے کو مار دیتے ہیں ؟ "

یہ شہزادہ جس کی پیدائش کے فوراً بعد اس کی ماں کا انتقال ہو گیا تھا اب ان ننھے جانداروں کے المیے سے بہت متاثر ہوا - پودے پر لگے ہوئے زخم کی طرح یہ روحانی زخم روز بروز بڑھتا گیا -

شہزادے کی اس حالت کو دیکھ کر راجہ سخت پریشان ہوا اور اسے اسی رشی کی پیشگوئی یاد آئی۔ راجہ نے شہزادے کا دل بہلانے اور اس کا دھیان کسی دوسری طرف لگانے کے لیے طرح طرح کی تدبیریں کیں - راجہ نے شہزادی یشودرا سے شہزادے کی شادی کر دی - اس وقت شہزادہ انیس سال کا تھا۔ شہزادی یشودرا مرحوم رانی مایا کے بھائی سپرا بدھ کی بیٹی تھی جو قلعہ دیودہ کا امیر تھا۔

۳. دس برس تک بہار ، خزاں اور برسات کی نیرنگیوں میں شہزادے نے رقص ، موسیقی اور عیش و نشاط کے ماحول میں زندگی بسر کی ۔ لیکن اس کا دھیان ہمیشہ دکھ کے مسائل کی طرف لوٹتا رہا اور اس کا دل زندگی کے حقیقی معنی کی تلاش میں افسردہ رہا ۔

”محل کی آسائشیں ، یہ تندرست بدن اور یہ سرشار جوانی آخر ان کے معنی کیا ہیں ؟ ”وہ سوچتا ۔ ”کسی نہ کسی دن ہم بیمار ہو جائیں گے اور بوڑھے ہو جائیں گے ۔ ہم موت سے نجات پا نہیں سکتے ۔ جوانی کا غرور ، سوچنے سمجھنے والوں کو یہ غرور پرے جھٹک دینا چاہئیں ۔

زندہ رہنے کی جدوجہد کرنے والا انسان فطری طور پر کسی قیمتی شے کی تلاش کرتا ہے ۔ اور اس تلاش کی دو راہیں ہوتی ہیں ۔ ایک صحیح راستے کی جستجو کرنا ، دوسرے غلط راستے کی تلاش ۔ اگر وہ غلط راستے پر چلے تو پھر وہ بیماری ، بڑھاپے اور موت کو اٹل سمجھ گا مگر اسکی تلاش محض کھوکھلی اور وقتی چیزوں تک محدود ہو گی ۔

اگر وہ صحیح راستہ اختیار کرے تو بیماری ، بڑھاپے اور موت کی اصل حقیقت کا مشاہدہ کر سکتا ہے اور ان کے حقیقی معنی تلاش کر سکتا ہے جو تمام انسانی صعوبتوں کے ماورا ہیں ۔ وہ سوچے گا کہ میں اپنی عیش کی زندگی میں شاید غلط راستے پر بھٹکتا رہا ۔“

۴. اسی طرح شہزادے کے ذہن میں روحانی کشمکش ہوتی رہی تاآنکہ اس کا اکلوتا بیٹا راہل پیدا ہوا۔ یہ اس کشمکش کا نقطہ عروج تھا جس کے بعد اس نے محل چھوڑ دینے اور فقیری اختیار کر کے اپنے روحانی اضطراب کا مداوا تلاش کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس وقت اس کی عمر انتیس سال تھی۔ وہ کنتھکا نامی اپنے پسندیدہ سفید گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے خدمتگار چندکا کے ساتھ محل سے نکل گیا۔

اس کا کرب ختم نہیں ہوا کی کئی شیاطین نے اس کو ترغیب دیتے ہوئے کہا۔ ”محل واپس جاؤ اور وقت کا انتظار کرو۔ یہ دنیا تمہاری ہو جائے گی“ لیکن شہزادے نے کہا۔ ”مجھے دنیا کی کوئی ضرورت نہیں۔“ شہزادے نے اپنا سر مونڈا اور ہاتھ میں کاسی گداگری لے کر جنوب کی طرف ہولیا۔

شہزادہ سب سے پہلے بھگوا نامی رشی کے آشرم گیا اور اسکی ریاضت دیکھی۔ اس کے بعد آزاد کالام اور ادراک رامپتر کے پاس گیا اور دھیان کرنے سے نروان حاصل کرنے کا طریقہ سیکھا لیکن ریاضت کرنے کے بعد شہزادے کو یقین ہو گیا کہ آخر یہ مشقیں نجات کی حقیقی راہ نہیں ہیں۔ آخر میں وہ مگدھ گیا اور گیا کے نزدیک بہتے ہوئے دریاے نیرنجن کے کنارے پر واقع ارویلوا کے جنگل میں سخت تپسیا کی۔

۵. یہ واقعی شدید تپسیا تھی - بعد میں اس نے خود سے کہا- ”مجھ سے پہلے کسی جوگی نے ایسی تپسیا نہیں کی اور نہ کوئی آئندہ کرے گا۔“ لیکن اس تپسیا نے بھی شہزادے کو وہ چیز نہیں دی جس کی اسے تلاش تھی - اس لیے چھ سال کے بعد شہزادے نے یہ تپسیا چھوڑ دی - وہ دریا میں نہانے گیا اور سجاتا نامی ایک دوشیزہ کے ہاتھ سے دودھ قبول کیا -

جو جوگی اس وقت تک شہزادے کے ساتھ جنگل میں تپسیا کرتے تھے انہوں نے شہزادے کو دوشیزہ کے ہاتھ سے دودھ لیتے دیکھا تو متعجب ہوئے اور سمجھے کہ وہ اپنے مرتبے سے گر گیا ہے - اور اسے چھوڑ کر چلے گئے۔

وہ ابھی کمزور تھا مگر جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس نے دھیان کرنے کا پھر ایک اور دور شروع کیا - اس وقت اس کا عزم تھا - ”چلیے رگوں میں خون سوکھ جائے ، بدن کا گوشت سڑنے لگے اور ہڈیاں ٹوٹ ٹوٹ کر بکھرنے لگیں نروان حاصل کرنے تک میں اسی جگہ پر بیٹھا رہوں گا -“

یہ شدید اور فقیدالمثال کشمکش تھی - وہ یاس میں ڈوبا ہوا تھا ، اس کا دل اوہام و تفکرات کی زد میں تھا اور اس کی روح پر تاریک سائے چھائے تھے -

ہر طرف شیاطین کی ترغیبات کے دام بچھے تھے - اس نے بڑے احتیاط اور تحمل کے ساتھ ایک ایک کر کے ان کا جائزہ لیا اور سب کو رد کر دیا - یہ واقعی سخت کشمکش تھی کہ لہو خشک ہوا ، ماس گلنے لگا اور ہڈیاں چٹخ گئیں -

لیکن جب مشرق سے ستارہ صبح نمودار ہوا تو یہ کشمکش ختم ہوگئی - شہزادے کا ذہن صبح کی طرح اجلا اور روشن ہو گیا - بالآخر اس نے نروان حاصل کیا تھا - وہ دسمبر کی آٹھویں تاریخ تھی - جب شہزادہ بدھ بن گیا اس وقت اس کی عمر پینتیس سال تھی -

۶. اس کے بعد شہزادہ مختلف ناموں سے مشہور ہوا۔ مثلاً بدھ ، مکمل معرفت رکھنے والا، تنہاگت، شاکیہ منی یعنی شاکیہ قوم کا خردمند -

وہ سب سے پہلے بنارس میں مریگداو گئے جہاں وہی پانچ جوگی رہتے تھے جنہوں نے ان کے ساتھ چھ سال تپسیا کی تھی - پہلے پہل تو وہ ان سے دور رہے لیکن ان کی باتیں سننے کے بعد ان پر پورا عقیدہ لے آئے اور ان کے اولین پیروکار بن گئے - اس کے بعد وہ راجگر کے قلعے گئے - وہاں راجہ بمبساہ جو ان کا پرانا دوست تھا ان کا ہمنوا ہو گیا - پھر وہ پورے ملک میں گداگری کے روپ میں گھومے اور لوگوں کو اپنا طریقہ حیات قبول کرانے کے لیے وعظ و نصیحت کرتے رہے - لوگ ان کے گرد یوں جمع ہوتے رہے جیسے پیاسا پانی کی طرف اور بھوکا روٹی کی طرف لپکتا ہے -

دو عظیم چیلوں ساری پتر، مودگلیانا اور ان کے دوہزار شاگردوں نے بدھ کی طرف رجوع کیا -

بدھ کا والد شدھودن چونکہ ابھی تک ان کے محل چھوڑنے سے رنجیدہ تھا اس لیے پہلے پہل وہ لاتعلق رہا۔ مگر بعد میں ان کا مخلص پیروکار بن گیا - بدھ کی سوتیلی ماں مہاپرجاپتی، ان کی بیوی یشودھرا اور شاکی قوم کے سب لوگ ان کے پیروکار بن گئے - بے شمار اور لوگ بھی ان کے عقیدت مند پیروکار بنے۔

۷. پینتالیس سال بدھ تبلیغی سفر کرتے ہوئے عوام کو نجات کی راہ پر چلنے کی تلقین کرتے رہے - جب ان کی عمر اسی سال ہوگئی تو راجگر سے شراوستی جاتے ہوئے وہ ویشالی میں بیمار ہوگئے - اس وقت انہوں نے پیشگوئی کی - ”میں تین مہینے بعد نروان میں داخل ہوں گا “ انہوں نے اس حالت میں بھی سفر جاری رکھا اور وہ پاوا پہنچے جہاں چند نامی لوہار کی طرف سے پیش کیا گیا کھانا کھا کر وہ شدید علیل ہوگئے - مگر سخت درد اور تکلیف کے باوجود کشی نگر تک پہنچے -

شال کے درختوں کے درمیان لیٹے لیٹے وہ آخری دم تک اپنے شاگردوں کو درس دیتے رہے - اس طرح وہ دنیا کے عظیم ترین معلم کی حیثیت سے اپنے کام کی تکمیل کے بعد سکون کامل کی منزل میں داخل ہوئے -

۸. بدھ کے پسندیدہ چیلے آنند کی رہنمائی میں ان کے عقیدت مندوں نے ان کا جسم خاکی جلا دیا -

قریب کے سات راجاؤں اور راجا اجاسترو نے مطالبہ کیا کہ ان کی راکھ ان میں بانٹ دی جائے - کشی نگر کے لوگوں نے شروع میں انکار کیا اور نوبت جنگ کے خطرے تک جا پہنچی تاہم درونا نامی دانشمند کے مشوروں سے یہ بحران ٹل گیا اور راکھ آٹھ بڑی مملکتوں میں تقسیم کر دی گئی - بدھ کے جسم کو جلانے والی لکڑی کا ایندھن اور اسی طرح وہ مٹی کا برتن جس میں ان کی راکھ رکھی گئی تھی بھی دو اور راجاؤں کو دے دیے گئے تاکہ وہ بھی عزت پائیں - بدھ کے پیکر کی باقیات اور راکھ ان بڑے بڑے میناروں میں رکھی گئی جو ان کی یاد میں تعمیر ہوئے -

۲

بدھ کی آخری تعلیم

۱. بدھ نے کشی نگر میں شال کے درختوں کے نیچے آخری وعظ دیا -

” اے بھکشوؤ، تم اپنے آپ کو چراغ بناؤ ، خود کو اپنا سہارا بناؤ - دوسروں کو اپنا سہارا نہ بناؤ - میرے درس کو چراغ بناؤ اور دوسری تعلیمات پر اعتماد نہ کرو -

”اپنے جسم پر غور کرو ، اس کی آلودگی کو دیکھو - اس کی اذیت اور خوشی دونوں تکلیف

کا سبب ہیں۔ پھر تم کیوں اس کی خواہش میں گرفتار ہوتے ہو؟ اپنے نفس پر دھیان دو اس کی بے ثباتی کو سمجھو۔ پھر تم کیسے غرور اور خود غرضی میں مبتلا رہ سکتے ہو؟ جبکہ ان چیزوں کا نتیجہ بالآخر اذیت ہے۔ تمام موجودات کو دیکھو۔ کیا ان کی کوئی انا باقی رہتی ہے؟ کیا یہ ایسے مرکب نہیں ہیں جنہیں کچھ عرصے بعد ٹوٹ کر بکھر جانا ہے؟ میری تعلیمات پر میری موت کے بعد بھی کاربند رہو تو تم اذیت سے رہائی پاؤ گے۔ یہ عمل تمہیں میرا سچا شاگرد بنا دے گا۔"

۲. "اے بھکشوؤ، جو تعلیمات میں نے تمہیں اب تک دی ہیں وہ فراموش کرنے یا ترک کرنے کے لیے نہیں۔ ان تعلیمات کو محفوظ رکھو اور ان کے بارے میں سوچو اور ان پر عمل کرو۔ ان تعلیمات کے پابند رہ کر تمہیں مسرت نصیب ہو گی۔"

"ان تعلیمات کا مرکز اپنے ذہن اور اپنے واہموں پر قابو پانا ہے۔ اپنے ذہن کو لالچ سے دور رکھو، اپنی فکر کو صاف رکھو اور اپنی زندگی کی بے ثباتی پر دھیان دو۔ تب تم لالچ، غصہ اور دیگر برائیوں سے بچ سکو گے۔"

"اگر تمہیں لگے کہ تمہارا ذہن لالچ میں گرفتار ہو رہا ہے تو اسے زیر کرو، اس موہ پر قابو پاؤ اور اپنی فکر کے حکمران بن جاؤ۔"

” انسانی فکر اسے بدھ بھی بنا سکتی ہے اور ایک درندہ بھی - غلط کاری کے سبب انسان گمراہ ہو کر بھوت بھی بن سکتا ہے اور جسے معرفت نصیب ہو وہ بدھ بھی بن سکتا ہے - اس لیے اپنی فکر پر قابو پاؤ اور اسے صحیح راستے سے بھٹکنے نہ دو - ”

۳. ” اے بھکشوؤ، ایک دوسرے کا احترام کرو، میری تعلیمات پر عمل کرو اور جھگڑوں سے دور رہو۔ آپس میں تیل اور پانی کی طرح نہ رہو جو ایک دوسرے کو قبول نہیں کرتے بلکہ دودھ اور پانی کی طرح بنو جو ایک دوسرے میں حل ہو جاتے ہیں -

” اکٹھے پڑھو ، اکٹھے سیکھو ، اکٹھے میری تعلیم پر عمل کرو - بے کار مناقشوں میں اپنا شعور اور وقت ضائع نہ کرو - معرفت کے شگوفوں سے جب وہ اپنے موسم میں کھلیں ، حظ اٹھاؤ اور راہ راست کے اثمار چنو -

” میں نے جو تعلیمات تمہیں دی ہیں وہ مجھے راہ راست پر چلنے سے خودبخود ملی ہیں - ان تعلیمات پر کاربند رہو اور ہر موقع پر ان کی روح کو سمجھ کر ان پر عمل کرو -

” اگر تم انہیں نظر انداز کرتے ہو تو اس کا مطلب ہے کہ تم مجھ سے کبھی حقیقت میں ملے ہی نہیں چاہتے تم میرے سامنے ہی موجود کیوں نہ ہو - لیکن اگر تم نے ان تعلیمات پر عمل کیا تو خود کو میرے قریب پاؤ گے چاہے مجھ سے کہیں دور ہی کیوں نہ ہو -

۴. " اے بھکشوؤ، میرا آخری وقت آ رہا ہے - ہماری جدائی نزدیک ہے - لیکن ماتم نہ کرو - یہ دنیا بے ثبات ہے، جو پیدا ہوتا ہے وہ ضرور مر جاتا ہے اور میری موت اسی حقیقت کو ظاہر کرے گی۔ میرا جسم شکستہ رتھ کی طرح ٹوٹ پھوٹ جائے گا۔

" بے کار گریہ نہ کرو اور دنیا کی بے ثباتی سمجھو اور انسان کی زندگی کے خالی پن سے واقف ہو جاؤ - تبدیل ہونے والی چیز کو تبدیل نہ ہونے دینا ایک ناممکن خواہش ہے -

" دنیاوی ہوس کا بھوت ہمیشہ تمہیں دھوکا دینے کا موقع تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہے - اگر تمہارے کمرے میں زہریلا سانپ رہتا ہے اور تم آرام کی نیند سونا چاہتے ہو تو پہلے تمہیں اس سانپ کو باہر نکالنا ہو گا - اسی سانپ کی طرح تمہیں دنیاوی ہوس کے بھوت کو بھی بھگانا چاہیے - اپنی فکر کی حفاظت کرو -"

۵. " اے بھکشوؤ، اب میرا آخری لمحہ آن پہنچا۔ لیکن یہ بھول نہ جاؤ کہ موت تو صرف جسمانی خاتمہ ہے۔ یہ جسم والدین سے پیدا ہوا تھا اور غذا سے اس کی افزائش ہوئی پس بیماری اور موت اٹل نہیں۔

" لیکن اصلی بدھ ایک انسانی جسم نہیں - وہ نروان کی دانش، دھرم کی صداقت اور دھرم کی پیروی میں ہمیشہ موجود رہے گی -

”جو آدمی صرف میرے جسم کو دیکھتا ہے وہ میری حقیقت نہیں جانتا۔ جو میری تعلیم کو قبول کرتا ہے وہ مجھے حقیقت میں دیکھتا ہے۔“

”میری موت کے بعد دھرم ہی تمہارا استاد ہوگا۔ دھرم کی پرورش کرو گے تو میرے سچے وفادار رہو گے۔“

”اے بھکشوؤ، میں نے اپنی زندگی کے آخری پینتالیس سال کے دوران میں سب کچھ بیان کر دیا اب کوئی خفیہ تعلیم نہیں، کوئی پوشیدہ معنی نہیں، ہر شے کی تعلیم واضح طور پر دی جا چکی ہے۔“

”اے بھکشوؤ، اب خاتمہ ہے۔ ایک لمحے بعد میں نروان میں ہوں گا۔ یہ میری ہدایت ہے۔“

باب دوم

لافانی بدھ

۱

ان کی دردمندی اور عہد

۱. بدھ کی روح شفقت و دردمندی ہے۔ شفقت کا یہ عظیم جذبہ دنیا کے تمام انسانوں کو کسی طور اور ہر طرح بچانے کے لیے ہے۔ ان کی عظیم دردمندی وہ جذبہ ہے جو بیماروں کے ساتھ بیمار اور مصیبت زدوں کے ساتھ مصیبت کا مارا ہوتا ہے۔

بدھ نے فرمایا - ”تمہارا رنج میرا رنج ہے اور تمہاری خوشی میری خوشی ہے۔“ جس طرح ماں ہمیشہ اپنے بچے سے محبت کرتی ہے اسی طرح بدھ بھی کسی لمحے اپنی اس خصوصیت کو نہیں بھولتے کیونکہ یہ بدھ کی فطرت ہے۔

بدھ کی دردمندی انسانوں کی ضرورت کے مطابق جوش میں آتی ہے، انسانوں کا ان پر عقیدہ رکھنا اسی جذبے کا رد عمل ہے جو انہیں نروان کی طرف لے جاتا ہے۔ جس طرح ماں اپنی مامتا کو بچے سے محبت کرتے ہوئے شناخت کرتی ہے اور پھر بچہ اس ممتا کے رد عمل میں تحفظ اور سکون محسوس کرتا ہے۔

لیکن لوگ بدھ کی اس خصوصیت کو نہیں سمجھتے اور اپنی جہالت کی وجہ سے پیدا ہونے والے دھوکے اور خواہشوں سے ان کو اذیت ہوتی رہتی ہے - اور وہ اپنے اعمال کا بوجھ، جو نفسیاتی خواہشوں کا نتیجہ ہے، اٹھائے غفلت کی وادیوں میں سرگرداں رہتے ہیں -

۲. ایسا نہ سمجھو کہ بدھ کی دردمندی صرف اس زندگی کے لیے ہے - یہ تو لافانی بدھ کی ابدی دردمندی کا ظہور ہے جو نامعلوم زمانوں سے ہے - جب بھی نوع انسان کو اپنی غفلت کی وجہ سے اس کی ضرورت پیش آئی -

لافانی بدھ ہمیشہ لوگوں کے سامنے شفیق ترین صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے اور ان کی نجات کے لیے بہترین طریقے لاتا ہے -

شاکھی منی بدھ نے، جو شاکھی قوم کے شہزادے کی حیثیت سے پیدا ہوا، اپنے گھر کی آسائشوں کو چھوڑ کر ریاضت کی زندگی اختیار کی، خاموش گیان و دھیان کی راہ سے معرفت حاصل کی، انسانوں میں دھرم کی تبلیغ کی اور آخر میں اپنی ضمنی موت سے بھی اس تجلی کو دکھایا ہے -

جس طرح انسانی جہالت لامتناہی ہے اس طرح بدھ کی صفت کا عمل بھی لافانی ہے اور جس طرح لوگوں کے گناہوں کی کوئی انتہا نہیں اس طرح بدھ کی دردمندی بھی بے کنار ہے -

جب بدھ نے دنیاوی زندگی سے قطع تعلق کیا اس وقت انھوں نے چار بڑے عہد کیے - (۱) سب لوگوں کی نجات - (۲) تمام دنیاوی خواہشات کا ترک - (۳) سب تعلیمات سیکھنا - (۴) مکمل نروان حاصل کرنا - یہی عہد شفقت اور محبت کا وہ اظہار ہے جو صفت بدھ کی فطرت ہے -

۳. بدھ نے سب سے پہلے کسی جاندار کو مارنے کے گناہ سے دور رہنے کی مشق کی اور اس طرح انھوں نے چاہا کہ تمام لوگ طویل زندگی کی نعمت کا راز جان جائیں -

بدھ نے چوری کے گناہ سے دور رہنے کی مشق کی اور اس سے انھوں نے چاہا کہ لوگ اپنی ضرورت کی چیزیں پا سکیں -

بدھ نے حرام کاری کے گناہ سے دور رہنے کی مشق کی تاکہ اس سے سب لوگ پاکیزگی کی نعمت کو جان سکیں اور میسر نہ ہونے والی خواہشوں سے رنج نہ اٹھائیں -

بدھ نے دھوکے بازی کے گناہ سے دور رہنے کی مشق کی تاکہ اس سے سب لوگ ذہنی سکون کو جان سکیں -

انھوں نے دوزبانی سے دور رہنے کی مشق کی تاکہ اس سے سب لوگ دوستی کی مسرت کو جان سکیں -

انہوں نے دوسروں کو گالی نہ دینے کی مشق کی اور چاہا کہ لوگوں کا دل پرسکون رہے اور وہ صلح صفائی کی زندگی گزاریں -

انہوں نے یاوہ گوئی سے دور رہنے کی مشق کی تاکہ اس سے سب لوگ ہمدردی کا احساس پا لیں - بدھ نے اپنے آدرش کو سامنے رکھتے ہوئے لالچ سے آزاد ہونے کی ریاضت کی اور اس کارخیر کے ذریعے انہوں نے خواہش کی کہ لوگ اس سکون کو جان لیں جو اس آزادی سے حاصل ہوتا ہے -

انہوں نے غصے سے دور رہنے کی مشق کی اور چاہا کہ لوگوں کے دلوں میں ایک دوسرے سے محبت کا جذبہ پیدا ہو جائے -

انہوں نے جہالت سے دور رہنے کی مشق کی اور چاہا کہ سب لوگ قانون علت سے واقف ہوں اور اسے نظر انداز نہ کریں -

اس طرح بدھ کی دردمندی سب لوگوں کا احاطہ کیے ہے - اور اس کی توجہ ہمیشہ لوگوں کی خوشی کی طرف ہے - وہ سب سے محبت کرتے ہیں جیسے والدین اپنے بچوں کو چاہتے ہیں اور وہ ان کے لیے عظیم ترین نعمت کی تمنا رکھتے ہیں کہ وہ حیات و مرگ کا بحر بیکراں عبور کر سکیں -

بدھ کی دست گیری اور ہماری نجات

۱. یہ مشکل ہے کہ دور نروان کے کنارے بدھ کی آواز ان لوگوں تک پہنچے جو ابھی وہم و خیال کی دنیا میں گرفتار ہیں - اس لیے بدھ دنیا کی طرف لوٹتے ہیں اور نجات کی راہ دکھاتے ہیں -

بدھ نے فرمایا - " میں تمہیں ایک حکایت سناتا ہوں - کسی شہر میں ایک مالدار آدمی رہتا تھا - ایک روز اس کے گھر کو آگ لگ گئی - اس وقت وہ اتفاق سے گھر سے باہر تھا - جب وہ واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ اس کے بچے کھیلنے میں اتنے محو تھے کہ انہیں آگ لگنے کا علم نہ ہوسکا اور وہ گھر کے اندر ہی تھے - باپ چلایا - " بچو ، باہر بھاگو ، گھر سے نکلو جلدی - " لیکن بچوں نے کوئی توجہ نہ دی - باپ سراسیمہ دوبارہ چلایا - " بچو ، آؤ میرے پاس کمال کے کھلونے ہیں - جلدی نکل آؤ اور ان کو لو - " اس بار بچے جلتے ہوئے گھر سے باہر بھاگ پڑے -

یہ دنیا واقعی جلتا ہوا گھر ہے - لیکن لوگ اس بات سے بے خبر ہیں اور جل کر مر جانے کے خطرے میں ہیں - اس لیے بدھ اپنی دردمندی سے انہیں بچانے کے لیے طرح طرح کی ترکیب بروئے کار لاتے ہیں -

۲. بدھ نے فرمایا۔ ”میں ایک اور حکایت سناتا ہوں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے ایک مالدار شخص کے اکلوتے بیٹے نے گھر چھوڑ دیا اور غربت کا شکار ہو گیا۔

”باپ بیٹے کی تلاش میں گھر سے نکلا مگر کہیں اس کا سراغ نہ ملا۔ اس نے اس کی تلاش میں ہر ممکن سعی کی مگر کامیابی نہ ہوئی۔

”بیس تیس سال بعد وہ بیٹا، جو اب افلاس کا مارا ہوا تھا، اتفاقاً اس شہر کی طرف آیا جہاں اس کا باپ رہتا تھا۔

”باپ نے فوراً اپنے بیٹے کو پہچان لیا اور اس آوارہ بیٹے کو، جو گھر کی شان و شوکت کو حیرانی سے دیکھ رہا تھا، اپنے خدمت گاروں کو بھیجا۔ لیکن بیٹے کو شک ہوا کہ کہیں اس میں فریب نہ ہو۔

”تب باپ نے خدمت گاروں کو کہا کہ اسے کچھ رقم دے دیں اور کہیں کہ وہ ہمارا ملازم بن جائے۔ اب کی بار بیٹے نے اس دعوت کو قبول کیا اور اپنے باپ کے ہاں نوکری کرنے لگا۔

”باپ رفتہ رفتہ اپنے بیٹے کو اہم کام دینے لگا حتیٰ کہ اپنی دولت اور جائداد کی نگرانی کا کام دیا۔ لیکن بیٹے نے اب بھی اپنے باپ کو نہ پہچانا۔

”باپ اپنے بیٹے کی وفاداری سے خوش ہوا۔ جب اس کا آخری وقت آن پہنچا تو اس نے رشتہ داروں اور دوستوں کو اکٹھا کیا اور کہا۔

”دوستو، یہی میرا اکلوتا بیٹا ہے وہی بیٹا جسے میں نے برسوں ڈھونڈا۔ اب میری سب جائداد اور دولت اس کی ہے۔“

بیٹے نے اپنے باپ کے اس اعتراف سے حیران ہو کر کہا۔
 ”نہ صرف میرا باپ مجھے مل گیا بلکہ اس کی
 دولت بھی۔“

اس حکایت میں مالدار آدمی بدھ کو ظاہر
 کرتا ہے اور اس کا سرگرداں بیٹا تمام انسانوں کو -
 جس طرح باپ کو اپنے اکلوتے بیٹے سے محبت ہے اس
 طرح بدھ کا رحم سب لوگوں کو اپنی گود میں لیتا
 ہے۔ بدھ سب لوگوں کو اپنے بچوں کی طرح سکھاتے
 ہیں اور وعظ دیتے ہیں اور نروان کے جوہر سے ان کو
 مالا مال بنا دیتے ہیں -

۳. بدھ کی دردمندی سب لوگوں کے لیے برابر ہے -
 مختلف پودے بارش سے الگ الگ فائدہ اٹھاتے ہیں
 اسی طرح لوگوں کی دلی کیفیت کے مطابق ان کو
 بچانے کا طریقہ بھی مختلف ہے -

۴. والدین کو اپنے سب بچوں سے محبت ہے مگر
 خاص طور پر اپنے بیمار بچے پر ان کی محبت مرکوز
 ہوگی -

بدھ کی دردمندی سب لوگوں کے لیے برابر ہے
 مگر خاص طور پر ان کی دردمندی ان لوگوں پر
 مرکوز ہوگی جو جہالت کی وجہ سے گناہ کا بھاری
 بوجھ اٹھاتے ہیں اور برداشت کرنے پر مجبور ہیں -

جس طرح سورج مشرق سے طلوع ہو کر اطراف کی تاریکیوں کو مٹا دیتا ہے اسی طرح بدھ کی دردمندی سبھی لوگوں کا احاطہ کرتی ہے ، ان کی حوصلہ افزائی کرتی ہے اور بد اعمالی کے خلاف رہنمائی کرتی ہے ۔ اس طرح وہ جہالت کی تاریکی مٹاتے ہیں اور لوگوں کو نروان تک پہنچاتے ہیں ۔

بدھ شفقت میں باپ کی طرح ہیں اور محبت میں ماں کی طرح ۔ لوگ اپنی جہالت اور دنیاوی لالچ میں گرفتار ہو کر ضرورت سے زیادہ پرجوش ہو جاتے ہیں ۔ بدھ بھی پرجوش ہیں تاہم تمام لوگوں پر اپنی دردمندی کی وجہ سے ۔ وہ بدھ کی شفقت کے بغیر بے سہارا ہیں اور انہیں ان کے بچوں کی طرح ان کے نجات کے طریقوں کو اختیار کرنا چاہیے ۔

۳

لافانی بدھ

۱۔ عام لوگ باور کرتے ہیں کہ بدھ شہزادے کی حیثیت سے پیدا ہوئے اور انہوں نے دنیا سے قطع تعلق کر کے نروان حاصل کیا ۔ لیکن حقیقت میں بدھ ہمیشہ سے دنیا میں ، جس کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا ، موجود ہیں ۔

لافانی بدھ کی حیثیت سے وہ سبھی لوگوں کے احوال سے باخبر ہیں اور ان کی دستگیری کے لیے تمام طریقے استعمال کرتے ہیں ۔

لافانی دھرم میں ، جو بدھ نے سکھایا ، فریب نہیں کیونکہ وہ دنیا کی سب چیزوں کی حقیقت جانتے ہیں اور ان کے معنی لوگوں کو سکھاتے ہیں ۔
دنیا کی حقیقت کو جاننا بڑا کٹھن ہے کیونکہ اگرچہ یہ حقیقت دکھائی دیتی ہے مگر حقیقت نہیں ہے ، اگرچہ یہ حق دکھائی دیتی ہے مگر یوں نہیں ہے اور اگرچہ یہ باطل نظر آتی ہے مگر ایسا نہیں ہے ۔ جو غفلت کا شکار ہیں دنیا کی حقیقت کو نہیں جان سکتے ۔

صرف بدھ ہی اس دنیا کی کلی حقیقت سے آگاہ ہے اور وہ کبھی نہیں کہتے کہ یہ حق ہے یا باطل یا خیر یا شر۔ وہ اس دنیا کو ویسا ہی بتاتے ہیں جیسا وہ ہے۔

جو کچھ بدھ نے سکھایا وہ یہ ہے ۔ ” سب لوگوں کو اپنی طبع ، کردار اور عقائد کے مطابق تقویٰ کی جڑ کی پرورش کرنی چاہیے ۔ ” یہ تعلیم اس دنیا کے تمام اثبات اور نفی سے بالا تر ہے ۔

۲. بدھ نہ صرف اپنے اقوال سے تعلیم دیتے ہیں بلکہ اپنی زندگی سے بھی ۔ ان کی زندگی لافانی ہے لیکن حرص میں مبتلا لوگوں کو جگانے کے لیے انہوں نے موت کا وسیلہ اپنایا ۔

” ایک طبیب جب گھر سے دور تھا اتفاقاً اس کے بچوں نے زہر کھا لیا ۔ جب طبیب لوٹا تو اس نے ان کی حالت دیکھی اور ایک تریاق تیار کیا ۔ بچوں میں سے کچھ نے ، جن پر زہرخورانی کا اثر زیادہ نہ تھا ، دوائی پی لی اور شفایاب ہوئے ۔

لیکن بعض پر زہر کا اثر اتنا تھا کہ انہوں نے دوائی لینے سے انکار کر دیا ۔

طیب نے شفقت پدري سے مجبور ہو کر ان کے علاج کے لیے انتہائی طریقے کو اپنایا ۔ اس نے بچوں سے کہا ۔ ” میں ایک طویل سفر پر جا رہا ہوں ۔ میں بوڑھا ہوں اور کسی روز بھی مر سکتا ہوں ۔ اگر میں مر گیا تو تمہاری حالت بد سے بدتر ہو جائے گی۔ اگر تم میری موت کی خبر سنو تو یہ دوائی پی لینا تاکہ زہر کا توڑ ہو سکے ۔ ” اس کے بعد وہ طویل سفر پر روانہ ہوا اور کچھ وقت بعد بچوں کے پاس ایک پیغمبر بھیجا کہ انہیں اس کی موت کی خبر دے ۔

بچے باپ کی موت کا خیال کر کے بہت رنجیدہ ہوئے اور یہ سوچ کر پریشان ہوئے کہ اب وہ اس کی نگہداشت سے محروم ہو گئے ہیں ۔ بے کسی اور مایوسی کے احساسات میں انہوں نے اس کی وصیت یاد کی ، دوائی پی لی اور صحت یاب ہو گئے ۔

لوگوں کو اس طیب باپ کے طریقے کی مذمت نہیں کرنی چاہیے ۔ بدھ اس باپ کی طرح ہیں اور زندگی اور موت کا افسانہ خواہشات نفسانی میں گھرے ہوئے لوگوں کی نجات کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

باب سوم

بدھ کا بشرہ اور ان کے اوصاف

۱

بدھ کے بدن کے تین پہلو

۱. شکل و صورت سے بدھ کو جاننے کی کوشش نہ کرو۔ کیونکہ شکل یا صفات میں اصلی بدھ موجود نہیں ہیں۔ اصلی بدھ تو خود نروان ہیں۔ اس لیے جس آدمی نے نروان حاصل کیا ہے وہ اصلی بدھ کو دیکھ پاتا ہے۔

اگر آدمی بدھ کی بعض نمایاں صورتوں کو دیکھ کر کہے کہ میں نے بدھ کو دیکھ لیا تو یہ غافل آنکھوں سے رونما ہونے والی ایک غلطی ہے۔ کیونکہ انسان بدھ کی اصل صورت دیکھ نہیں سکتا۔ کسی بھی بے عیب بیان سے بدھ کو جان نہیں سکتا اور انسانی زبان سے ان کی صفات کو بیان کرنا ناممکن ہے۔

اگرچہ ہم بدھ کی شکل کے بارے میں ذکر کر رہے ہیں لیکن لافانی بدھ کی کوئی شکل نہیں بلکہ وہ کسی بھی شکل میں اپنے کو ظاہر کر سکتے ہیں۔ ہم بدھ کی صفات کے بارے میں ذکر کر رہے ہیں لیکن لافانی بدھ کی کوئی صفات نہیں بلکہ وہ کسی بھی اعلیٰ صفات میں اپنے کو ظاہر کر سکتے ہیں۔

اس لیے اگر آدمی بدھ کی صورت و صفات کو صاف طور پر سمجھ لے اور اسی کو ان کی صورت و صفات سے لگاؤ نہ ہو تو اس میں بدھ کو دیکھنے اور جاننے کی صلاحیت ہوتی ہے ۔

۲. بدھ کا بدن خود نروان ہے اس لیے وہ لافانی ہے یہ ایسا مادی بدن نہیں جو خوراک سے پالا جاتا ہے یہ تو ایسا لافانی بدن ہے جس کا جوہر حکمت ہے اس لیے بدھ کو نہ ڈر ہے نہ بیماری ۔ وہ لافانی اور امر ہیں۔

اس لیے جب تک نروان ہے تب تک بدھ موجود ہیں ۔ یہ نروان حکمت کا نور بن کر ظہور میں آتا ہے اور یہ نور لوگوں کو نروان دیتا ہے اور بدھ کی دنیا میں وجود بخشتا ہے۔

جو یہ سمجھتے ہیں وہ بدھ کے بچے بن جاتے ہیں ۔ وہ بدھ کے دھرم کی پابندی کرتے ہیں ، ان کی تعلیمات کا احترام کرتے ہیں اور اپنی آنے والی نسلوں تک ان تعلیمات کو پہنچا دیتے ہیں ۔ بدھ کی طاقت کے برابر کوئی معجزہ نہیں ہے ۔

۳. بدھ کے بدن کے تین پہلو ہیں ۔ ایک تو دھرم کا ، دوسرے تو سمبھوگ کا ، تیسرے تو نرمان کا ہے ۔

دھرم کا یا دھرم کا جوہر ہے ، وہ حقیقت کا جوہر ہے۔ اصل میں بدھ کی کوئی شکل اور رنگ نہیں ہوتا اور چونکہ بدھ کی کوئی شکل اور رنگ نہیں ہوتا اس لیے وہ نہ کہیں سے آتے ہیں نہ کہیں جاتے ہیں۔ نیلے آسمان کی طرح وہ سبھی چیزوں پر حاوی ہیں ۔ وہ سب کچھ ہیں اس لیے ان میں کوئی کمی نہیں۔

چونکہ دھرم خود بدھ ہے اس لیے بدھ کا نہ کوئی رنگ ہے نہ صورت۔ چونکہ ان کا نہ کوئی رنگ ہے نہ صورت اس لیے وہ نہ کہیں سے آتے ہیں نہ کہیں جاتے ہیں۔ چونکہ وہ نہ کہیں سے آتے ہیں نہ کہیں جاتے اس لیے وہ نیلے آسمان کی طرح سبھی چیزوں پر چھائے ہوئے ہیں ۔ وہ نہ لوگوں کے دھیان سے ظہور میں آتے ہیں نہ لوگوں کے بھولنے سے مٹتے ہیں ۔ وہ نہ لوگوں کے خوشی کے وقت آتے ہیں نہ لوگوں کے اضمحلال کے وقت جاتے ہیں ۔ بدھ انسان کے دل کی مختلف حرکات سے بالاتر ہیں ۔

بدھ کے بدن کا یہ پہلو کائنات کے گوشے گوشے میں بھرا ہوا ہے اور کہیں بھی پہنچ جاتا ہے ۔ چاہے لوگ اس کے وجود پر یقین کریں یا شک کریں وہ ہمیشہ کے لیے موجود ہے ۔

۴. دھرم کا یا کے بدھ ، جن کی کوئی شکل و صورت نہیں ہوتی ، لوگوں کو دکھوں سے نجات دلانے کے لیے اپنی شکل ظاہر کرتے ہیں ، عہد کرتے ہیں ، مشق کرتے ہیں اور اپنا مقدس نام دکھاتے ہیں ۔ ان کو سمبھوگ کا یا کہتے ہیں ۔

بدھ کے بدن کے اس پہلو کا جوہر دردمندی ہے - وہ طرح طرح کی تراکیب استعمال کر کے ایسے لوگوں کو نجات دیتا ہے جو نجات کے لیے تیار ہوں - سبھی چیزوں کو جلانے والی آگ کی مانند لوگوں کی دنیاوی ہوا و ہوس کو جلاتا ہے اور گرد و غبار کو اڑانے والی ہوا کی مانند لوگوں کے دکھوں کے گرد و غبار کو اڑاتا ہے۔

نرمان کایا کے بدھ بدھ کی نجات کی تکمیل کے لیے لوگوں کو ان کی فطرت کے مطابق اپنی شکل و صورت دکھاتے ہیں اور پیدائش، ترک دنیا اور نروان کا حصول بتاتے ہیں - لوگوں کی رہنمائی کرنے کے لیے بدھ اس صورت میں طرح طرح کی تراکیب استعمال کرتے ہیں مثلاً بیماری اور موت کے پہلو دکھانا -

بدھ کا بدن اصل میں دھرم کایا ہوتا ہے - لیکن لوگوں کی اپنی اپنی فطرت ہوتی ہے اس لیے بدھ کی مختلف شکلیں ظہور میں آتی ہیں - لوگوں کی مختلف خواہشیں، اعمال یا صلاحیتوں کے مطابق بدھ کی شکل بدل جاتی ہے - لیکن بدھ صرف دھرم کی حقیقت ہی دکھاتے ہیں۔

اگرچہ بدھ کے بدن کے تین پہلو ہیں پھر بھی ان کا مقصد ایک ہی ہے - سبھی لوگوں کو نجات دینا -

ہر ماحول میں بدھ اپنی پاکیزگی کے ساتھ ظاہر

بدھ کا بشرہ اور ان کے اوصاف

ہوتے ہیں۔ لیکن یہ ظہور بدھ نہیں کیونکہ بدھ کا کوئی مادی بدن نہیں ہوتا - بدھ کا جوہر سبھی چیزوں میں بھرا ہوا ہے اور نروان کی حیثیت میں حقیقت کو جانچنے والوں کے سامنے ظہور میں آتے ہیں -

۲

بدھ کا ظہور

۱. اس دنیا میں کسی بدھ کا ظہور شاذ ہی ہوتا ہے لیکن جب کسی بدھ کا ظہور ہوتا ہے تو وہ نروان حاصل کر کے دھرم کو پیش کرتے ہیں ، شکوک کے جال توڑتے ہیں ، ہوس کی ترغیبات کو جڑ سے اکھاڑتے ہیں اور بدی کے سرچشمے کو بند کرتے ہیں - کسی رکاوٹ کے بغیر مکمل آزادی کے ساتھ یہ دنیا ان کے زیر قدم ہوتی ہے - اس دنیا میں بدھ کا احترام کرنے سے زیادہ کوئی بڑائی نہیں -

بدھ اس عالم آزار میں اس لیے ظاہر ہوتے ہیں کہ وہ مصیبت زدوں کو چھوڑ نہیں سکتے - ان کا مقصد صرف دھرم کو پھیلانا اور تمام لوگوں کو اس سچائی سے فیض یاب کرنا ہے -

اس دنیا میں دھرم کو پیش کرنا بہت مشکل ہے جہاں بے انصافی اور غلط معیار بھرے ہوئے ہیں - یہ دنیا ناقابل تسکین خواہشات اور بے آرامی کی ایک فضول جدوجہد ہے - بدھ اپنی گہری محبت اور دردمندی کی وجہ سے ان مشکلات کا سامنا کرتے ہیں۔

۲. بدھ اس دنیا میں تمام لوگوں کے اچھے دوست

ہیں دنیاوی ہوسوں کے بوجھ کو اٹھانے والے کو دیکھتے
ہی بدھ اس کے عوض اسی بوجھ کو اٹھاتے ہیں -
بدھ اس دنیا میں سچے استاد ہیں - فریب کھانے والے
کو دیکھتے ہی حکمت کے نور سے اس فریب کو ہٹاتے
ہیں -

جس طرح بچھڑا کبھی گائے سے نہیں بچھڑتا
اسی طرح ایک بار جس نے بدھ کی تعلیمات سنی
ہیں وہ بدھ سے نہیں بچھڑنا چاہتا ہے - کیونکہ بدھ
کی تعلیمات اس کو مسرت بخشتی ہیں -

۳. جب چاند چھپ جاتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ
چاند ڈوب گیا اور جب وہ ابھرتا ہے تو لوگ کہتے
ہیں کہ چاند نکل آیا - لیکن چاند تو نہ ڈوبتا ہے
نہ نکلتا - وہ ہمیشہ آسمان پر چمکتا ہے - اسی
طرح بدھ بھی نہ پیدا ہوتے ہیں نہ مرتے ہیں -
صرف لوگوں کو تعلیم دینے کے لیے اپنی پیدائش اور
موت کو دکھاتے ہیں -

لوگ چاند کے مرحلوں کو ماہ کامل اور ہلال کہتے
ہیں لیکن چاند تو ہمیشہ کامل ہوتا ہے - وہ نہ تو
بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے - اسی طرح بدھ بھی نہ پیدا
ہوتے ہیں نہ مرتے ہیں - لیکن لوگوں کی نظروں
میں وہ متغیر معلوم ہوتے ہیں -

چاند ہر جگہ چمکتا ہے - شہر پر ، گاؤں پر ،
پہاڑ پر ، دریا پر ، تالاب کی گہرائیوں میں ،
صراحی کے اندر ، پتے کی نوک پر لٹکتی ہوئی اوس
کی بوند میں بھی دکھائی دیتا ہے - اگر کوئی آدمی

سینکڑوں میل چلے تو بھی چاند اس کے ساتھ چلتا ہے۔ اصل میں چاند تو ایک ہی ہے لیکن دیکھنے والے اس کو متغیر دیکھتے ہیں۔ اس طرح بدھ بھی دنیا کے لوگوں کے پیچھے ظہور کے مختلف رنگوں میں ان کے بدلتے ہوئے حالات کے ساتھ چلتے ہیں۔ لیکن اصل میں بدھ لافانی ہیں اور نہیں بدلتے۔

۴. بدھ کا اس دنیا میں ظہور آنا اور اس دنیا سے جانا بھی اسباب سے بڑا تعلق رکھتا ہے۔ جب اسباب سازگار ہوتے ہیں تو بدھ اس دنیا میں آتے ہیں اور جب اسباب ناسازگار ہوتے ہیں تو وہ اس دنیا سے جاتے ہیں۔

بدھ کا ظہور ہو یا غیاب، صفت بدھ ہمیشہ ویسی ہی رہتی ہے۔ ہمیں بدھ کی ظاہری تبدیلی یا چیزوں کی تبدیلیوں سے حیرت یا غم نہ ہونا چاہیے بلکہ سچا نروان پا کر اعلیٰ حکمت پانا چاہیے۔

یہ پہلے کہا گیا ہے کہ بدھ مادی جسم نہیں ہیں بلکہ خود نروان ہیں۔ مادی جسم تو اصل میں خلا ہے۔ اسے نروان سے بھر دینے سے ہی وہ بدھ کہے جائیں گے۔ اس لیے بدھ کے مادی جسم پر توجہ دے کر ان کی موت سے دکھ ہونے والا سچے بدھ کو دیکھ نہیں سکتا۔

حقیقت میں سب چیزوں کی اصل میں کوئی فرق نہیں ہوتا ، نہ تو ان میں پیدائش ہے نہ موت ، نہ تو ان میں آنا ہے نہ جانا ، نہ ان میں نیکی ہے نہ برائی - سب چیزیں بے مادہ ہیں اور مکمل طور پر ہم آہنگ ہیں -

ایسے فرق تو دیکھنے والے کے تعصبات سے پیدا ہوتے ہیں - اسی طرح بدھ کی اصل شکل بھی نہ ظہور میں آتی نہ چھپتی ہے -

۳

بدھ کے اوصاف

۱. بدھ کا احترام پانچ اوصاف کی وجہ سے کیا جاتا ہے - یہ ہیں اعلیٰ عمل ، اعلیٰ نقطہ نظر ، کامل دانش ، تبلیغ کی اعلیٰ صلاحیت اور لوگوں سے تعلیمات پر عمل درآمد کروانے کی صلاحیت -

ان کے علاوہ بدھ آٹھ اعلیٰ صلاحیتیں رکھتے ہیں - پہلے بدھ لوگوں کو رحمت و مسرت دیتے ہیں - دوسرے اپنی تعلیمات پر عمل کروا کے فوری فائدہ پہنچاتے ہیں - تیسرے وہ سکھاتے ہیں کہ کیا اچھا ہے کیا برا ، کیا صحیح ہے کیا غلط - چوتھے سچا راستہ دکھا کر نروان تک لے جاتے ہیں - پانچویں سب لوگوں کی رہنمائی مساوی طور پر کرتے ہیں - چھٹے بدھ غرور و شیخی سے گریز کرتے ہیں - ساتویں وہ اپنے قول کے مطابق عمل درآمد کرتے ہیں - آٹھویں بے جھجک اپنے وعدوں کو پورا کرتے ہیں -

بدھ دھیان کے ذریعے ایسا سکون اور امن پاتے ہیں جس میں رحم سے تابناکی ، درد مندی ، مسرت اور تحمل ہے ۔ وہ سب لوگوں کے ساتھ یکساں ہیں اور ان کے ذہن کی تمام گندگیوں کو صاف کر کے روح کی مکمل وحدت میں مسرت سے فیض یاب کرتے ہیں

۲۔ بدھ دنیا کے سب لوگوں کے ماں اور باپ دونوں ہیں ۔ بچی پیدا ہونے کے بعد سولہ مہینے تک ماں باپ کی آواز میں اسی سے بات کرتے ہیں ۔ اس کے بعد دھیرے دھیرے اسے زبان سکھاتے ہیں ۔ اسی طرح بدھ بھی پہلے خود لوگوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں پھر انہیں چھوڑ دیتے ہیں کہ وہ خود اپنی دیکھ بھال کریں ۔ پہلے وہ لوگوں کی خواہشات کے مطابق انہیں چیزیں دیتے ہیں پھر انہیں ایک پر امن اور محفوظ پناہ گاہ میں لے آتے ہیں ۔

بدھ اپنی ہی زبان کے ذریعے وعظ کرتے ہیں لیکن لوگ اپنی اپنی زبانوں میں اسے اس طرح محسوس کرتے ہیں گویا وہ خاص طور پر ان ہی کے لیے تھا ۔

بدھ کی ذہنی کیفیت فریب میں پھنسے ہوئے انسانوں کے ذہن سے کہیں بلند ہے اور الفاظ سے اس کی تشریح نہیں ہو سکتی ۔ اگر کسی طرح اس کی تشریح کرنی ہو تو مثال کے بغیر ممکن نہیں ۔

دریائے گنگا ہمیشہ کچھوے یا مچھلیاں ، گھوڑوں یا ہاتھیوں کی وجہ سے گندا رہتا ہے پھر بھی اس کا پانی پاک ہے ۔ بدھ بھی اس دریا کی طرح ہے ۔ وہ دوسری تعلیمات کی مچھلیوں یا کچھوؤں کے آنے پر

بھی استقلال کے ساتھ رہتے ہیں اور ان کا دھرم پاک رہتا ہے ۔

۳. بدھ کی حکمت ، جو کامل ہے اور عصبیتوں کی حدود سے دور درمیانی راستے پر کھڑی ہے اور الفاظ و بیان سے بالاتر ہے ۔ تمام عقل ہونے کی وجہ سے بدھ سب لوگوں کے خیالات سے واقف ہیں اور ایک ہی لمحے میں دنیا کی سب چیزوں تک پہنچ جاتے ہیں ۔

جس طرح پرسکون سمندر میں آسمان کے ستاروں کا عکس دکھائی دیتا ہے اس طرح بدھ کی حکمت کی گہرائیوں میں لوگوں کے احساسات، خیالات اور حالات کی عکاسی ہوتی ہے ۔ اس لیے بدھ کو کامل نروان والا کہا جاتا ہے ۔

بدھ کی حکمت لوگوں کے مضمحل ذہن کو تازہ کرتی ہے ، روشنی عطا کرتی ہے اور لوگوں کو اس دنیا کے معنی ، اسباب و کیفیات ، ان کے اثرات اور اس کے ظہور و غیاب کے نکات سکھاتی ہے ۔ واقعی بدھ کی حکمت ہی سے لوگ اس دنیا کے بارے میں اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں ۔

۴. بدھ ہمیشہ بدھ کی صورت میں ظاہر نہیں ہوتے بلکہ کبھی شیطان کی شکل میں ، کبھی عورت ، کبھی دیوتا ، کبھی بادشاہ یا مدبر کی صورت میں ظہور میں آتے ہیں ۔ کبھی کبھی طوائف کے گھر یا جوئے خانے میں بھی ظاہر ہوتے ہیں ۔

وبا کے زمانے میں وہ طبیب حاذق بن جاتے ہیں اور جنگ کے وقت وہ مصیبت زدہ لوگوں کے لیے تحمل اور رحم کا درس دیتے ہیں - جو لوگ چیزوں کو لافانی سمجھتے ہیں بدھ ان کو بے ثباتی اور بے یقینی کا درس دیتے ہیں - جو لوگ مغرور اور خودپرست ہیں ان کو انکسار اور ایثار کا سبق سکھاتے ہیں - جو لوگ دنیاوی ہوسوں کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں ان کو اس دنیا کی مصائب سے آگاہ کرتے ہیں -

بدھ کے کام کو جو دھرم کایا کا جوہر ہے تمام معاملات اور ہر موقع پر ظاہر ہونا ہے - اس طرح بنی نوع انسان کی نجات کے لیے اس دھرم کایا کے سرچشمے سے بدھ کا رحم اور دردمندی ایک بے کنار زندگی اور لا محدود روشنی کی صورت میں رواں ہوتی ہے -

۵. یہ دنیا ایک جلتے ہوئے گھر کی طرح جو ہمیشہ تباہ ہوتا اور دوبارہ بنایا جاتا ہے - لوگ جہالت کی تاریکی سے لپٹے ہوئے غصے ، ناخوشی ، حسد وغیرہ دنیاوی ہوسوں سے دیوانے ہو رہے ہیں - جس طرح بچے کو ماں کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح سب لوگوں کو بدھ کی رحمت پر بھروسہ کرنا چاہیے -

سب انسان بدھ کے ایسے بچے ہیں جو دنیاوی ہوسوں کو پورا کرنے کے لیے بے چین ہیں اور مصائب کو بھانپنے کی حکمت نہیں رکھتے - یہ دنیا تکالیف سے بھری ہوئی خطرناک جگہ ہے جہاں بڑھاپے ، بیماری اور موت کی آگ جلتی رہتی ہے -

بدھ نے دیکھا کہ یہ پرفریب دنیا واقعی ایک جلتا ہوا گھر ہے۔ اس لیے انہوں نے اس سے منہ پھیر لیا اور پرسکوت جنگل میں پناہ اور امن پایا۔ بدھ نے فرمایا۔ ”تغیر و تکالیف کی یہ دنیا میری ہے اور اس میں رہنے والے سب بے خبر ذی حیات میرے بچے ہیں۔ صرف میں ہی ان کو فریب اور دکھوں سے نجات دلا سکتا ہوں۔“

بدھ تو دھرم کے شہنشاہ ہیں اس لیے وہ اپنی خواہش کے مطابق تمام لوگوں کو تعلیم دے سکتے ہیں۔ بدھ لوگوں کو سکون اور فائدہ پہنچانے کے لیے اس دنیا میں آئے۔ انہوں نے لوگوں کو اذیتوں سے بچانے کے لیے دھرم کی تبلیغ کرتے ہیں۔ لیکن لوگ لالچ کی وجہ سے ان کی بات نہیں سنتے اور پرواہ نہیں کرتے۔

لیکن جو لوگ ان کی تعلیمات سنتے ہیں وہ زندگی کے فریب اور دکھوں سے آزاد ہوتے ہیں۔ ”لوگوں کو صرف خود ان کی عقل کے سہارے نہیں بچایا جا سکتا۔“ انہوں نے کہا۔ ”انہیں یقین کے ذریعے میری تعلیمات کے دائرے میں داخل ہونا چاہیے۔“

دهرم

باب اول

اسباب و کیفیات

۱ چار حقائق

۱. یہ دنیا دکھ سے بھری ہوئی ہے - پیدائش ، بڑھاپا ، بیماری اور موت سب تکلیف ہیں - جس آدمی سے نفرت ہے اس سے ملنا بھی دکھ ہے - جس سے محبت ہے اس سے جدا ہونا بھی دکھ ہے - اپنی ضروریات کو پورا کرنے کی ناکام کوشش کرنا بھی دکھ ہے - جو زندگی ، خواہش اور آرزو سے آزاد نہ ہو وہ ہمیشہ غموں سے وابستہ ہوتی ہے - یہ دکھ کی حقیقت کہلاتی ہے۔

یہ انسانی دکھ تو بے شک مادی بدن کی پیاس اور دنیاوی ہوسوں کے دھوکے سے پیدا ہوتا ہے - اگر اس پیاس اور دھوکے کا کھوج لگایا جائے تو ان کی جڑیں جسمانی جبلتوں کی شدید خواہشات میں ملیں گی - ایسی ہوس ، جس کی بنیاد زندہ رہنے کا قطعی عزم ہے ، لطف اندوز چیزوں کی تلاش کرتی ہے اور کبھی تو موت کی خواہش بھی کرنے لگتی ہے - یہ دکھ کے سبب کی حقیقت کہلاتی ہے -

اگر اس خواہش کو جو تمام انسانی تڑپ کی جڑ ہے اکھاڑا جاسکے تو تڑپ مر جائے گی اور تمام انسانی تکالیف کا خاتمہ ہو جائے گا - یہ دکھ کو مٹانے والی حقیقت کہلاتی ہے -

ایسی حالت میں داخل ہونے کے لیے ، جہاں کوئی خواہش اور دکھ نہ ہو ، آٹھ درست طرائق پر عمل کرنا چاہیے ۔ وہ آٹھ اعلیٰ طرائق یہ ہیں درست نقطہ نظر ، درست خیال ، درست قول ، درست عمل ، درست طرز زندگی ، درست کوشش ، درست شعور اور دھیان ۔ یہ آٹھ طرائق اذیتوں کے اسباب کو مٹانے والے درست راستے کی حقیقت کہلاتے ہیں ۔

لوگوں کو ان حقیقتوں کو اچھی طرح اپنانا چاہیے ۔ کیونکہ یہ دنیا دکھ سے بھری ہوئی ہے اور جو لوگ دکھ سے نجات پانا چاہتے ہیں ان کو دنیاوی ہوسوں سے قطع تعلق کرنا ہے ۔ لوگ نروان ہی سے ایسی حالت تک پہنچ سکتے ہیں جو دنیاوی ہوس اور دکھ سے خالی ہو اور ان آٹھ طرائق کی تربیت سے نروان مل سکتا ہے ۔

۲۔ نروان کے متلاشی کو ان چار اعلیٰ حقائق سے واقف ہونا چاہیے ۔ ان کو سمجھ بغیر اس کو زندگی کی بھول بھلیوں میں نہ جانے کب تک بھٹکنا ہوگا۔ جو لوگ ان چار حقائق سے واقف ہیں ان کو ” نروان کی آنکھیں پانے والا ” کہتے ہیں ۔

اس لیے جو لوگ بدھ کی تعلیمات کے مطابق عمل کرنا چاہتے ہیں ان کو ان چار حقائق پر دھیان دے کر ان کو واضح طور پر سمجھنا چاہیے ۔

کسی بھی زمانے کا رشی ، اگر وہ سچا رشی ہے ، ان چار حقائق سے واقف ہے اور دوسروں کو بھی ان کی تعلیم دیتا ہے ۔

جب آدمی ان چار حقائق کو صاف طور پر سمجھ لیتا ہے تب ہی وہ آٹھ سطحی راستے اسے لالچ سے دور لے جائے گا ۔ اگر وہ لالچ سے آزاد ہے تو نہ دنیا سے لڑے گا ، نہ کسی کو قتل کرے گا ، نہ چوری کرے گا ، نہ حرام کاری کرے گا ، نہ کسی کو دھوکا دے گا ، نہ کسی کو گالی دے گا ، نہ کسی کی خوشامد کرے گا ، نہ کسی پر رشک کرے گا ، نہ غصہ کرے گا ، نہ زندگی کی بے ثباتی کو بھولے گا ، نہ بے انصافی کرے گا ۔

۳۔ نروان کے راستے پر چلنا تو مشعل ہاتھ میں لیے اندھیرے کمرے میں داخل ہونے کی مانند ہے ۔ اندھیرا فوراً ختم ہو جائے گا اور کمرہ روشنی سے بھر جائے گا ۔

جو لوگ ان چار حقائق کے معنی سمجھتے ہیں اور اس اعلیٰ راستے پر چلتے ہیں تو حکمت کی روشنی ان کے پاس ہے جو جہالت کے اندھیرے کو ختم کر دے گی ۔

بدھ تو صرف ان چار حقائق کو دکھاتے ہوئے لوگوں کو صحیح راستے پر لے جاتے ہیں ۔ جو لوگ اس کو اچھی طرح سمجھتے ہیں وہ نروان پالیں گے ۔ اور اس گمراہ دنیا میں وہ دوسروں کی رہنمائی اور مدد کے قابل ہوں گے ۔ اور بھروسے کے لائق ہوں گے ۔ کیونکہ ان چار حقائق کو اچھی طرح سمجھنے سے جہالت مٹ جاتی ہے جو ہر دنیاوی ہوس کا ماخذ ہے۔

بدھ کے شاگرد ان چار حقائق کے ذریعے سب
بیش قیمت حقیقتوں کو سمجھ لیں گے - اور سب
معنوں کو سمجھنے کی حکمت اور بصیرت حاصل
کریں گے اور دنیا میں تمام لوگوں کو دھرم کی تعلیم
دینے کے اہل ہو جائیں گے -

۲

اسباب و کیفیات

۱. تمام انسانی تکالیف کے اسباب ہیں اور ان کو
ختم کرنے کا ایک راستہ ہے - کیونکہ دنیا میں ہر
چیز اسباب و کیفیات کا نتیجہ ہے اور ان ہی سے
پیدا ہوئی ہے - اور ان اسباب و کیفیات کے تغیر و
اتمام کے ساتھ ہر چیز کا ظاہری وجود ختم ہو جاتا
ہے -

بارش کا ہونا ، ہوا کا چلنا ، پودوں کا بڑھنا ،
پتوں کا مرجھا کر گرنا ، یہ سارے مظاہر اسباب سے
وابستہ ہیں اور ان ہی سے پیدا ہوتے ہیں اور اسباب
و کیفیات کے تغیر کے ساتھ ہی اوجھل ہو جاتے ہیں -
ایک آدمی ماں باپ کے اسباب سے پیدا ہوتا ہے اور غذا
سے اس کا بدن پروان چڑھتا ہے اور اس کی روح تعلیم
اور تجربے سے تربیت پاتی ہے -

اس لیے یہ بدن اور روح بھی اسباب و کیفیات
سے تعلق رکھتی ہے اور اسباب و کیفیات کے تغیر کے
ساتھ تبدیل ہو جاتی ہے -

جس طرح جال بہت سی گانٹھوں سے بنتا ہے اسی طرح اس دنیا کی سبھی چیزیں آپس میں گانٹھوں کے ذریعے وابستہ ہیں۔ اگر ایسا خیال کریں تو غلط ہو گا کہ ہر خانہ دام اپنی جگہ آزاد اور الگ ہے۔

اسے جال اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ وابستہ گروہوں سے بنایا گیا ہے اور ہر گروہ اپنی ایک جگہ اور دوسری گروہ کے لیے اپنی ذمہ داری رکھتی ہے۔

۲. موسم گل اس لیے آتے ہیں کہ کیفیات کا ایک سلسلہ پھولوں کو کھلاتا ہے۔ پتے اس لیے جھڑتے ہیں کہ کیفیات کا ایک سلسلہ ان کو جھاڑتا ہے۔ موسم گل خود نہیں آتا اور کوئی پتہ بے موسم خود نہیں گرتا ہے۔ ہر چیز کے آنے اور جانے کے اسباب ہیں اور تغیر سے کوئی چیز آزاد نہیں۔

یہ ایک دوامی ناقابل تغیر اصول ہے کہ ہر چیز اسباب و کیفیات کے تسلسل سے ظاہر اور معدوم ہوتی ہے، ہر چیز مستقل تغیر میں ہے اور یکساں حالت پر نہیں رہتی۔

۳

انحصاری نمود

۱. انسانی رنج و غم، دکھ اور کرب کا سرچشمہ کیا ہے؟ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ یہ لوگوں کی آرزومندی سے پیدا ہوتے ہیں۔

لوگ دولت ، عزت ، عیش و عشرت ، جذباتی محرک اور خود غرضی کی زندگی سے ہٹ دھرمی کے ساتھ چمٹے ہوئے ہیں - اور اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ ان ہی چیزوں کی خواہشات انسانی مصیبتوں کا سرچشمہ ہیں -

ازل سے یہ دنیا آفتوں کے ایک سلسلے سے بھری ہوئی ہے اور سب سے بڑھ کر بیماری ، بڑھاپے اور موت کے ناگزیر حقائق ہیں -

لیکن اگر ان حقائق کا اچھی طرح جائزہ لیا جائے تو لوگوں کو یقین ہو جائے گا کہ خواہشات کے پیچھے بھاگنے کی وجہ سے سارے رنج و غم اور اذیتیں پیدا ہوتی ہیں اور اگر طمع سے پرہیز کریں تو ساری اذیتیں غائب ہو جائیں گی -

انسانی ذہن کی طمع اس کی غفلت کا اظہار ہے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ لوگ تغیر کے صحیح اسباب سے بے خبر ہیں -

غفلت اور لالچ سے ایسی ناپاک خواہشات جنم لیتی ہیں جن کی تکمیل درحقیقت ناممکن ہوتی ہے۔ مگر لوگ ان کی جستجو انتھک اور بے سوچے سمجھے کرتے ہیں -

غفلت اور لالچ کی وجہ سے لوگوں کو چیزوں کے درمیان فرق دکھائی دیتا ہے حالانکہ اصل میں ان میں کوئی فرق نہیں ہے - اصل میں انسانی اطوار

میں اچھائی اور برائی نہیں لیکن لوگ غفلت اور لالچ کی وجہ سے ان چیزوں میں اچھائی یا برائی کا امتیاز اور فیصلہ کرنے لگتے ہیں -

غفلت کی وجہ سے لوگوں کے ذہن میں ہمیشہ غلط خیالات پیدا ہوتے ہیں اور صحیح نقطہ نظر کھو بیٹھتے ہیں - وہ اپنی انا سے چمٹے ہوئے غلط اقدام کرتے ہیں - نتیجے کے طور پر وہ ایک دھوکے کی زندگی میں گرفتار ہو جاتے ہیں -

لوگ اپنی انا کے کھیت میں اپنے ذہنی امتیازات کے بیج سے اعمال کو جنم دیتے ہیں - ذہن کو اپنی غفلت سے تاریک کر کے اپنی خواہشات کی بارشوں سے زرخیز بناتے اور اپنی انا کی مرضی سے اسے سینچتے ہیں - وہ بدی کے تصورات میں اضافہ کرتے اور فریب کے آواگوں کو اپنے ساتھ لیے پھرتے ہیں -

۲. اس لیے حقیقت میں یہ خود ان کا ذہن ہے جو رنج و غم، درد اور کرب کے فریب کا سبب ہوتا ہے۔

تمام عالم فریب صرف ذہنی طلسم کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ اور اس کے باوجود یہی ذہن ہے جس سے نروان کا عالم ظہور ہوتا ہے -

۳. اس دنیا میں تین غلط نقطہائے نظر ہیں -

اگر کوئی ان نقطہائے نظر سے وابستگی رہتا ہے تو اس دنیا کی تمام چیزوں کی نفی کرنی ہوگی -

اول یہ کہ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ تقدیر تمام انسانی تجربے کی بنیاد ہے - دوم ، بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ ہر چیز خدا نے پیدا کی ہے اور اس کے امر کی پابند ہے - سوم ، کچھ یہ کہتے ہیں کہ ہر چیز بغیر کسی سبب و کیفیت کے اتفاقی ہوتی ہے -

اگر سب کچھ تقدیر کے مطابق ہوتا ہے تو اس کے معنی ہیں کہ دنیا میں نیک عمل اور برے عمل بھی پہلے سے طے شدہ ہیں اور خوشنصیبی یا بدنصیبی بھی پہلے سے طے شدہ ہے - اس طرح تمام انسانی کوششیں اور منصوبے بے کار ہو جائیں گے اور انسانیت کے سامنے امید کا کوئی چراغ نہیں ہوگا -

یہی بات دیگر نقطہائے نظر کے لیے بھی صحیح ہے اگر ہر چیز اپنے آخری نتیجے میں ایک نامعلوم خدا کے ہاتھ میں ہے یا اتفاقی ہے تو انسان سوائے سپردگی کے اور کیا امید رکھ سکتا ہے ؟ یہ حیرت کی بات نہیں ہے کہ وہ لوگ جو یہ تصورات رکھتے ہیں امید کھو بیٹھتے ہیں اور عقلمندی سے عمل کرنے کی کوششوں کو نظر انداز کرتے اور صریح چیزوں سے گریز کرتے ہیں -

حقیقت میں یہ تینوں تصورات یا نقطہائے نظر غلط ہیں - ہر چیز ظہور کا تواتر ہے جس کا سرچشمی اسباب و کیفیات کا اجماع ہے -

باب دوم

نظریۂ ذہن محض اور اشیا کی حقیقی حالت

۱

بے ثباتی اور بے انانیت

۱. جسم و ذہن کا ظہور اسباب تعاون سے ہے - یہی انا کی شخصیت کی وجہ سے نہیں ہوتا ہے - چونکہ گوشت کا جسم عناصر کا مجموعہ ہے اس لیے یہ بے ثبات ہے -

اگر جسم انا کی شخصیت ہوتا تو اپنے عزم کے مطابق سب کچھ کر سکتا -

بادشاہ کو اپنی مرضی سے تعریف کرنے اور سزا دینے کی طاقت ہے لیکن وہ بیمار ہو جاتا ہے اور بوڑھا ہو جاتا ہے اگرچہ وہ نہیں چاہتا ہے - اور اس کی قسمت و خواہشات اکثر ایک دوسرے سے وابستہ نہیں ہوتی ہیں -

ذہن بھی انا کی شخصیت نہیں ہے - انسانی ذہن اسباب و کیفیات کا مجموعہ ہے - وہ ہمیشہ تغیر کی زد میں ہے -

اگر ذہن انا کی شخصیت ہوتا تو وہ اپنے عزم کے مطابق سب کچھ کر سکتا لیکن ذہن اکثر نیکی سے ہٹ کر تذبذب میں بدی کا پیچھا کرتا ہے یہاں تک کہ وہ کچھ نہیں ہوتا ہوا معلوم ہوتا ہے جس کی تمنا اس کی انا کرتی ہے -

نظریہ ذہن محض اور اشیاء کی حقیقی حالت

۲. اگر کسی آدمی سے پوچھا جائے کہ یہ بدن ثابت ہے یا بے ثبات تو وہ یہ جواب دینے پر مجبور ہو جائے گا کہ بے ثبات ہے۔

اگر کسی سے پوچھا جائے کہ بے ثبات ہستی تکلیف دہ ہے یا خوشگوار تو وہ عام طور پر یہ جواب دے گا کہ تکلیف دہ ہے۔

اگر کوئی آدمی اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ ایسی بے ثبات، متغیر اور تکالیف سے بھرپور چیز انا کی شخصیت ہے تو یہ ایک سنگین غلطی ہوگی۔

انسانی ذہن بھی بے ثبات اور مصیبت زدہ ہے اس میں انا کی شخصیت کی کوئی بات نہیں ہے۔

ہمارے حقیقی جسم اور ذہن جو انسانی زندگی کی تشکیل کرتے ہیں اور جو عالم خارج سے گھرے ہوئے ہیں وہ ”مجھے“ اور ”میرے“ کے تصورات سے بالکل جدا ہیں۔

سادہ سی بات یہ ہے کہ ذہن ناپاک خواہشات سے لبریز ہے اور دانش تک اس کا گزر ناممکن ہے جو ہٹ دھرمی سے ”مجھے“ اور ”میرے“ کی سوچ پر مضر ہے۔

چونکہ جسم اور اس کے اطراف اسباب و

کیفیات کے تعاون سے پیدا ہوئے ہیں اس لیے وہ مستقل طور پر تغیر پذیر ہیں اور کسی انتہا تک نہیں پہنچ سکتے ہیں۔

انسانی ذہن کے تغیرات کبھی ختم نہیں ہوتے ۔
یہ دریا کے بہتے ہوئے پانی یا شمع کی جلتی ہوئی
لو یا ایک بندر کی طرح ہیں جو ہمیشہ اچھلتا اور
ایک لمحے کے لیے بھی نہیں رکتا ۔

ایک عقلمند آدمی وہ ہے جو ایسی باتیں دیکھ
کر یا سن کر اپنی جسمانی اور ذہنی وابستگیوں کو
ترک کر دیتا ہے ۔ اگر اسے نروان کی کوئی طلب ہے۔

۳۔ اس دنیا میں پانچ باتیں ہیں جو کسی آدمی
کے بس کی بات نہیں ۔ اول ، بوڑھا ہونے کو روک
دینا جبکہ بڑھاپا آرہا ہو ۔ دوم ، بیمار ہونے سے
محفوظ ہو جانا ۔ سوم ، موت سے بچنا ۔ چہارم ،
نیستی کے وقت نیستی کا انکار ۔ پنجم ، ضعف کا
انکار۔

دنیا میں سب ہی عام لوگ اس حقیقت سے دوچار
ہوتے ہیں اور نتیجے کے طور پر تکلیف میں مبتلا ہو
جاتے ہیں ۔ لیکن جو لوگ بدھ کی تعلیم سے واقف
ہیں وہ ناگزیر حقیقت کو ناگزیر سمجھتے ہیں اور
اسی طرح کی تکالیف میں مبتلا نہیں ہوتے۔

اس دنیا میں چار حقائق ہیں ۔ ایک یہ کہ
تمام ذی حیات کی نمود بے خبری سے ہوتی ہے ۔
دوسرے ، ہوس کے تمام مقاصد بے ثبات ، تکلیف دہ اور
پریشانی ہیں ۔ تیسرے ، اس دنیا میں موجود ہر

نظریہ ذہن محض اور اشیاء کی حقیقی حالت

چیز بے ثبات، بے یقین اور سبھی چیزیں فانی ہیں اور بدلتی رہتی ہیں۔ کسی بھی چیز میں خودی نہیں ہوتی۔ یہ تو بدھ کے اس دنیا میں آنے یا نہ آنے سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ بدھ یہ جانتے ہیں اور سبھی لوگوں کو دھرم کے بارے میں وعظ دیتے ہیں۔

۲

نظریہ ذہن محض

۱. فریب اور نروان دونوں ذہن میں پیدا ہوتے ہیں اور ذہن کے عمل کے سہارے وجود اور مظاہر ابھرتے ہیں۔ جیسے جادوگر اپنی آستین سے طرح طرح کی چیزیں نکالتا ہے۔

ذہنی عمل کی کوئی انتہا نہیں ہوتی اور وہ زندگی کا ماحول بناتا ہے۔ پراگندہ ذہن کی دنیا آلودہ اور پاک ذہن کی دنیا شفاف ہوتی ہے۔ اس لیے ماحول کی انتہا ذہنی عمل کے دائرے کے باہر نہیں ہوتی۔

جس طرح تصویر مصور کے ہاتھ سے کھینچی جاتی ہے اسی طرح ماحول ذہنی عمل سے بنایا جاتا ہے۔ جس ماحول کو بدھ تخلیق کرتے ہیں وہ دنیاوی ہوسوں سے دور اور پاکیزہ ہے۔ جس ماحول کو انسان تخلیق کرتا ہے وہ دنیاوی ہوسوں کی وجہ سے گندا ہوتا ہے۔

جس طرح ایک تصویر میں لامحدود تفصیلات ہوتی ہیں اسی طرح انسانی ذہن اپنی زندگی کے ماحول سے بھرا ہوا ہے۔ اس دنیا میں ایسی کوئی چیز نہیں جو ذہنی عمل سے نہ بنائی جا سکے۔ یہ بات بدھ اور انسان کے لیے بھی کہی جا سکتی ہے۔ اس لیے جہاں تک سبھی چیزوں کی تصویر کھینچنے کا سوال ہے ذہن، بدھ اور انسان ان تینوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

بدھ کو اس بات کا صحیح علم ہے کہ سب چیزیں ذہن سے پیدا ہوتی ہیں۔ لہذا اس قسم کا علم رکھنے والا آدمی حقیقی بدھ کو دیکھ پاتا ہے۔

۲. لیکن یہ ذہن ہمیشہ یادوں اور خوف یا رنج و غم میں مبتلا رہتا ہے۔ جو باتیں ہو چکی ہیں ان کا اسے ڈر رہتا ہے اور جو باتیں اب تک واقع نہیں ہوئی ہیں ان کا اسے اندیشہ رہتا ہے۔ کیونکہ اس ذہن میں جہالت اور مریضانہ ہوس موجود ہے۔

لاج اور جہالت سے پرفریب دنیا پیدا ہوتی ہے اور طرح طرح کے پیچیدہ اسباب اور کیفیات ذہن میں ہی موجود ہوتی ہیں۔

چونکہ پیدائش بھی اور موت بھی ذہن سے پیدا ہوتی ہیں اس لیے جب اس زندگی سے وابستہ ذہن مٹ جاتا ہے تو حیات و موت کی دنیا بھی مٹ جاتی ہے۔

تاریک دنیا اس ذہن سے پیدا ہوتی ہے جو اپنی
 پرفریب دنیا کے ہاتھوں گمراہ ہوتا ہے - اگر ہم یہ
 سمجھ لیں کہ ذہن سے پرے فریبی دنیا نہیں ہے تو
 ذہن پاکیزہ ہو جائے گا اور ذہن کی پاکیزگی کی
 وجہ سے ہم ناپاک ماحول پیدا نہیں کریں گے اور
 ہمیں نروان حاصل ہوگا -

اس طرح پیدائش اور موت کی یہ دنیا ذہن سے
 پیدا ہوتی ہے اسی کی پابند رہتی ہے اور اسی کی
 پیروی کرتی ہے - ذہن پر کیفیت کا مالک ہے -
 پرفریب ذہن سے دکھ کی دنیا پیدا ہوتی ہے -

۳. اس لیے سب چیزیں بنیادی طور پر ذہن کے
 قابو میں ہوتی ہیں اور اس کی اطاعت کرتی ہیں
 اور اس سے پیدا ہوتی ہیں - جیسے بیل گاڑی کا پہیہ
 بیل کے پیچھے چلتا ہے ویسے ہی دکھ ناپاک ذہن سے
 بولنے اور عمل کرنے والے کا پیچھا کرتا ہے -

لیکن اگر ایک آدمی پاک ذہن کے ساتھ بولتا ہے
 یا عمل کرتا ہے تو سکھ اس کی چھایا کی طرح اس کے
 پیچھے پیچھے چلتا ہے - جو لوگ برا عمل کرتے ہیں
 ان کو اس خیال سے دکھ پہنچتا ہے کہ ”میں نے برا
 عمل کیا“ اور اس دنیا میں اس برے عمل کے بدلے کا
 خوف ہمیشہ ان کے ساتھ رہتا ہے - جو لوگ نیک
 عمل کرتے ہیں ان کو اس دنیا میں اس خیال سے سکھ
 پہنچتا ہے کہ ”میں نے نیک عمل کیا“ اور اس دنیا
 میں اس نیک عمل کے ثواب کے تصور سے اور زیادہ
 سکھ پہنچتا ہے -

اگر ذہن ناپاک ہے تو راستی نامموار ہو جاتا ہے اور اس ناممواری کی وجہ سے ٹھوکریں کھا کر گرنا پڑتا ہے۔ لیکن اگر ذہن پاکیزہ ہے تو راستی مموار ہو جاتا ہے اور سفر پرسکون ہو جاتا ہے۔

جو لوگ بدن اور ذہن کی پاکیزگی کا لطف اٹھاتے ہیں وہ شیطان کے جال کو توڑ کر بدھ کی سرزمین پر چلنے والے بنتے ہیں۔ جو ذہنی طور پر پرسکون ہے اس کو امن حاصل ہو جاتا ہے اور وہ زیادہ محنت کے ساتھ دن رات اپنے ذہن کی آبیاری کر سکتا ہے۔

۳

چیزوں کی حقیقی حالت

کیونکہ اس دنیا کی سب چیزیں اسباب و کیفیات سے پیدا ہوتی ہیں اس لیے اطلاق ان میں کوئی فرق نہیں۔ جو فرق دکھائی دیتا ہے وہ لوگوں کے تعصب کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔

آسمان میں مشرق و مغرب کا کوئی فرق نہیں پھر بھی لوگ مشرق اور مغرب کا فرق پیدا کرتے ہیں اور اصرار کرتے ہیں کہ ”یہ مشرق ہے“ ”وہ مغرب ہے“۔

ریاضی کے اعداد میں ایک سے لے کر بے حد تک کے سب اعداد اپنے آپ میں مکمل ہیں اور مقدار کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں۔ لیکن لوگ اپنی سہولت کے مطابق کم و بیش کا فرق پیدا کرتے ہیں۔

اصل میں نہ زندگی ہے نہ موت، پھر بھی لوگ ایک کو پیدائش اور دوسری کو موت کہہ کر فرق پیدا کرتے ہیں۔ اور انسان کے افعال میں نہ نیکی ہے نہ برائی پھر بھی لوگ اپنی سہولت کے لیے نیکی اور برائی میں فرق کرتے ہیں۔

بدھ ان امتیازات سے دور رہتے ہیں اور وہ اس دنیا کی طرف فضا میں اڑتے ہوئے بادل کی مانند دیکھتے ہیں۔ بدھ کے لیے ہر قطعی چیز دھوکا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ جو کچھ ذہن کی گرفت یا اس کا اخراج ہے وہ بے حقیقت ہے۔ اس لیے وہ تصور کے پھندے اور امتیازات پیدا کرنے والے خیالات سے دور رہتے ہیں۔

۲. لوگ اپنی خیالی سہولت اور آرام کے لیے چیزوں کا حصول چاہتے ہیں۔ وہ دولت، خزانے اور اعزازات چاہتے ہیں۔ وہ بے ثبات زندگی کے ساتھ شدت سے چمٹے ہوئے ہیں۔

لوگ وجود اور عدم میں، نیک اور بد میں اور صحیح اور غلط میں یکطرفہ طور پر فرق کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک زندگی حصول و وابستگی کا تسلسل ہے اور اس وجہ سے وہ درد و مصیبت کے فریت کا شکار ہوتے ہیں۔

ایک حکایت ہے۔ ایک آدمی جو لمبے سفر پر تھا ایک اس نے سوچا۔ ”اس دریا کا یہ کنارہ

سفر کے لیے مشکل اور خطرناک معلوم ہوتا ہے لیکن دوسرا کنارہ آسان اور محفوظ معلوم ہوتا ہے - لیکن میں اس پار کیسے پہنچوں ؟ ” اس لیے اس نے ایک کشتی بنائی اور اس سے بحفاظت دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچا۔ وہاں پہنچ کر اس نے سوچا - ” اس کشتی نے مجھے حفاظت کے ساتھ اس کنارے پر پہنچایا ہے اور یہ میرے لیے بہت فائدہ مند ثابت ہوئی ہے - میں اس کو ساحل پر سڑنے کے لیے نہیں چھوڑوں گا - اور اس کو اپنے کاندھ پر اٹھائے ہوئے جہاں بھی جاؤں گا وہاں اپنے ساتھ لاؤں گا - ” اس طرح اس نے رضاکارانہ طور پر ایک غیر ضروری بوجھ اٹھایا - کیا اس آدمی کو صاحب عقل کہا جا سکتا ہے ؟

یہ حکایت ہمیں سکھاتی ہے کہ کوئی اچھی چیز بھی اگر ایک غیر ضروری بوجھ بن جائے تو اسے پھینک دینا چاہیے - بدھ نے بے فائدہ اور غیر ضروری گفتگو سے پرہیز کو اپنی زندگی کا اصول بنایا تھا -

۳. چیزیں نہ تو آتی ہیں نہ جاتی ہیں نہ پیدا ہوتی ہیں نہ مٹی ہیں اس لیے نہ انہیں پایا جاتا ہے نہ کھویا جاتا ہے -

بدھ یہ درس دیتے ہیں کہ سبھی چیزیں وجود اور عدم سے بالاتر ہیں اس لیے نہ وہ وجود ہیں نہ عدم ہیں نہ پیدا ہوتی ہیں نہ مٹی ہیں - چونکہ تمام چیزیں اسباب و کیفیات سے پیدا ہوتی ہیں اور کوئی چیز بذات خود وجود نہیں رکھتی ہے - اس لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ نہ وجود ہے نہ عدم -

نظریہ ذہن محض اور اشیاء کی حقیقی حالت

چیزوں کی ہیئت دیکھ کر ان سے لگاؤ ہونا
فریب کا سبب بنتا ہے۔ اگر چیزوں کی ہیئت دیکھ
کر بھی ان سے لگاؤ نہیں پیدا ہو تو غلط تصور اور
فریب فضول واقع نہیں ہوں گے۔ نروان اس حقیقت
کو دیکھ کر ایسے احمقانہ دھوکے سے آزاد رہتا ہے۔

سچ مچ یہ دنیا خواب کی سی ہے اور دنیا کے
خزانے سراب جیسے ہیں۔ تصویر میں دکھائی دینے
والے فاصلے کی طرح چیزیں بذات خود بے اصل ہیں
اور بھاپ کی طرح ہیں۔

۴۔ اس بات پر یقین کرنا کہ جو چیزیں لاتعداد
اسباب کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں وہ ہمیشہ کے لیے
ویسی کی ویسی موجود رہیں گی لافانی نقطہ نظر
کہلانے والا غلط نقطہ نظر ہے اور اس بات پر یقین
کرنا کہ سب چیزیں مٹ جائیں گی عدم کا نقطہ
نظر کہلانے والا غلط نقطہ نظر ہے۔

لافانی زندگی، موت، وجود اور عدم کے ان
تصورات کا چیزوں کی اصل فطرت پر اطلاق نہیں
ہو سکتا ہے۔ ان کی اطلاق صرف ان کے ظاہر پر ہوتا
ہے کیونکہ انسان کی آلودہ نظر میں اس طرح ان کا
مشاہدہ کرتی ہیں۔ انسانی خواہشات کی وجہ سے
لوگ ان کے ظاہر سے وابستہ ہو جاتے ہیں۔
لیکن چیزیں اپنی اصل فطرت میں ان تمام امتیازات
و وابستگیوں سے آزاد ہیں۔

چونکہ تمام چیزیں اسباب و کیفیات سے پیدا ہوتی ہیں اس لیے ان کا ظاہر مستقل بدلتا رہتا ہے - یہ یوں ہے کہ ان میں کوئی ٹھراؤ نہیں ہے - جیسا کہ یقینی مواد کے سلسلے میں ہونا چاہیے - چونکہ وہ بدلتی رہتی ہیں اس لیے وہ سراب یا خواب دکھائی دیتی ہیں - لیکن ظاہر میں مسلسل بدلنے کے باوجود چیزیں اپنی اصل روحانی فطرت میں مستقل اور بے تغیر ہیں -

دریا انسان کو دریا کے روپ میں دکھائی دیتا ہے لیکن پانی میں آگ دیکھنے والے بھوت کو وہ آگ معلوم ہوتا ہے - اس لیے آدمی سے دریا کی موجودگی کی بات ایک معنی رکھتی ہے مگر بھوت کے لیے بے معنی ہے -

اسی طرح چیزوں کے لیے ”ہیں“ بھی نہیں کہا جا سکتا اور ”نہیں ہیں“ بھی نہیں کہا جا سکتا ہے - وہ دھوکے کی مانند ہیں -

مزید یہ کہ اس عارضی زندگی کو سچائی کی بے تغیر زندگی سمجھنا غلطی ہے - اس کے باوجود یہ بھی نہیں کہا جا سکتا ہے کہ اس عالم تغیر و ظاہر سے الگ کوئی دوسری دوام اور سچ کی دنیا ہے -

لیکن اس دنیا کے غافل یہ سمجھتے ہیں کہ یہ دنیا حقیقی ہے - اور اس مفروضے پر اقدام کرتے ہیں - لیکن چونکہ یہ دنیا صرف ایک دھوکا ہے اور ان کے افعال جن کی بنیاد غلطی پر ہوتی ہے انہیں نقصان

اور تکالیف کی طرف لے جاتے ہیں -

ایک صاحب عقل اس حقیقت کو سمجھتا ہے کہ
یہ دنیا دھوکا ہے اور اس کو حقیقی جان کر کوئی
عمل نہیں کرتا ہے - اس لیے وہ مصیبتوں سے محفوظ
رہتا ہے -

۲

درمیانی راستی

۱. نروان کے راستے پر چلنے والوں کے لیے دو انتہائی
حدود ہیں جن سے دور رہنا ضروری ہے - ایک تو بدن
کی ہوس کے حسب مرضی کرنے کی حد ہے - دوسرے
اپنے ذہن اور بدن کو نامعقول حد تک اذیت پہنچانے
کی ریاضت ہے -

ان دو انتہائی حدود سے ارفع درمیانی راستی ہے
جو نروان ، حکمت اور ذہنی سکون کی طرف لے
جاتا ہے - یہ درمیانی راستی کیا ہے ؟ یہ درست
نقطہ نظر ، درست خیال ، درست قول ، درست
طرز عمل ، درست زندگی ، درست کوشش ، درست
شعور اور درست دھیان پر مشتمل ہشت پہلو راستی
ہے -

جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے کہ سب چیزیں اسباب و کیفیات کے بے کنار سلسلے سے ظاہر ہوتی یا مٹ جاتی ہیں۔ غافل لوگ دنیا کی زندگی کو وجود یا عدم کے پہلو سے دیکھتے ہیں لیکن عقلمند لوگ اس کو وجود و عدم سے پرے دیکھتے ہیں جو دونوں سے بالاتر ہے۔ یہ درمیانی راستی کا درست نقطہ نظر ہے۔

۲. فرض کیجیے کہ ایک لکڑی کا لٹھا کسی بڑے دریا میں بہتا جا رہا ہے۔ اگر یہ شہتیر دونوں کناروں سے نہ ٹکرائے، نہ ڈوبے، زمین پر نہ چڑھے، آدمی کے ہاتھ سے باہر نہ نکالا جائے اور اندر سے سڑ نہ جائے تو وہ آخر میں سمندر تک پہنچ جائے گا۔ اگر ایک آدمی خود پرست نہ ہو، ترک دنیا کر کے خود اذیتی کا شکار نہ ہو، اپنے اوصاف پر مغرور اور اپنی بد اعمالیوں سے وابستگی نہ ہو، نروان کی تلاش میں فریب کی تحقیق نہ کرے، نہ اس سے خوفزدہ ہو تو ایسا شخص درمیانی راستے پر چلنے والا ہے۔

نروان کے راستے پر چلنے والوں کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ تمام انتہاؤں سے دور رہیں اور درمیانی راستے پر چلتے رہیں۔

یہ جان کر کہ چیزیں نہ وجود رکھتی ہیں نہ مٹ جاتی ہیں یہ یاد رکھتے ہوئے کہ ہر چیز کی فطرت خواب نما ہے آدمی کو شخصی غرور کی گرفت یا اعمال خیر کی تعریف یا کسی اور پکڑ اور وابستگی سے بچنا چاہیے۔

اگر کوئی شخص خواہشات کی رو سے بچنا چاہتا ہے تو آدمی کو شروع ہی سے چیزوں کے حصول میں نہیں پڑنا چاہیے تاکہ وہ ان کا عادی اور ان سے وابستہ نہ ہو جائے۔ اسے وجود و عدم ، خارج یا داخل ، اچھی یا بری چیزوں یا صحیح و غلط سے تعلق نہیں قائم کرنا چاہیے۔

انسان کے ذہن میں لگاؤ پیدا ہوتے ہی دھوکے کی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔ اس لیے جو لوگ نروان کے راستے پر چلتے ہیں وہ نہ کوئی غم پالتے ہیں ، نہ توقعات کو پروان چڑھاتے ہیں بلکہ وہ منصفانہ اور پرسکون ذہن کے ساتھ ہر چیز کا استقبال کرتے ہیں۔

۳. نروان کی کوئی مقررہ پیٹ یا فطرت نہیں جس سے اپنے آپ کو ظاہر کر سکے۔ اس لیے نروان میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے جس پر روشنی ڈالی جائے۔

فریب اور جہالت کے ہونے سے نروان وجود میں آتا ہے۔ اگر فریب اور جہالت مٹ جاتی ہے تو نروان بھی مٹ جاتا ہے۔ فریب اور جہالت نروان کی وجہ سے موجود ہے۔ دھوکے اور جہالت سے الگ کوئی نروان نہیں ہے۔ اور کوئی فریب و جہالت نروان سے جدا نہیں ہے۔

اس لیے نروان کو کوئی " چیز " سمجھنے سے جس کی گرفت ہو سکے بڑی رکاوٹ پیدا ہو جائے گی۔ جب ذہن کو ، جو تاریکی میں تھا ، روشنی ملے گی تو یہ گزرے گی اور اس کے گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ چیز بھی گزرے گی جس کو ہم نروان کہتے ہیں۔

نروان کی خواہش کرنے اور اس سے لگاؤ ہونے کا مطلب ہے کہ فریب موجود ہے۔ اس لیے نروان کے راستے پر چلنے والوں کو اس سے لگاؤ نہیں ہونا چاہیے اور اگر وہ نروان تک پہنچ جاتے ہیں تو انہیں اس میں اٹکے نہیں رہنا چاہیے۔

جب لوگوں کو ان معنوں میں نروان حاصل ہوتا ہے تب ان کے لیے سب کچھ نروان بن جاتا ہے۔ اس لیے لوگوں کو چاہیے کہ وہ اس وقت تک نروان کے راستے پر آگے بڑھتے رہیں جب تک کہ ان کے لیے خیالات، دنیاوی ہوسیں اور نروان ایک جیسے نہ ہو جائیں اور دونوں میں کوئی فرق نہ رہے۔

۴. کائنات کی وحدت کے اس تصور کو کہ چیزوں میں اصلی فطرت کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں شونیتا کہتے ہیں۔ شونیتا کے معنی، چیزوں میں کوئی حقیقت نہیں، نہ وہ پیدا ہوتی ہیں نہ ان کی کوئی ذاتی فطرت ہوتی ہے اور نہ دوہرا پن ہوتا ہے۔ کیونکہ خود چیزوں میں نہ تو ہیئت ہوتی ہے اور نہ صفات کہ ان کے بارے میں ہم پیدا ہونے یا مٹنے کی بات کر سکیں۔ چیزوں کی اصل فطرت میں کوئی ایسی بات نہیں ہوتی جسے امتیاز کیا جا سکے۔ اسی لیے چیزوں کو بے حقیقت کہا جاتا ہے۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے سبھی چیزیں اسباب و کیفیات سے بنتی اور مٹتی ہیں۔ کوئی چیز

نظریہ ذہن محض اور اشیاء کی حقیقی حالت

بالکل تنہا وجود نہیں رکھتی ہے ہر چیز دوسری چیز کے تعلق سے ہے -

جہاں روشنی ہوتی ہے وہاں سایہ بھی ہوتا ہے،
جہاں لمبائی ہوتی ہے وہاں چھوٹا پن بھی ہوتا ہے،
جہاں سفید ہے وہاں کالا بھی ہے - اس طرح چیزوں
کی ذاتی فطرت خود ہی وجود میں نہیں آتی اس
لیے ان کو غیر حقیقی کہا جاتا ہے -

اسی سبب سے نروان جہالت سے الگ وجود نہیں
رکھتا ہے اور نہ جہالت نروان سے الگ وجود میں
آتی ہے - چونکہ چیزوں میں اصلی فطرت کے لحاظ
سے کوئی فرق نہیں ہے اس لیے ان میں دوہرا پن
نہیں ہو سکتا ہے -

۵. لوگ اکثر اپنے بارے میں پیدائش اور موت کے
تعلق سے دیکھتے ہیں - لیکن اصل میں ایسا کوئی
تصور نہیں ہے -

جب لوگ اس حقیقت کو سمجھ سکتے ہیں تو
وہ پیدائش اور موت کی عدم ثنویت کو سمجھتے
ہیں -

لوگ کیونکہ ان کی شخصیت کو پروان چڑھاتے
ہیں اس لیے ان کو ملکیت کے تصور سے لگاؤ رہتا ہے -
لیکن اصل میں انا موجود نہیں ہے اس لیے ملکیت
بھی موجود نہیں ہو سکتی - جب لوگ اس حقیقت
کو سمجھتے ہیں تو وہ عدم ثنویت کو سمجھتے ہیں -

لوگ پاکیزگی یا آلودگی میں امتیاز پیدا کرتے ہیں اور ان سے لگاؤ رہتا ہے۔ لیکن اصل میں چیزوں میں نہ تو پاکیزگی ہوتی ہے نہ آلودگی۔ بجز اس کے کہ یہ انسان کے ذہن کے غلط اور بیہودہ تصورات سے ابھرتی ہیں۔

اسی طرح لوگ خیر و شر میں امتیاز پیدا کرتے ہیں لیکن خیر و شر الگ الگ وجود نہیں رکھتے۔ نروان کے راستے پر چلنے والے لوگ ان دونوں میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ وہ نہ تو خیر کی تعریف کرتے ہیں نہ شر سے چشم پوشی کرتے ہیں۔

لوگ بدنصیبی سے ڈر کر خوشنصیبی کی خواہش کرتے ہیں۔ لیکن ان دونوں کے فرق کا اچھی طرح جائزہ لیا جائے تو اکثر بدنصیبی کی حالت خوشنصیبی بن جاتی ہے اور خوشنصیبی بدنصیبی۔ عقلمند آدمی منصفانہ جذبے سے بدلتی ہوئی حالت کا سامنا کرتا ہے۔ نہ وہ کامیابی پر فخر کرتا ہے اور نہ ناکامی پر مایوس ہوتا ہے۔ اس طرح وہ عدم ثبوت کی حقیقت کو سمجھتا ہے۔

اس لیے ثنویت کے روابط کو ظاہر کرنے والے سبھی الفاظ، مثلاً وجود اور عدم، دنیاوی ہوس اور نروان، پاکیزگی اور آلودگی، خیر و شر، یہ سارے الفاظ جو اصل میں ایک دوسرے سے متضاد نہیں ہیں مگر لوگ ان کی اصل فطرت کا نہ تو اظہار کرتے ہیں نہ سمجھتے ہیں۔ اگر لوگ ایسے الفاظ یا ان سے پیدا شدہ جذبات سے دور رہیں تو وہ حقیقی شونیتا کی آفاقی سچائی کو سمجھ سکتے ہیں۔

نظریہ ذہن محض اور اشیاء کی حقیقی حالت

۶. جس طرح کنول صاف ستھرے میدان یا زمین میں نہیں بلکہ گندے کیچڑ میں ہی پیدا ہوتا ہے ویسے ہی دنیاوی ہوس کی کھاد سے صفت بدھ کا اصل نروان ابھرتا ہے -

پھر قسم کے خطرے کو جھیل کر سمندر کی تہی تک ڈبکی لگائے بغیر رتن حاصل نہیں ہو سکتا ہے ویسے ہی دنیاوی ہوسوں کے خطرے کا سامنا کیے بغیر نروان کا انمول رتن حاصل نہیں ہو سکتا - پہلے اسے انا اور خود غرضی کی ناہموار چٹانوں میں بھٹکنا ہو گا پھر اس میں ایک ایسے راستے کی خواہش پیدا ہوگی جو اسے نروان کی طرف لے جائے گا -

کہا جاتا ہے کہ پرانے زمانے میں ایک رشی تھا جو سچے راستے کی جستجو میں تلواروں سے بنے ہوئے پہاڑ پر چڑھا مگر زخمی نہیں ہوا اور اپنے آپ کو آگ میں ڈال دیا لیکن نہیں جھلسا بلکہ اپنی امید کی وجہ سے اس کو احساس ہوا کہ خنک ہوا چلتی ہے۔ اس طرح آدمی کے دل میں راستے کے خطرات جھیلنے کا عزم ہو تو خود غرضی کی تلواروں سے بنے ہوئے پہاڑ یا نفرت کی آگ میں بھی نروان کی خنک ہوا چلے گی - اور اسے معلوم ہو گا کہ خود غرضی اور دنیاوی ہوس جن کو اس نے جھیلا ہے اور جن سے لڑا وہ خود نروان ہیں -

۷. بدھ کی تعلیم ہمیں دو متضاد تصورات کے

امتیازات سے بچا کر عدم شنویت کی طرف لے جاتی ہے۔
اگر ان دو متضاد تصورات میں سے کسی ایک کو لے کر
اس سے لگاو رہے تو چاہے وہ نیکی ہو یا سچائی غلطی
بن جائے گی -

اگر لوگ اس بات پر اصرار کریں کہ سبھی
چیزیں خالی اور عارضی ہیں تو وہ اتنا ہی غلط ہو
گا جتنا اس پر اصرار کریں کہ سبھی چیزیں حقیقی
اور مستقل ہیں - اگر کوئی شخص اپنی انا سے
وابستی ہو جائے تو ایک غلطی ہے کیونکہ وہ اسے بے
اطمینانی اور تکالیف سے نجات نہیں دلا سکتی ہے -
اگر وہ اس پر یقین رکھتا ہے کہ اس کے لیے حق کی
راہ کی ریاضت بے کار ہو گی - اگر لوگ اس بات پر
اصرار کریں کہ سب کچھ آزار ہے تو وہ بھی غلط ہے
اور اس بات پر اصرار کرنا کہ سب کچھ مسرت ہے
ایک غلط خیال ہے - بدھ درمیانی راستہ سکھاتے ہیں
جو یہ دونوں انتہاؤں سے بالا ہے جہاں شنویت وحدت
میں ابھرتی ہے -

باب سوم

فطرت بدھ

۱

پاکیزہ ذہن

۱۔ انسانوں میں اس کی ذہنیت کے درجے اور اقسام کے اعتبار سے بہت سی قسمیں ہیں - کوئی ذہین ہوتے ہیں تو کوئی بے وقوف ، کوئی اچھی فطرت کے ہوتے ہیں تو کوئی بری فطرت کے ، کچھ لوگوں کی رہنمائی کرنا آسان ہوتا ہے تو کچھ لوگوں کی مشکل ، کچھ لوگوں کے ذہن پاکیزہ ہوتے ہیں تو کچھ لوگوں کے آلودہ - لیکن جہاں تک نروان کے حصول کا سوال ہے یہ سب فرق برائے نام ہیں - یہ دنیا مختلف قسم کے پودوں سے بھری کنول کی ایک جھیل ہے جس میں طرح طرح کے پھول کھلتے ہیں - کچھ سفید ہیں ، کچھ گلابی ، کچھ نیلے ، کچھ پیلے اور کچھ پانی کے اندر بڑھتے ہیں ، کچھ پانی کی سطح پر اپنی پتیاں پھیلاتے ہیں تو کچھ پانی کے اوپر اپنی پتیاں اٹھاتے ہیں - انسان میں اور بھی بہت فرق ہیں - ان میں جنس کا فرق ہے - لیکن یہ اصلی فرق نہیں ہے کیونکہ درست ترابیت کے ذریعے مرد اور عورت دونوں نروان حاصل کر سکتے ہیں -

ہاتھی کا مہاوت بننے کے لیے آدمی میں پانچ صفات ہونی چاہئیں - تندرستی ، خود اعتمادی ، محنتی ، خلوص ، اور عقل - بدھ کے اعلیٰ راستے پر چلنے والے لوگوں میں بھی یہ پانچ اعلیٰ صفات ہونی

چاہییں۔ اگر یہ پانچ صفات ہوں تو جنس کی تفریق کے بغیر نروان کا حصول ممکن ہے۔ اور وہ زیادہ وقت درکار نہیں ہے کیونکہ ہر انسان میں نروان کے حصول کے لیے ضروری فطرت موجود ہے۔

۲. نروان کے راستے کی مشق میں لوگ اپنی آنکھوں سے بدھ کو دیکھتے ہیں اور اپنے ذہن سے بدھ پر یقین کرتے ہیں۔ وہی آنکھیں وہی ذہن ہے جس کی وجہ سے لوگ پیدائش اور موت کی اس دنیا میں بھٹکتے پھرتے تھے۔

اگر کوئی راجا ڈاکوؤں سے پریشان ہے تو ڈاکوؤں پر حملہ کرنے سے پہلے ان کا اڈا ڈھونڈنا چاہیے۔ اسی طرح جب انسان کو دنیاوی ہوا و ہوس سے لگا ہوتا ہے اور اس سے نجات پانا چاہتا ہے تو پہلے اسے ان کی اصل جان لینی چاہیے۔

جب آدمی گھر میں ہوتا ہے اور اپنی آنکھیں کھولتا ہے تو وہ پہلے کمرے کے اندر کے سامان دیکھے گا اور اس کے بعد کھڑکی کے باہر کا منظر دیکھے گا۔ اسی طرح اندر کی چیزیں دیکھنے سے پہلے باہر کی چیزیں دیکھ لینے والی آنکھیں کسی کے پاس نہیں ہوتیں۔

اگر اس بدن کے اندر ذہن ہو تو سب سے پہلے اسے بدن کے اندر کی چیزوں کو تفصیل کے ساتھ جان لینا چاہیے۔ لیکن عام طور پر لوگ بظاہر اپنے بدن کے باہر کی باتیں اچھی طرح جانتے ہیں اور بدن کے

اندر کی چیزوں سے بہت کم لگاؤ رکھتے ہیں -

اگر ذہن بدن کے باہر واقع ہوتا تو جن باتوں کو ذہن جانتا ہے ان کو بدن نہیں جانے گا اور جن باتوں کو بدن جانتا ہے ان سے ذہن بے خبر رہے گا - لیکن اصل میں جن باتوں کو ذہن جانتا ہے ان کا احساس بدن کو بھی ہوتا ہے اور جن باتوں کا احساس بدن کو ہوتا ہے ان کو ذہن اچھی طرح جانتا ہے - اس لیے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ذہن بدن کے باہر واقع ہے - تو آخر ذہن کا جوہر کہاں ہوتا ہے ؟

۳. نامعلوم زمانوں سے لوگ اپنے افعال اور دو غلط بنیادی تصورات کی وجہ سے جہالت کے اندھیرے میں بھٹکتے رہتے ہیں -

پہلے یہ کہ وہ فرق کرنے والے ذہن کو جو پیدائش اور موت کا فریب دیتا ہے ، اپنی اصل فطرت سمجھتے ہیں - دوسرے یہ کہ وہ اس بات سے بے خبر ہیں کہ فرق کرنے والے ذہن کے پیچھے چھپا ہوا نروان کا پاکیزہ ذہن موجود ہے جو ان کی اصل فطرت ہے -

جب آدمی اپنی مٹھی بھینچ کر ہاتھ اوپر اٹھاتا ہے تو آنکھیں یہ دیکھتی ہیں اور ذہن اس میں امتیاز کرتا ہے - لیکن یہ امتیاز کرنے والا ذہن تو حقیقی ذہن نہیں ہے -

امتیاز کرنے والا ذہن صرف ایک ذہن ہے جو لالچ اور انا سے وابستہ دیگر خیالی فرق کے امتیازات پیدا کرتا ہے - امتیازات پیدا کرنے والا ذہن اسباب و

کیفیات کے زیر اثر ہوتا ہے - اور وہ اپنے ذاتی جوہر سے خالی اور مسلسل متغیر رہتا ہے - لیکن چونکہ لوگوں کو یقین ہوتا ہے کہ یہی ان کا اصلی ذہن ہے تو اسباب و کیفیات میں فریب داخل ہوتا ہے جو آزار پیدا کرتا ہے -

آدمی جب مٹھی کھولتا ہے تو ذہن کو یہ پتہ چلتا ہے کہ مٹھی کھل گئی ہے - لیکن ہلتا کیا ہے ، ہاتھ یا ذہن ؟ یا دونوں میں سے کوئی بھی نہیں ؟ ہاتھ کی حرکت سے ذہن بھی حرکت کرتا ہے اور ذہن کی حرکت کے ساتھ ہاتھ بھی ہلتا ہے - لیکن متحرک ذہن تو ذہن کی صرف ایک ظاہری سطح ہے - یہ حقیقی اور بنیادی ذہن نہیں ہے -

۴. بنیادی طور پر ہر ایک میں پاکیزہ اور اصلی ذہن ہوتا ہے مگر وہ عام طور پر حالات سے پیدا ہونے والی دنیاوی ہوس کی آلودگی اور غبار سے ڈھکا ہوا ہے۔ یہ آلودہ ذہن آدمی کی فطرت کا جوہر نہیں ہے۔ اس میں کچھ اضافہ ہوا ہے جیسے کسی باہر سے آنے والے شخص یا مہمان کا - لیکن بہر حال وہ اس کا میزبان نہیں ہے -

چاند اکثر بادلوں سے ڈھکے ہونے کے باوجود بادلوں کی وجہ سے گندا نہیں ہوتا نہ حرکت کرتا ہے - اس لیے ایسی فکر کا دھوکا نہیں کھانا چاہیے جو آلودہ ذہن کو اپنا اصلی ذہن سمجھے -

لوگوں کو چاہیے کہ وہ اس حقیقت کی یاد دہانی سے برابر اپنے اندر پاکیزہ اور بنیادی طور پر

بے تغیر نروان والے ذہن کو جگاتے رہیں۔ لوگ اپنے متغیر اور آلودہ ذہن اور اپنے گمراہ خیالات کے دھوکے کی گرفت میں آ کر فریب کی دنیا میں بھٹکتے ہیں۔

انسانی ذہن کی پریشانیاں اور آلودگیاں لالچ اور بدلتے ہوئے حالات میں اس کے رد عمل سے ابھرتی ہیں۔

وہی ذہن تو انسان کا اصل ذہن اور اس کا آقا ہے جو اسباب و کیفیات کے آنے جانے سے کوئی تعلق نہیں رکھتا اور ہر حالت میں پاکیزہ اور پرسکون رہتا ہے۔

مسافر کے نظروں سے اوجھل ہونے سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مسافر خائب ہو گیا ہے۔ بالکل اسی طرح آلودہ ذہن کے غائب ہونے سے جو کہ اسباب و کیفیات سے پیدا ہوتا ہے اور مٹ جاتا ہے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اصل ذات غائب ہو گئی ہے۔ باہر کے اسباب و کیفیات سے بدلتی ذہن کی فطرت اصلی نہیں ہے۔

۵۔ اگر ہم یہ خیال کریں کہ یہاں ایک لکچر ہال ہے جو سورج کے نکلنے سے روشن ہو جاتا ہے اور اس کے ڈوبنے سے وہ تاریک ہو جاتا ہے۔ سورج کے ساتھ روشنی کے لوٹ جانے کی اور رات کے ساتھ اندھیرے کے آنے کی بات ہم سوچ سکتے ہیں۔ لیکن ہم ذہن کے بارے میں یہ بات نہیں سوچ سکتے جو تاریکی اور روشنی کو محسوس کرتا ہے۔ وہ ذہن جو روشنی اور تاریکی کا متحمل ہے وہ کسی کو لوٹایا نہیں جا سکتا ہے۔ اسے تو اپنی اصلی فطرت میں ہی لوٹایا جا سکتا ہے۔

سورج کے نکلنے یا ڈوبنے پر روشنی یا تاریکی دیکھنے والا ذہن تو عارضی ذہن ہے -

صرف عارضی ذہن کو لمحہ ہی لمحہ بدلتے ہوئے حالات کے ساتھ مختلف احساس ہوتا ہے - لیکن یہ تو حقیقی اور اصلی ذہن نہیں ہوتا - حقیقی اور اصلی ذہن ہی انسان کی اصلی فطرت ہے جو روشنی اور تاریکی کو معلوم کرتا ہے -

نیکی اور برائی ، محبت اور نفرت کے جذبات جو باہر کے اسباب و کیفیات سے پیدا ہوتے ہیں اور مٹ جاتے ہیں انسان کے ذہن پر جمع ہوئی آلودگیوں سے پیدا ہونے والے عارضی ذہن کا عمل ہے -

ذہن کے دنیاوی ہوسوں کے پیچھے اصلی ذہن موجود ہے جو پاکیزہ اور شفاف ہوتا ہے -

پانی گول برتن میں گول اور چوکور میں چوکور دکھائی دیتا ہے - لیکن پانی کی اپنی کوئی خاص شکل نہیں ہوتی - لیکن لوگ اس بات کو جانتے ہوئے بھی اکثر بھول جاتے ہیں -

لوگ اس کو اچھا اور اس کو برا دیکھتے ہیں ، اس کو پسند اس کو ناپسند کرتے ہیں اور وجود اور عدم میں فرق کرتے ہیں - اور پھر ان نقطہائے نظر میں پھنس کر یا ان سے وابستہ ہو کر باہر کی چیزوں کا پیچھا کرتے ہوئے تکلیف اٹھاتے ہیں -

اگر لوگ صرف ان تصوراتی اور غلط امتیازات سے وابستگی ترک کریں اور اپنا آزاد اصلی ذہن بحال کریں تو وہ ایسی حالت تک پہنچ جائیں گے جہاں ذہن اور بدن دونوں آلودگیوں اور آزار سے آزاد ہوں۔ اور وہ اس سکون سے آشنا ہوں گے جو آزادی میں ملتا ہے۔

۲ فطرت بدھ

۱. پاکیزہ اصلی ذہن جو بنیادی نوعیت کا حامل ہے دوسرے الفاظ میں فطرت بدھ کو کہتے ہیں۔ فطرت بدھ تو صفت بدھ کا بیج ہے۔

اگر ہم سورج اور روئی کے بیچ میں عدسہ رکھیں تو ہمیں آگ مل سکتی ہے۔ لیکن یہ آگ کہاں سے آتی ہے؟ عدسہ تو سورج سے نہایت دور ہوتا ہے لیکن عدسے کے ذریعے روئی پر آگ ظہور میں آتی ہے۔ اگر روئی میں جلنے کی فطرت نہ ہو تو سورج کے ہونے سے بھی روئی پر آگ نہیں لگتی۔

اسی طرح بدھ کی حکمت کی روشنی اگر انسان کے اصلی ذہن پر مرتکز ہوگی تو جو صفت بدھ ہے وہ روشن ہوگا اور اس کی روشنی لوگوں کے ذہنوں کو منور کرے گی۔ اور بدھ پر عقیدہ اجاگر کرے گی۔ بدھ اپنی حکمت کے عدسے لے کر ساری دنیا میں ذہن انسانی پر روشنی ڈالتے ہیں۔ اس طرح ساری دنیا میں عقیدے کی آگ جل اٹھتی ہے۔

۲. لوگ اکثر بدھ کی روشن دانش کی طرف اپنے ذہن حقیقی کے میلان کی پروا نہیں کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے دنیاوی ہوس کی گرفت میں آ جاتے ہیں - اور اچھائی اور برائی میں فرق کرنے کے جال میں پھنس جاتے ہیں اور اپنی اسیری اور آزار پر افسوس کرتے رہتے ہیں -

آخر کیا وجہ ہے کہ لوگ ، جن میں پاکیزہ اصلی ذہن ہوتا ہے ، اس طرح خود ہی فریب پیدا کر کے فطرت بدھ کی روشنی کو چھپا کر دنیا کے فریب و آزار میں بھٹک رہے ہیں ؟

پرانے زمانے میں ایک آدمی ایک دن سویرے اُٹنے کے سامنے بیٹھا اور اس میں اپنا چہرہ اور سر نظر نہ آنے کی وجہ سے دیوانہ ہو گیا - لیکن اس کا سر اور چہرہ غائب نہیں ہو گیا تھا بلکہ وہ اُٹنے کی الٹی طرف دیکھ رہا تھا - محض اس لیے کہ وہ لاپرواہی سے اُٹنے کی الٹی طرف دیکھ رہا تھا کسی شخص کا دیوانہ ہو جانا کتنا فضول ہے !

یہ کسی آدمی کے لیے احمقانہ اور غیر اہم ہے کہ وہ اس لیے آزار اٹھائے کہ اسے نروان کا حصول اس مقام پر نہیں ہوا جہاں اسے توقع تھی - نروان میں کوئی ناکامی نہیں ہوتی - لیکن ناکامی ان لوگوں میں ہوتی ہے جو نروان کے حصول کے لیے طویل عرصے تک اپنا فرق کرنے والا ذہن استعمال کرتے ہیں - وہ یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ ان کے ذہن حقیقی نہیں ہیں بلکہ ان کے ذہن خیالی ہیں جو اس فریب اور لالچ کی وجہ سے ہیں جس نے ان کے ذہن حقیقی کو ڈھانپ رکھا ہے -

اس لیے توہمات کے ہجوم کے صاف ہو جانے سے نروان خود بخود ظہور میں آتا ہے - لیکن عجیب بات یہ ہے کہ جن لوگوں کو نروان حاصل ہوا ان کو یہ معلوم ہوگا کہ توہمات کے بغیر نروان نہیں ہو سکتا تھا -

۳. فطرت بدھ کبھی نہیں ختم ہوتی ہے - چاہے آدمی حیوان کی شکل پیدا ہو یا بھوکا دیو بن جائے یا دوزخ میں گرے تو بھی وہ فطرت بدھ نہیں کھوتا ہے -

آدمی جسم کی آلودگی میں کتنا گہرا ڈوب جائے یا دنیاوی ہوس کی تہ میں گم ہو جائے اور اسے بھول جائے پھر بھی صفت بدھ کے ساتھ انسانی قربت مکمل طور پر کبھی ختم نہیں ہوتی ہے -

۴. ایک پرانی حکایت ہے کہ ایک آدمی دوست کے گھر جا کر شراب کے نشے میں سو گیا - دوست سے جب تک ممکن ہوا اس کے پاس رہا تا آنکہ کسی ضروری کام سے اس کے دوست کو سفر پر جانا پڑا - جاتے وقت دوست نے اس خیال سے کہ شاید اس کو ضرورت ہو ایک قیمتی جوہر کو اپنے دوست کے لباس میں چھپا دیا -

اس بات سے بے خبر وہ آدمی نشی اتر جانے پر افلاس و فاقے میں جگمگ جگم بھٹکتا رہا - بہت دنوں کے بعد اس آدمی کی دوبارہ اس دوست سے ملاقات ہوئی۔ اس دوست نے کہا - ”اپنے لباس میں چھپے ہوئے جوہر کو استعمال کرو -“

حکایت کی شراب کی طرح لوگ اس پیدائش اور موت کی زندگی میں اس بات سے بے خبر ہیں کہ ان کی داخلی فطرت میں پاکیزہ اور آبدار فطرت بدھ کا بیش قیمت خزانہ چھپا ہوا ہے اور وہ آزار میں بھٹکتے رہے ہیں -

لوگ اس حقیقت سے کتنے ہی بے خبر ہوں کہ ان کے اندر فطرت عالیہ موجود ہے اور وہ کتنے ہی حقیر اور غافل ہوں بدھ کبھی ان پر اپنا اعتماد نہیں کھوتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ان میں کم تر ہی سہی صفت بدھ کے تمام اوصاف موجود ہیں -

اس طرح بدھ ان لوگوں میں عقیدہ بیدار کرتے ہیں جو اپنی جہالت کے فریب میں ہیں اور جو خود اپنی فطرت بدھ کو نہیں دیکھ سکتے - بدھ ان کو ان کے فریب سے دور لے جاتے ہیں اور انہیں تعلیم دیتے ہیں کہ اصل میں خود ان میں اور صفت بدھ کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے -

۵. بدھ وہ ہیں جن کو صفت بدھ مل چکی ہے اور لوگ وہ ہیں جن میں صفت بدھ کے حصول کی صلاحیت ہے - اس کے سوا بدھ اور لوگوں میں کوئی فرق نہیں ہوتا -

لیکن اگر کوئی آدمی یہ سوچے کہ مجھے نروان مل گیا تو وہ اپنے کو دھوکا دے رہا ہے - کیونکہ وہ تو بدھ بننے کے راستے پر گامزن ہے لیکن صفت بدھ تک نہیں پہنچا ہے -

فطرت بدھ بغیر محنت اور پر یقین کوشش کے ظہور میں نہیں آتی اور صفت بدھ کے حصول تک یہ کام ختم نہیں ہوتا ہے -

۶. پرانے زمانے میں ایک راجا نے کئی اندھے لوگوں کو اکٹھا کیا اور ہاتھی کے ارد گرد لے جا کر یہ بتانے کو کہا کہ ہاتھی کیسا ہوتا ہے۔ جس آدمی نے دانت کو چھوا اس نے کہا کہ ہاتھی ایک بڑی گاجر کی طرح ہے۔ جس آدمی نے ہاتھی کے کان کو چھوا اس نے کہا کہ ہاتھی ایک بڑے پنکھے کی طرح ہے۔ جس آدمی نے ہاتھی کے سونڈ کو چھوا اس نے کہا کہ ہاتھی موسل کی طرح ہے۔ جس آدمی نے ہاتھی کی دم کو چھوا اس نے کہا کہ ہاتھی رسی کی طرح ہے۔ ان میں سے کوئی بھی ہاتھی کی صحیح شکل بتا نہیں سکتا۔

اسی طرح کوئی شخص انسان کی فطرت کے ایک جز کو تو بتا سکتا ہے لیکن انسان کی حقیقی فطرت کو جو کہ فطرت بدھ ہے بیان کرنے کے قابل نہیں۔

موت سے نہ مٹنے والی اور دنیاوی ہوسوں کے درمیان ہوتے ہوئے بھی پاکیزہ رہنے والی فطرت بدھ کو پانا جو کہ ہمیشہ رہتی ہے بدھ اور بدھ کی اعلیٰ تعلیمات کے بغیر ممکن نہیں۔

۳

فطرت بدھ اور بے انسانیت

۱. ہم فطرت بدھ کے بارے میں اسی طرح بتاتے آئے ہیں کہ اس سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ وہ دیگر

تعلیمات کی روح کی مانند ہے لیکن ایسا نہیں ہے -

انا کی شخصیت کا تصور امتیاز کرنے والے ذہن کا تخیل ہوتا ہے جو پہلے اس کی گرفت کرتا ہے اور پھر اس سے وابستگی ہو جاتا ہے - حالانکہ اسے ختم کرنا چاہیے - اس کے برعکس فطرت بدھ ناقابل بیان ہے اس لیے اس کو پہلے دریافت کرنا چاہیے - ایک طرح فطرت بدھ انا کی شخصیت سے ملتی جلتی ہے لیکن وہ "ہوں" یا "میرا" کے معنی میں استعمال ہونے والی انا سے بالکل مختلف ہے -

انا کے وجود پر اعتماد کرنا غلط ہے - کیونکہ اس یقین میں عدم وجود کو وجود تصور کیا جاتا ہے - فطرت بدھ وجود رکھتی ہے اور اس کے وجود کو نہ ماننا بھی غلط اعتماد ہے -

ایک حکایت سے اس بات کی تشریح کی جاسکتی ہے - ایک ماں اپنے بیمار بچے کو حکیم کے پاس لے گئی - حکیم نے بچے کو دوائی دی اور ماں سے کہا کہ جب تک دوائی ہضم نہیں ہوتی وہ بچے کو اپنا دودھ نہ پلائے -

ماں نے اپنی چھاتیوں پر کڑوی چیز لگائی تاکہ بچہ اپنے آپ دودھ پینا بند کرے - بعد میں جب دوائی ہضم ہو گئی تب ماں نے اپنی چھاتیوں کو دھو کر بچے کو دودھ پلایا - چونکہ ماں کو اپنے بچے سے محبت تھی اس لیے اس نے بچے کے تحفظ کے لیے اپنی شفقت میں یہ طریقہ اختیار کیا -

اس حکایت کی ماں کی طرح بدھ غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لیے اور انا کی شخصیت سے لگاؤ کو توڑنے کے لیے انا کے وجود سے انکار کرتے ہیں - اور جب غلط فہمیاں اور لگاؤ دور ہو جاتا ہے تو وہ ذہن حقیقی کی اصلیت ، جو فطرت بدھ ہے ، کی تشریح کرتے ہیں -

انا کی شخصیت سے لگاؤ لوگوں کو فریب کی طرف لے جاتا ہے مگر فطرت بدھ پر عقیدہ نروان تک رہنمائی کرتا ہے -

یہ کہانی کی اس عورت کی طرح ہے جس کے گھر میں صندوق تھا - یہ نہ جاننے کی وجہ سے کہ اس کے اندر سونا بھرا ہے وہ عورت افلاس میں زندگی گزارتی رہی جب تک کہ کسی دوسرے آدمی نے وہ صندوق کھول کر اس کو سونا نہیں دکھایا - بدھ لوگوں کے ذہن کو کھولتے ہیں اور ان کے اندر فطرت بدھ کی پاکیزگی دکھاتے ہیں -

۲. اگر ہر ایک میں یہ فطرت بدھ موجود ہے تو کیوں لوگ ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں یا دھوکا دیتے ہیں ؟ اور منصب و دولت ، منعم و مفلس کے اتنے فرق کیوں ہیں ؟

ایک پہلوان کی کہانی ہے جو ایک بیش قیمت پتھر کا زیور اپنی پیشانی پر پہنا کرتا تھا - ایک بار وہ کشتی لڑ رہا تھا تو وہ رتن اس کی پیشانی میں گھس گیا اور پھوڑا بن گیا - اس پہلوان نے سوچا

کی جواہر کہیں کھو گیا اور پھوڑے کے علاج کے لیے حکیم کے پاس گیا۔ حکیم اس کو دیکھتے ہی جان گیا کہ وہ پھوڑا بھال میں گھسے ہوئے جواہر رتن کی وجہ سے بن گیا۔ اس لیے حکیم نے وہ رتن نکال کر پہلوان کو دکھایا۔

فطرت بدھ بھی اس کہانی کے بیش قیمت پتھر کی مانند ہے۔ وہ دنیاوی ہوسوں کے گرد و غبار میں چھپی ہوئی ہے اور لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ اسے کھو بیٹھے ہیں۔ لیکن اچھا استاد ان کے لیے اسے ڈھونڈ نکالتا ہے۔

فطرت بدھ ہر ایک میں موجود ہے خواہ وہ لالچ، غصے اور حماقت سے کتنی زیادہ ڈھکی کیوں نہ ہو یا خود اس کے اپنے افعال اور مکافات سے مدفون ہو۔ لیکن اصل میں فطرت بدھ نہ تو کھوتی ہے نہ برباد ہوتی ہے۔ جب تمام آلودگیاں ہٹائی جاتی ہیں تو جلد یا بدیر وہ دوبارہ دکھائی دیتی ہے۔

جس طرح حکایت میں پہلوان نے وہی رتن دیکھا جس کو حکیم نے نکالا تھا اسی طرح لوگ بھی بدھ کے نور سے دنیاوی ہوا و ہوس میں دفن شدہ فطرت بدھ دیکھتے ہیں۔

۳. لوگوں کا اپنا ماحول یا طریقہ زندگی کتنا ہی مختلف و متغیر کیوں نہ ہو لیکن فطرت بدھ تو ہمیشہ پاکیزہ اور پرسکون ہوتی ہے۔ جیسا کہ دودھ کا رنگ ہمیشہ سفید ہی ہوتا ہے چاہے گائے کی کھال لال، سفید یا کالی ہو۔ اس طرح یہ اہم نہیں

ہے کہ لوگوں کے افعال کتنے مختلف رنگ میں ان کی زندگیوں پر اثر انداز ہوتے ہیں یا ان کے اعمال و افکار کتنے مختلف طریقوں سے بعد میں اپنی اثر پذیری دکھاتے ہیں -

بھارت کی ایک کہانی کے مطابق ہمالیہ میں اونچی گھاس کے نیچے چھپی ہوئی ایک پراسرار بوٹی تھی - بہت زمانے تک لوگوں نے اس کی تلاش کی لیکن ناکام رہے - آخر ایک عقلمند آدمی نے اس کی مٹھاس سے اسے ڈھونڈ نکالا اور زندگی بھر وہ ایک ناند میں اس بوٹی کو جمع کرتا رہا - لیکن اس آدمی کے مرنے کے بعد وہ بوٹی پھر دور پہاڑ میں غائب ہو گئی اور ناند کے اندر کا پانی کھٹا اور ضرر رسان ہو گیا اور اس کا مزہ بدل گیا -

اسی طرح فطرت بدھ بھی دنیاوی ہوسوں کی اونچی گھاس کے نیچے چھپی ہوئی ہے - اس لیے لوگ آسانی کے ساتھ اس کو دریافت نہیں کر سکتے - لیکن بدھ نے اس کو پایا اور لوگوں کو دکھایا - لوگ چونکہ اسے اپنی اپنی صلاحیتوں کے مطابق لیتے ہیں اس لیے فطرت بدھ کا مزہ ہر ایک کے لیے مختلف ہوتا ہے -

۴. فطرت بدھ پیرے کی طرح سخت ترین ہوتی ہے - اس لیے اسے نہیں توڑا جا سکتا ہے - ریت یا پتھر کو کوٹ کر ریزہ ریزہ کیا جا سکتا ہے لیکن پیرے کو ایسا نہیں کیا جا سکتا -

بدن اور ذہن دونوں کو برباد کیا جا سکتا ہے لیکن فطرت بدھ برباد نہیں کی جاسکتی ہے -

فطرت بدھ بے شک انسانی فطرت میں سب سے اعلیٰ صفت ہے۔ اگرچہ انسانی فطرت میں مرد اور عورت کے فرق کی طرح بے انتہا تنوع ہو سکتا ہے۔ لیکن فطرت بدھ کے لحاظ سے کوئی امتیاز نہیں ہوتا ہے۔

بچے سونے کو پگھلا کر اس میں سے ملاوٹوں کو دور کرنے کے بعد پی کھرا سونا بنتا ہے۔ اسی طرح اگر لوگ بچے سونے کو پگھلا کر اس میں سے دنیاوی ہوس اور انا کی سب ملاوٹوں کو دور کر دیں تو وہ اسی فطرت بدھ کو دوبارہ حاصل کر سکتے ہیں۔

باب چہارم

دنیاوی ہوس

۱

انسانی فطرت

۱. دنیاوی ہوس کی دو قسمیں ہیں جو فطرت بدھ کی پاکیزگی کو آلودہ کرتی اور اس کو ڈھانپتی ہیں -

پہلی ہوس تجزیے اور مباحثے کی ہے جس کی وجہ سے لوگوں کے فیصلے میں ابہام پیدا ہوتا ہے - دوسری ہوس جذباتی تجربے کے لیے ہوتی ہے جس کی بنا پر لوگوں کی اقدار مبہم ہو جاتی ہیں -

استدلال و تجربے کے فریب کی یہ دونوں آلودگیاں دنیاوی ہوس کی سب سے بنیادی چیزیں ہیں اور ان ہوسوں کا ماخذ جہالت اور نفسانی ہوس ہے -

استدلال کے فریب جہالت پر منحصر ہیں اور تجربے کے فریب کی بنیاد نفسانی ہوس ہے - اس لیے یہ دو اصل میں ایک ہیں اور یہ دونوں مل کر تمام غموں کا سرچشمہ بنتے ہیں -

اگر لوگ جاہل ہیں تو وہ صحیح اور محفوظ طور پر استقلال نہیں کرسکتے ہیں۔ اگر وہ وجود کی

ہوس کے آگے سپر ڈالتے ہیں تو پکڑنا ، چمٹنا اور ہر چیز سے وابستگی پیدا ہوتی ہے ۔ خوشگوار چیزوں کے دیکھنے اور سننے کی مستقل بھوک فریب کی عادت میں بدل جاتی ہے ۔ کچھ لوگ تو جسم کی خواہش کے سامنے بھی سر جھکا دیتے ہیں ۔

جہالت اور نفسانی ہوس سے لالچ ، غصب ، بیوقوفی ، غلط فہمی ، ناراضگی ، حسد ، خوشامد ، دھوکا ، غرور ، توہین ، خودغرضی وغیرہ طرح طرح کی دنیاوی ہوسیں پیدا ہو جاتی ہیں ۔

۲۔ لالچ اطمینان کے بارے میں غلط تصور سے پیدا ہوتی ہے ۔ غصب اپنے یا اپنے ارد گرد کی حالات کے بارے میں غلط خیالات سے پیدا ہوتا ہے ۔ بیوقوفی درست عمل کا فیصلہ نہ کر پانے سے پیدا ہوتی ہے ۔

یہ لالچ ، غصب اور بیوقوفی دنیا کی تین آگیاں کہلاتی ہیں ۔ لالچ کی آگ لالچ کی وجہ سے اصلی ذہن کو کھونے والوں کو جلاتی ہے ۔ غصے کی آگ غصے کی وجہ سے اصلی ذہن کو کھونے والوں کو جلاتی ہے اور بیوقوفی کی آگ بدھ کی تعلیمات کو نہ سننے کی وجہ سے اصلی ذہن کو کھونے والوں کو جلاتی ہے ۔

واقعی طرح طرح کی آگوں سے یہ دنیا جلتی رہتی ہے ۔ لالچ کی آگ ، غصے کی آگ ، بیوقوفی کی

آگ، زیست، بڑھاپا بیماری اور موت کی آگ، اداسی، رنج اور تکلیف کی آگ اور طرح طرح کی آگوں سے یہ دنیا جلتی ہے۔ دنیاوی ہوسوں کی یہ آگیں نہ صرف ذات کو جلاتی ہیں بلکہ دوسروں کو تکلیف دیتی ہیں اور لوگوں کو بدن، دھن اور ذہن کے تین غلط عمل کراتی ہیں اور ان آگوں سے پیدا شدہ زخم پیپ پیدا کرتے ہیں اور جو اس کو چھوتے ہیں، ان تک وہ زہر پہنچتا ہے جو انہیں بدی کے راستے پر لے جاتا ہے۔

۳. لالچ اطمینان حاصل کرنے کی خواہش سے پیدا ہوتا ہے۔ غصے اطمینانی کی طلب سے پیدا ہوتا ہے اور بیوقوفی آلودہ خیالات سے پیدا ہوتی ہے۔ لالچ میں آلودگی کم ہے لیکن اس سے دور ہونا آسان نہیں ہوتا۔ غصے میں آلودگی زیادہ ہے لیکن اس سے دور ہونا آسان ہوتا ہے۔ بیوقوفی میں آلودگی بہت زیادہ ہے اور اس پر قابو پانا بہت مشکل ہے۔

اس لیے لوگوں کو چاہیے کہ وہ ان تین آگوں کو جب بھی اور جہاں بھی ظہور میں آئیں بجھا دیں۔ اس کے لیے انہیں سچا اطمینان کس سے حاصل ہو سکے گا اس کا صحیح فیصلہ کرنا ہوگا اور ہمیشہ بدھ کی تعلیم کی شفقت کو یاد کرتے رہنا ہوگا۔ اگر ذہن دانائی، پاکیزگی اور بے غرضی کے خیالات سے بھرا ہوا ہے تو اس میں دنیاوی ہوسیں جڑ پکڑ نہیں سکتیں۔

۴. لالچ، غصہ اور بیوقوفی بخار کی طرح ہیں۔ اگر کسی بھی آدمی کو ان تینوں میں سے ایک بھی

بخار آئے تو کتنے ہی خوبصورت اور آرام دہ کمرے میں کیوں نہ ہو اس بخار کی وجہ سے بے خوابی کی تکلیف اٹھانی پڑے گی -

جس آدمی میں یہ تین دنیاوی ہوسیں نہیں ہیں وہ جاڑوں کی سرد رات میں فرش پر پتوں کے اوپر بھی چین سے سو سکے گا اور گرمیوں کی گرم رات میں چھوٹے سے بند کمرے میں بھی آرام کی نیند کے مزے لے سکے گا -

یہ تینوں تمام دنیاوی دکھوں کا ماخذ ہیں - دکھ کے ان تینوں سرچشموں سے نجات پانے کے لیے ہمیں احکامات پر عمل کرنا چاہیے ، ذہن کے ارتکاز کی مشق کرنی چاہیے اور حکمت حاصل کرنا چاہیے - احکامات عملی سے لالچ کی آلودگی دور ہوگی - ذہن کے درست ارتکاز سے غصے کی آلودگی ختم ہوگی - اور حکمت کے حصول سے بیوقوفی کی آلودگی کا خاتمہ ہوگا -

۵. جس طرح نمکین پانی پینے والا ہمیشہ پیاسا رہتا ہے اور اس کو اطمینان ملتا ہی نہیں بلکہ پیاس بڑھتی رہتی ہے اسی طرح انسان کی ہوس کی کوئی انتہا نہیں ہوتی -

آدمی اپنی ہوس پوری کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن اس کی بے اطمینانی اور بڑھتی ہے اور اس کے دکھوں میں اضافہ ہوتا ہے -

ہوس کی تسکین کبھی بھی اطمینان بخش نہیں ہوتی - وہ ہمیشہ اپنے پیچھے ایک بے آرامی اور پرچینی چھوڑ جاتی ہے - اگر اس کی ہوس کی فرحت میں مزاحمت ہوگی تو وہ اکثر اسے دیوانگی کی طرف لے جائے گی -

اپنی ہوسوں کی تسکین کے لیے لوگ آپس میں لڑتے جھگڑتے ہیں - راجا راجا کے ساتھ ، والدین بچے کے ساتھ ، بھائی بھائی کے ساتھ ، بہن بہن کے ساتھ ، دوست دوست کے ساتھ اپنی ہوسوں سے دیوانہ ہو کر وہ نہ صرف آپس میں لڑتے ہیں بلکہ ایک دوسرے کو قتل بھی کر دیتے ہیں -

لوگ اکثر اپنی ہوسوں کی تکمیل کے لیے اپنی زندگی برباد کر دیتے ہیں - وہ چوری کرتے ہیں ، دھوکا دیتے ہیں اور حرام کاری کرتے ہیں - اور جب پکڑے جاتے ہیں تو ذلت اور سزا کی تکلیف اٹھاتے ہیں -

وہ اپنی ہوسوں کے لیے اپنے بدن ، قول اور ذہن سے گناہ پر گناہ کرتے رہتے ہیں - یہ اچھی طرح جاننے کے باوجود بھی کمی تکمیل کا انجام غم و آزار ہے - ہوس اتنی جابر ہے - اور پھر مرنے کے بعد دوسری دنیا کے اندھیرے میں داخل ہو کر طرح طرح کے دکھ ہوتے رہیں گے -

۶ . نفسانی ہوس دنیاوی ہوسوں میں سب سے شدید ہے - اور طرح طرح کی ہوسیں اس کے پیچھے چلتی ہیں -

نفسانی ہوس ایسی زمین مہیا کرتی ہے جہاں طرح طرح کی ہوسیں اگتی ہیں - نفسانی ہوس نیکی کو کھانے والا ایک دیو ہے جو سبھی دنیاوی نیکیوں کو کھا جاتا ہے - نفسانی ہوس باغ میں چھپا ہوا زہریلا سانپ ہے جو ہوس کے پھول کی تلاش کے لیے آنے والوں کو ڈستا ہے اور ہلاک کر دیتا ہے - نفسانی ہوس درخت کو سکھانے والی بیل کی طرح ہے -

وہ انسان کے ذہن کو لپیٹ کر اس کی نیکیوں کو اس وقت تک چوستی ہے جب تک وہ ختم نہیں ہو جاتا۔ نفسانی ہوس شیطان کا پھینکا ہوا چارہ ہے جسے احمق لوگ اچک لیتے ہیں اور بدی کی دنیا کی گہرائیوں میں کھینچے جاتے ہیں۔

اگر بھوکے کتے کو خون ملی ہوئی ایک پڈی دی جائے تو وہ کتا اس پڈی پر جھپٹے گا اور اسے اس وقت تک چوستا رہے گا جب تک تھک کر چور نہ ہو جائے۔ نفسانی ہوس بھی انسان کے لیے کتے کی اس پڈی کی طرح ہے۔ وہ نفسانی ہوس کی حرص اس وقت تک کرتا رہے گا جب تک تھک نہیں جاتا۔

اگر دو درندوں کے درمیان گوشت کا ایک ٹکڑا پھینک دیا جائے تو وہ درندے آپس میں لڑیں گے اور ایک دوسرے کو نوچیں گے۔ کوئی بیوقوف آدمی مشعل ہاتھ میں لیے ہوا کے رخ پر جائے گا تو امکان ہے کہ وہ خود اپنے کو جلا لے گا۔ ان درندوں یا بیوقوف آدمی کی طرح لوگ اپنی دنیاوی ہوس کی وجہ سے خود کو زخمی کرتے اور جلاتے ہیں۔

۷۔ باہر سے آنے والے زہر آلود تیر سے تو جسم کی حفاظت کی جا سکتی ہے لیکن ذہن کے اندر کھلنے والے زہر آلود تیروں سے ذہن کو بچانا ناممکن ہے۔ لالچ ، غصہ ، حماقت اور غرور یہ چار زہر آلود تیر ذہن میں پیدا ہوتے ہیں اور اس کو چھوٹ لگاتے ہیں۔

اگر ذہن میں لالچ ، غصہ اور جہالت ہوگی تو لوگ جھوٹ بولیں گے ، گپ ماریں گے ، گالیاں دیں گے ، قتل کریں گے ، اور دھوکا دیں گے ، قتل کریں گے ،

چوری کریں گے اور زنا کاری کریں گے -

ذہن کے تین ، دہن کے چار اور بدن کے تین -
یہ سب مل کر دس گناہ ہوتے ہیں - اگر آدمی کو
جھوٹ بولنے کی عادت پڑ جائے تو کوئی بھی برا کام
کرنے میں جھجک نہیں ہوگی - برا کام کرنے کے لیے
جھوٹ بولنا پڑتا ہے اور جب کوئی جھوٹ بولنا
شروع کر دیتا ہے تو وہ بغیر تامل کے برا کام کرنے
لگتا ہے -

لالچ ، نفسانی ہوس ، خوف ، غصہ ، مصیبت
اور بد نصیبی کا منبع جہالت ہے - اس طرح جہالت
سب سے خطرناک زہر ہے -

۸. ہوسوں کی وجہ سے عمل پیدا ہوتا ہے - عمل
کی وجہ سے دکھ پیدا ہوتا ہے - ہوس ، عمل اور دکھ
ان تینوں کا چکر ہمیشہ چلتا رہتا ہے -

اس پہیے کی گردش کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا -
اور لوگ آواگون سے نجات پا نہیں سکتے - اس جنم
جنم کے چکر کے مطابق ایک زندگی کے پیچھے دوسری
زندگی چلتی ہے اور اس سلسلے کی کوئی انتہا
نہیں ہے -

اس لامحدود چکر کے بیچ گھومتے ہوئے اگر کوئی اپنی جلائی گئی خاک اور ہڈیوں کا انبار لگائے تو اس کی اونچائی پہاڑ سے بھی زیادہ ہو گی اور اس آوگون کے چکر میں اگر کوئی اس دودھ کو جمع کرے جو اس کی ماؤں نے اسے پلایا تھا تو وہ سمندر سے بھی گہرا ہوگا۔

اگرچہ فطرت بدھ پر آدمی میں موجود ہے مگر وہ دنیاوی ہوس کی آلودگیوں میں اس قدر دفن ہوتی ہے کہ ایک عرصے تک اس کا پتہ نہیں چلتا۔ یہی وجہ ہے کہ آزار اتنے عام ہیں اور قابل رحم زندگیوں کا آواگون جاری ہے۔

لیکن جس طرح لالچ، غصہ اور بے وقوفی سے مغلوب ہونے پر اعمال بد جمع ہو کر نئے جنم کا سامان کرتے ہیں اسی طرح بدھ کی تعلیمات کی تقلید سے بدی کا سرچشمہ بند ہوگا اور اس عالم آزار میں نئے جنم کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔

۲

آدمی کی فطرت

۱. انسان کی فطرت ایک گھنے جنگل کی طرح ہے جس کا کوئی راستہ نہیں ہے اور جس میں داخل ہونا مشکل ہے۔ اس کے مقابلے میں جانور کی فطرت کو سمجھنا آسان تر ہے۔ پھر بھی ہم انسان کی فطرت کو مجموعی طور پر چار نمایاں فرق کے لحاظ سے تقسیم کریں گے۔

پہلی قسم ان لوگوں کی ہے جو غلط تعلیمات کی وجہ سے ریاضت کر کے اپنے آپ کو تکلیف دیتے ہیں۔ دوسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو دوسروں کو تکلیف

دیتے ہیں۔ وہ جانداروں کو مارتے ہیں، چوری کرتے ہیں اور دوسرے برے اعمال کرتے ہیں۔ تیسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو اپنے آپ کو تکلیف دینے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی تکلیف دیتے ہیں۔ چوتھی قسم کے لوگ وہ ہیں جو خود کوئی تکلیف نہیں اٹھاتے اور دوسروں کو تکلیف سے بچاتے ہیں۔ چوتھی قسم کے لوگ وہ ہیں جو بدھ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے لالچ، غصے اور بے وقوفی سے دور رہتے ہیں۔ وہ قتل اور چوری کے بغیر شفقت اور دانائی کے ساتھ پر امن زندگی گزارتے ہیں۔

۲. پھر اس دنیا میں تین قسم کے لوگ ہیں۔ پہلی قسم کے لوگ چٹان پر کھدے ہوئے حروف کی مانند ہوتے ہیں۔ وہ کبھی کبھی غصے ہو جاتے ہیں اور ان کا غصہ دیر تک باقی رہتی ہے۔ دوسری قسم کے لوگ ریت پر لکھے گئے حروف کی مانند ہوتے ہیں۔ وہ بھی کبھی کبھی غصے ہو جاتے ہیں لیکن ریت پر لکھے گئے حروف کی طرح ان کا غصہ جلدی ختم ہو جاتا ہے۔ تیسری قسم کے لوگ پانی پر لکھے گئے حروف کی مانند ہوتے ہیں۔ وہ دوسروں کی گالیوں اور ناخوشگوار باتوں کی پرواہ نہیں کرتے ہیں۔ ان کا ذہن ہمیشہ پاکیزہ اور پرسکون ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ دیگر تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ پہلی قسم کے لوگ مغرور اور غصے ور ہوتے ہیں۔ وہ ہمیشہ غیر مطمئن رہتے ہیں اور ان کی فطرت آسانی سے سمجھی جاسکتی ہے۔ دوسری قسم کے لوگ باادب ہوتے ہیں اور ہمیشہ غور و فکر کرنے کے بعد عمل کرتے ہیں۔ ان کی فطرت سمجھنا مشکل ہے۔

تیسری قسم کے لوگ ہوسوں پر پوری طرح قابو پا لیتے ہیں۔ ان کی فطرت کو سمجھنا ناممکن ہے۔

اسی طرح مختلف طریقوں سے لوگوں میں درجہ بندی کرسکتے ہیں لیکن اصل میں انسان کی فطرت کو سمجھنا آسان نہیں ہوتا۔ صرف بدھ ہی ان کو سمجھتے ہیں اور مختلف تعلیمات کے ذریعے ان کی رہنمائی کرتے ہیں۔

۳

انسانی زندگی

۱. یہاں ایک حکایت ہے جس میں انسانی زندگی کی تصویر کشی کی جاتی ہے۔ ایک آدمی کسی دریا میں بہاو کی طرف کشتی چلا رہا تھا۔ کنارے پر کھڑے آدمی نے اسے خبردار کیا - ”دریا کے تیز دھارے میں اتنی سرمستی کے ساتھ کشتی نہ چلاؤ - آگے کٹی اتار ہیں اور گرداب بھی اور چٹانی غاروں میں مگرمچھ اور شیطان رہتے ہیں۔ اسی طرح چلاتے رہو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے۔“

اس حکایت میں ”تیز دھارا جنسی ہوس کی زندگی ہے“ سرمستی کے ساتھ کشتی چلانا ”اپنے بدن سے لگاؤ ہے۔“ آگے کے اتار ”غصہ اور تکلیف کی زندگی ہے۔“ گرداب ”خوشی ہے۔ مگرمچھ اور شیطان ”گناہ سے برباد ہونے والی زندگی ہے۔“ کنارے پر کھڑا ہوا آدمی ”بدھ ہیں۔“

اور ایک حکایت ہے۔ ایک آدمی جرم کر کے بھاگ رہا ہے - سپاہی اس کا پیچھا کر رہے ہیں۔ پھر اس کو راستے میں ایک پرانا کنواں ملتا ہے جس کے اندر کچھ بیلین لٹک رہی ہیں۔ وہ ایک بیل کے سہارے

کنویں کے اندر اتر کر چھپنے کا ارادہ کرتا ہے۔ نیچے اترتے وقت کنویں کی تہ میں زہریلے سانپ دکھائی دیتے ہیں۔ اس لیے وہ جان بچانے کے لیے بیل کے ساتھ لٹکے رہنے کا فیصلہ کرتا ہے۔ کچھ دیر بعد اس کے ہاتھ تھک جاتے ہیں اور وہ دیکھتا ہے کہ دو چوہے جن میں ایک سفید اور دوسرا کالا ہے، اس بیل کو کترنے لگتے ہیں۔

اگر بیل ٹوٹ جائے تو نیچے سانپوں کے بیچ گر جائے گا اور مر جائے گا۔ اچانک اس کی نظر اوپر جاتی ہے تو اسے ٹھیک اپنے منہ کے اوپر شہد کی مکھیوں کا ایک چھتا دیکھائی دیتا ہے جس میں سے تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد شہد کی میٹھی بوند ٹپکتی ہے۔ وہ آدمی اپنے سبھی خطرے بھول کر خوشی سے شہد کا مزہ لینے لگتا ہے۔

یہاں ”ایک آدمی“ وہ ہے جو تکلیف سہنے کے لیے پیدا ہوتا ہے اور اکیلے مر جاتا ہے۔ ”سپاہی“ اور ”زہریلا سانپ“ انسان کا اپنا بدن ہے جو ہوسوں کا معاذ ہوتا ہے۔ ”پرانے کنویں کی بیل“ تو انسان کی زندگی ہے۔ ”دو چوہے جن میں ایک سفید ہے اور دوسرا کالا“ دن، رات اور گزرنے والے سال کے معنی ہیں۔ ”شہد کی بوند“ جسمانی راحت ہے جو دور رواں کی تکلیف کو بھلا دیتی ہے۔

۲. یہاں ایک اور حکایت ہے۔ ایک راجا ایک ڈبے میں چار زہریلے سانپ رکھ کر اپنے نوکر کو وہ ڈبہ سنبھال کر رکھنے کے لیے دیتا ہے۔ وہ نوکر کو ان سانپوں کی اچھی طرح دیکھ بھال کرنے کا حکم دیتا ہے اور خبردار کرتا ہے کہ اگر ان سانپوں میں سے ایک کو بھی غصی آئے گا تو اس نوکر کو سزائے موت ملے گی۔ وہ نوکر ڈر کے مارے ڈبے کو پھینک کر

بھاگنے کا فیصلہ کرتا ہے۔
 راجہ اس کو پکڑنے کے لیے پانچ سپاہی بھیجتا ہے۔ پہلے وہ نوکر کو سلامتی سے واپس لے جانے کے لیے دوستانہ انداز سے اس کے پاس آتے ہیں۔ لیکن وہ نوکر ان پر اعتماد نہ کرتے ہوئے دوسرے گاؤں بھاگ جاتا ہے اور وہاں چھپنے کے لیے گھر ڈھونڈتا ہے۔
 اس وقت آسمان سے آواز آتی ہے کہ اس گاؤں میں کوئی محفوظ پناہ گاہ نہیں ہے۔ اور آج رات چھ ڈاکو اس پر حملہ کریں گے۔ وہ نوکر حیران ہو کر پھر بھاگتا ہے یہاں تک کہ ایک تیز دریا اس کا راستہ روکتا ہے۔ اس کو پار کرنا آسان نہیں ہے لیکن دریا کے اس کنارے کے خطرے کا خیال کر کے وہ ایک کشتی بنا کر اس دریا کو پارتا ہے۔ وہاں اس کو آخر کار تحفظ اور امن حاصل ہوتا ہے۔
 ”ڈپے کے اندر کے چار زہریلے سانپ“ تو یہی بدن ہے جو زمین، پانی، آگ اور ہوا کے چار اجزا سے بنتا ہے۔ یہ بدن ہوسوں کا سرچشمہ ہے اور ذہن کا دشمن ہے۔ اس لیے وہ نوکر بدن سے بھاگنے کی کوشش کرتا ہے۔

”دوستانہ انداز سے اس کے پاس آنے والے پانچ سپاہی“ تو پانچ اجزا ہیں جن سے یہ بدن اور ذہن بنتا ہے۔ یہ ہیئت، احساس، ادراک، ارادہ اور شعور ہیں۔

”چھپنے کے لیے گھر“ تو چھ احساسات ہیں اور ”چھ ڈاکو“ تو چھ احساسات کے چھ مقاصد ہیں۔ اسی طرح ان چھ احساسات میں خطرہ دیکھ کر وہ پھر بھاگتا ہے اور دنیاوی ہوسوں کے تیز دھارے کے کنارے پہنچتا ہے۔

پھر وہ بدھ کی تعلیمات کی کشتی بنا کر اس تیز

دھارے کو بحفاظت پار کرتا ہے اور اسے سکون ملتا ہے۔

۳. زندگی میں تین ایسے خطرناک مواقع ہیں جب نہ ماں بچے کو بچا سکتی ہے نہ بچہ ماں کو - آگ ، سیلاب اور چوری - لیکن ان تین خطرناک اور غم انگیز مواقع پر بھی کبھی ماں اور بچے کے لیے آپس میں مدد کرنے کا موقع ہوتا ہے -

لیکن تین ایسے مواقع ہیں جن میں نہ کبھی ماں بچے کو بچا سکتی ہے نہ بچہ ماں کو بچا سکتا ہے۔ یہ تین مواقع بڑھاپے کا ڈر ، بیماری کا ڈر اور موت کا ڈر ہیں -

جب ماں بوڑھی ہو جاتی ہے تو بچہ اس کی جگہ کیسے لے سکتا ہے ؟ جب بچہ بیمار ہو جاتا ہے تو ماں اس کی جگہ کیسے لے سکتی ہے ؟ جب آخری لمحہ نزدیک آ رہا ہے تو دونوں ایک دوسرے کی جگہ کیسے لے سکتے ہیں ؟ چاہے دونوں ایک دوسرے سے کتنی ہی محبت کرتے ہوں - ایسے مواقع پر ہرگز ایک دوسرے کی مدد نہیں کر سکتے ہیں -

۴. اس دنیا میں برے کام کر کے موت کے بعد دوزخ میں گرے ہوئے ایک گناہگار سے دوزخ کے راجا یم نے پوچھا - ” جب تم دنیا میں تھے اس وقت تین فرشتوں سے تمہاری ملاقات نہیں ہوئی ؟ ” جی نہیں مہاراج ، ایسے شخص سے میری ملاقات نہیں ہوئی - ” یم نے پوچھا - ” تو کیا تم نے ایسے بڑھے کو نہیں دیکھا جو کمر خمیدہ ہے اور لاٹھی کے سہارے چلتا ہے ؟ ” ” مہاراج ، ایسے بوڑھے شخص کو تو میں نے کئی بار دیکھا ہے۔ ” یم نے کہا - ” تمہیں اس لیے ایسی

سزا ملی کہ تم اس بڈھے میں فرشتے کو نہیں پہچان سکے جو تمہیں خبردار کرنے کے لیے بھیجا گیا کہ تمہیں بوڑھے ہو جانے سے پہلے جلدی سے نیک عمل کرنے چاہئیں۔"

یم نے اس سے پھر پوچھا - "کیا تم نے ایسے آدمی کو نہیں دیکھا جو غریب، بیمار اور بے کس ہو ؟ اس نے جواب دیا - "مہاراج، ایسے مریضوں کو تو میں نے کئی بار دیکھا ہے۔" یم نے اس سے کہا - "تم اس لیے یہاں آئے کہ مریضوں کی شکل میں بھیجے گئے فرشتے کی تنبیہ کی تم بھی بیمار ہونے والے ہو سمجھ نہیں سکے۔"

یم نے اس سے پھر پوچھا - "کیا تم نے ایسے آدمیوں کو نہیں دیکھا جو مر گئے ؟ اس نے جواب دیا - "مہاراج، مردوں کو میں نے کئی بار دیکھا ہے۔ یم نے کہا - "تمہیں اس لیے یہ سزا ملی کہ مرنے والوں کی شکل میں بھیجے گئے فرشتوں سے ملنے کے باوجود تم نے اپنی موت کے بارے میں نہیں سوچا اور نیکی بھی نہیں کی۔ جو کچھ تم نے خود کیا اس کی سزا تو تمہیں خود ہی ملے گی۔"

۵. کسا گوتمی ایک دولتمند آدمی کی بیوی تھی جو اپنے اکلوتے بچے کے مرنے کی وجہ سے پاگل ہو گئی۔ اس نے مردہ بچے کو گود میں لے لیا اور اپنے بچے کا علاج کرنے والے کی تلاش میں در در بھٹکتی رہی۔

کوئی بھی اس کے لیے کچھ نہیں کر سکا - لیکن آخر میں بدھ کے ایک پیرو نے اس کو بدھ کے پاس جانے کی ہدایت کی جو اس وقت جیتون میں رہتے تھے۔ وہ جلدی سے مردہ بچے کو لے کر بدھ کے پاس گئی۔

بدھ نے ہمدردی کے ساتھ اس کو دیکھا اور کہا۔ ”اس بچے کے علاج کے لیے مجھے کوکنار کے بیجوں کی ضرورت ہے۔ جاؤ اور جس گھر میں کوئی بھی مرا نہ ہو ایسے گھر سے کوکنار کے چار پانچ بیج مانگ کر لاؤ۔“

وہ پاگل عورت ایسے گھر کی تلاش میں نکل گئی جس میں کوئی مرا نہ ہو لیکن آخر ناکام اس کو بدھ کے پاس واپس آنا پڑا۔ اس نے بدھ کے پرسکون چہرے کو دیکھ کر پہلی بار ان کی باتوں کے معنی سمجھے۔ وہ بچے کی لاش کو لے گئی، اس کو دفن کیا اور پھر بدھ کے پاس واپس آ کر ان کی شاگرد ہو گئی۔

۲

انسانی زندگی کی حقیقت

۱. اس دنیا کے لوگ خود غرض اور بے رحم ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے یا احترام کرنے کا سلیقہ نہیں جانتے - وہ معمولی سی باتوں پر بحث کرتے ہیں اور لڑتے ہیں جس سے ان کو خود ہی نقصان اور تکلیف پہنچتی ہے۔ زندگی مصیبتوں کی ایک اداس گردش ہے۔

لوگ چاہے دولتمند ہوں یا غریب وہ پیسے کے بارے میں پریشان ہوتے رہتے ہیں۔ غریب افلاس سے اذیت پاتا ہے امیر دولت سے۔ چونکہ ان کی زندگی لالچ کے قابو میں ہے اس لیے وہ کبھی مطمئن نہیں ہوتے اور ہمیشہ بے چین رہتے ہیں۔

دولتمند آدمی زمین یا گھر یا دوسری جائداد کی فکر کرتا رہتا ہے۔ وہ فکر کرتا رہتا ہے کہ اس پر کوئی آفت نہ آ پڑے، اس کا گھر جل نہ جائے، گھر میں چور گھس نہ آئیں۔ پھر وہ موت اور موت کے بعد اپنی دولت کے فیصلے کے بارے میں فکر کرتا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ موت کا سفر اسے اکیلے کرنا ہے اور کوئی بھی اس کا ساتھ نہیں دیتا ہے۔

غریب آدمی کو ہمیشہ کمی کے احساس سے تکلیف ہوتی رہتی ہے اور اس سے بے انتہا ہوسیں پیدا ہوتی ہیں۔ مثلاً گھر پانے کی ہوس یا زمین پانے کی ہوس۔ لالچ سے جلتا ہوا وہ اپنے بدن اور ذہن کو تھکا دیتا ہے اور ادھیڑ عمر میں ہی مر جاتا ہے۔

اس کو ساری دنیا دشمن کی طرح دکھائی دیتی ہے اسے ایسا لگتا ہے کہ موت کا سفر اسے اکیلے کرنا ہے اور اس لمحے سفر میں اس کے ہمراہ کوئی نہیں ہوتا ہے۔

۲. پھر اس دنیا میں پانچ قسم کے گناہ ہیں۔ پہلا ظلم و ستم ہے۔ انسان سے لے کر زمین پر رینگنے والے کیڑے تک سبھی ایک دوسرے پر قابو پانے کی کوشش

کرتے ہیں۔ طاقتور کمزوروں پر حملہ کرتے ہیں، کمزور طاقتوروں کو دھوکا دیتے ہیں۔ ہر جگہ لڑائی اور ظلم و ستم ہوتے رہتے ہیں۔

دوسرے، باپ اور بیٹے کے درمیان، بڑے بھائی اور چھوٹے بھائی کے درمیان، شوہر اور بیوی کے درمیان، رشتہ داروں کے درمیان واضح تمیز مفقود ہے۔ ہر موقع پر ہر ایک اپنے آپ کو سب سے اونچا کرنے اور دوسروں کو نقصان پہنچانے کی خواہش کرتا ہے۔ وہ ایک دوسرے کو دھوکا دیتے ہیں اور ان میں خلوص نہیں ہوتا ہے۔

تیسرے، مرد اور عورت کے درمیان برتاؤ کے لحاظ سے واضح تمیز مفقود ہے۔ ہر ایک کو کبھی کبھی ناپاک اور شہوت انگیز خیالات اور ہوسیں آتی ہیں اور قابل اعتراض اعمال کرتے ہیں اسی وجہ سے اکثر لڑائی جھگڑے اٹھ جاتے ہیں اور نا انصافی اور شرارت ہوتی ہے۔

چوتھے، لوگوں میں ایسا رجحان ہے کہ وہ دوسروں کے حقوق کا احترام نہیں کرتے اور دوسروں کی قیمت پر اپنی اہمیت بڑھاتے ہیں۔ وہ برے اعمال کی مثالیں قائم کرتے ہیں اور آپس میں دھوکے بازی کرتے ہیں بدگوئی اور گالی گلوچ کرتے ہیں۔

پانچویں، لوگوں میں دوسروں سے متعلق اپنے فرائض کو نظر انداز کرنے کا رجحان ہے۔ وہ حد سے زیادہ اپنے عیش و عشرت اور خواہشوں کا خیال کرتے ہیں۔ وہ اپنے ساتھ کی گئی مہربانیاں بھول جاتے ہیں اور دوسروں کو ناراض کر کے خوفناک جرم کرنے لگتے ہیں۔

۳. لوگوں کو ایک دوسرے کے ساتھ اور زیادہ ہمدردی کرنی چاہیے۔ ان کو ایک دوسرے کی عزت

کرنی چاہیے اور مشکلات میں ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیے۔ لیکن اس کے برعکس وہ خود غرض اور سنگ دل ہوتے ہیں وہ تھوڑے سے سود و زیان کے لیے آپس میں نفرت کرتے ہیں اور لڑتے جھگڑتے ہیں۔ اور وہ یہ نہیں جانتے ہیں کہ تھوڑی سی نفرت بھی وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑی ہو کر ناقابل برداشت حد تک پہنچ جاتی ہے۔

نفرت کے یہ جذبات جلدی سے تو تشدد کی صورت اختیار نہیں کرتے لیکن وہ زندگی کو دشمنی اور غصے کے جذبات سے زہر آلود کرتے ہیں۔ یہ نقش ان کے ذہن پر اتنے گہرے ہوتے کہ وہ ان کے نشان، آواگون کی گردش میں اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ واقعی آدمی ہوسوں کی اس دنیا میں تنہا پیدا ہوتا اور تنہا مر جاتا ہے۔ ایسا کوئی بھی شخص نہیں جو موت کے بعد کی زندگی میں اس کی سزا میں حصہ بٹائے۔

سبب اور اثر کا یہ قانون کائناتی ہے۔ ہر آدمی کو اپنے گناہ کا بوجھ خود لے کر اس کی سزا کا بار اٹھانا پڑتا ہے۔ اور اثر کا یہ قانون نیکیوں پر اختیار کرتا ہے۔ ہمدردی اور مہربانی کی زندگی کا نتیجہ خوش قسمتی اور مسرت ہوتا ہے۔

۴. وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگ یہ دیکھتے ہیں کہ وہ کتنی مضبوطی سے لالچ، عادات اور دکھ میں بندھے ہوئے ہیں اور وہ بہت رنجیدہ اور مایوس ہوجاتے ہیں۔ اپنی مایوسی میں وہ اکثر دوسروں کے ساتھ لڑتے جھگڑتے ہیں اور گناہ میں گہرے ڈوب کر درست راستے پر چلنے کی کوشش چھوڑتے ہیں۔ اکثر وہ بے وقت اپنی شرانگیزی کے دوران مر جاتے ہیں اور

ان کو ہمیشہ کے لیے دکھ اٹھاتے رہنا پڑتا ہے۔
بدقسمتی اور تکالیف کی وجہ سے مایوسی کا
شکار ہونا سب سے زیادہ غیر فطری اور زمین اور
آسمان کے قانون کے خلاف ہے۔ اس لیے آدمی کو اس دنیا
اور اس دنیا دونوں میں دکھ بھرنا پڑے گا۔

یہ حقیقت ہے کہ اس زندگی میں سبھی
چیزیں عارضی ہیں اور بے یقینی سے پر ہیں۔ لیکن
یہ نہایت افسوسناک بات ہے کہ آدمی اس حقیقت
کو نظر انداز کر کے اپنے لطف کی تلاش اور اپنی
خواہشوں کو پورا کرنے میں مگن رہتا ہے۔

۵. اس عالم آزار میں خود غرضی اور انانیت کے
ساتھ عمل کرنا لوگوں کے لیے فطری ہے اور اسکی وجہ
سے آزار و الم کا پیچھے لگنا بھی یکساں طور پر
فطری ہے۔

لوگ اپنی طرفداری کرتے ہیں اور دوسروں کو
نظر انداز کرتے ہیں۔ لوگ اپنی خواہشوں کو لالچ،
ہوس اور بدی کا ہر انداز اختیار کرنے دیتے ہیں۔ اسی
وجہ سے ان کو بے حد دکھ اٹھانا پڑتا ہے۔

عیش و عشرت کا وقت دیر تک قائم نہیں رہتا
بلکہ تیزی سے گزر جاتا ہے۔ اس دنیا میں کسی چیز
کا لطف ہمیشہ نہیں اٹھایا جاسکتا ہے۔

۶. لہذا لوگوں کو اپنی جوانی اور صحت مندی کے
وقت اپنی لالچ اور دنیاوی معاملوں سے لگاؤ کو ترک

کرنا چاہیے اور دل لگا کر حقیقی نروان کی تلاش کرنی چاہیے۔ کیونکہ نروان کے بغیر کونسا اعتبار اور خوشی دیرپا ہوسکتی ہے۔

لیکن اکثر لوگ اسباب اور اثرات کے اس قانون کو نہیں مانتے یا نظر انداز کرتے ہیں وہ یہ بھی نہیں مانتے ہیں کہ آدمی کا اس زندگی کے اعمال آئندہ زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں اور وہ دوسروں کو اپنے گناہوں کی سزا و جزا میں ملوث کرتے ہیں۔ وہ اپنی تکالیف پر غم کرتے اور روتے ہیں۔ انہیں اپنی آئندہ زندگیوں پر اپنے حالیہ اعمال کی اہمیت اور اپنی موجودہ تکالیف سے گزشتہ زندگیوں کے اعمال کے تعلق کے بارے میں مکمل غلط فہمی ہوتی ہے۔

اس دنیا میں ایسی کوئی چیز نہیں جو لافانی یا مستقل ہو۔ سبھی چیزیں بدلتی رہتی ہیں ، عارضی ہیں اور بے اعتبار ہیں۔ لیکن لوگ جاہل اور خود غرض ہیں اور وقتی خواہشیں اور دکھ کی فکر میں مبتلا رہتے ہیں۔ وہ نہ اچھی تعلیمات سنتے ہیں نہ ان کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو صرف حالیہ فائدے، دولت اور جنسی ہوس کے لیے وقف کرتے ہیں۔

۷. نامعلوم زمانے سے بے شمار لوگ دھوکے اور دکھ کی اس دنیا میں پیدا ہوئے ہیں اور پیدا ہو رہے ہیں۔ لیکن یہ خوش قسمتی ہے کہ دنیا بدھ کی تعلیمات

سآگاہ ہو گئی اور لوگ ان پر یقین کر سکتے ہیں
اور ان کی مدد لے سکتے ہیں۔

لہذا لوگوں کو دھیان کرنا چاہیے ، اپنے ذہن کو
پاکیزہ رکھنا اور اپنے بدن کو اچھا رکھنا چاہیے ، لالچ
اور برائی سے دور رہنا چاہیے اور نیکی کی تلاش
کرنی چاہیے۔

یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اب بدھ کی
تعلیمات آچکی ہیں۔ ہمیں ان پر یقین کرنے اور بدھ
کی پاکیزہ سرزمین میں پیدا ہونے کی کوشش کرنی
چاہیے۔ بدھ کی تعلیمات کو جانتے ہوئے دوسروں کا
پیچھا کر کے ہوس یا گناہ میں مبتلا نہیں ہونا
چاہیے۔ اور بدھ کی تعلیمات کو نہ صرف اپنانا چاہیے
بلکہ ان کو عملی جامہ پہنانا اور دوسروں تک
پہنچانا چاہیے۔

باب پنجم

بدھ کی دست گیری

۱

امتابھ بدھ کے وعدے

۱. جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے لوگوں کے لیے دنیاوی ہوسوں کو ترک کرنا مشکل ہے اور وہ گناہ پر گناہ کرتے رہتے ہیں اور اپنے ناقابل برداشت اعمال کا بوجھ اٹھائے پھرتے ہیں - اپنی عقل اور طاقت سے وہ اپنی لالچ اور نفس پرستی کی عمارت کو ترک نہیں کر سکتے ہیں - اگر وہ دنیاوی ہوس پر قابو پانے یا اسے ختم کرنے کے اہل نہیں تو وہ صفت بدھ کی سچی فطرت کو سمجھنے کی کیسے توقع کر سکتے ہیں ؟

بدھ ، جو انسانی فطرت سے مکمل طور پر واقف تھے ، انہیں لوگوں سے زبردست ہمدردی تھی انہوں نے لوگوں کو خوف اور دکھوں سے چھٹکارا دلانے کے لیے ہر ممکن کوشش کرنے کا عہد کیا تھا - چاہے وہ خود ان کے لیے بڑی مصیبت کا باعث کیوں نہ ہو - اس امداد کو جاری کرنے کے لیے انہوں نے اپنے آپ کو نامعلوم ماضی میں بودھی ستو کی حیثیت سے ظاہر کیا اور مندرجہ ذیل دس عہد کیے -

۱. " اگرچہ مجھے صفت بدھ مل گئی ہے لیکن میں اس وقت تک کامل نہیں ہوں گا جب تک یہ یقینی نہ ہو جائے کہ میری سرزمین میں پیدا ہونے والے سبھی لوگ صفت بدھ میں داخل ہوں گے اور نروان حاصل کریں گے -

ب " اگرچہ مجھے صفت بدھ مل گئی ہے لیکن میں اس وقت تک کامل نہیں ہوں گا جب تک کہ یقین کی روشنی ساری دنیا میں نہ پہنچے۔ "

ج " اگرچہ مجھے صفت بدھ مل گئی ہے لیکن میں اس وقت تک کامل نہیں ہوں گا جب تک کہ میری عمر جاودان نہ ہو اور بے شمار لوگوں کو تحفظ نہ دے۔ "

د " اگرچہ مجھے صفت بدھ مل گئی ہے لیکن میں اس وقت تک کامل نہیں ہوں گا جب تک کہ دس سمتوں کے سبھی بدھ متحد ہو کر میرے گن نہ گائیں۔ "

ہ " اگرچہ مجھے صفت بدھ مل گئی ہے لیکن میں اس وقت تک کامل نہیں ہوں گا جب تک کہ مخلص عقیدہ رکھنے والے لوگ میری سرزمین میں دوسرا جنم لینے کی خاطر مخلص عقیدے کے ساتھ دس بار میرا نام لینے سے دوسرا جنم نہ لیں۔ "

و " اگرچہ مجھے صفت بدھ مل گئی ہے لیکن میں اس وقت تک کامل نہیں ہوں گا جب تک کہ دس سمتوں کے سبھی لوگ نروان حاصل کرنے کا عزم نہ کریں ، نیکیاں نہ کریں ، صدق دل سے میری سرزمین میں جنم لینے کی خواہش نہ کریں - اس طرح ان کی موت کے وقت میں عظیم بودھی ستوؤں کے ساتھ اپنی پاکیزہ سرزمین پر ان کے استقبال کے لیے ظہور میں آؤں گا۔ "

ز " اگرچہ مجھے صفت بدھ مل گئی ہے لیکن میں اس وقت تک کامل نہیں ہوں گا جب تک کہ دس سمتوں کے سبھی لوگ میرا نام سن کر میری سرزمین کا خیال نہ کریں اور وہاں جنم لینے کی خواہش نہ کریں ، صدق دل سے نیکیوں کے بیج نہ بوئیں اور اس طرح وہ اپنے دل کی تمام خواہشیں پوری کرنے کے

اہل ہوں۔

ح "اگرچہ مجھے صفت بدھ مل گئی ہے لیکن میں اس وقت تک کامل نہیں ہوں گا جب تک کہ میری سرزمین میں جنم لینے والے سبھی لوگ یقینی طور پر نروان حاصل نہ کریں تاکہ وہ نروان اور عظیم دردمندی کی تربیت کے لیے دوسرے بہت سے لوگوں کی رہنمائی کریں۔"

ط "اگرچہ مجھے صفت بدھ مل گئی ہے لیکن میں اس وقت تک کامل نہیں ہوں گا جب تک کہ ساری دنیا کے لوگ میری دردمندی کی روح کے زیر اثر نہ آجائیں۔ جو ان کے ذہنوں اور بدن کو پاک کرے گی اور ان کو دنیا کی چیزوں سے بالاتر بنائے گی۔"

ی "اگرچہ مجھے صفت بدھ مل گئی ہے لیکن میں اس وقت تک کامل نہیں ہوں گا جب تک کہ دس سمتوں کے سبھی لوگ میرا نام سن کر زیست اور موت کے بارے میں صحیح تصور نہ باندھیں اور کامل حکمت حاصل نہ کریں جو ان کو دنیاوی لالچ اور دکھ میں سے پاکیزہ اور پر سکون رکھے گی۔"

"اب میں اس طرح یہ وعدہ کرتا ہوں۔ جب تک یہ وعدے پورے نہ ہو جائیں تب تک میں کامل نہیں ہوں گا۔ میں لامحدود نور کا سرچشمی بنوں گا، اپنی حکمت اور اوصاف کے خزانے کا دروازہ کھول کر لوگوں کو عطا کروں گا اور سبھی سر زمینوں کو منور کر کے دکھ اٹھانے والے تمام لوگوں کو نجات دلاؤں گا۔"

۲. اس طرح وہ مدتوں بے شمار خیر جمع کرتا رہا اور امتابھ یا لامحدود نور اور بے کنار زندگی کے بدھ

ہوگیا۔ اور اپنی پاکیزہ سرزمین بدھ کی تکمیل کی جہاں اب وہ امن کی دنیا میں رہتا ہے اور تمام لوگوں کو روشنی بخشتا ہے۔

یہ پاکیزہ سرزمین، جہاں کوئی بھی دکھ نہیں ہوتا، امن اور نروان کی مسرتوں سے بھری ہوئی ہے۔ لباس، خوراک اور سبھی حسین چیزیں وہاں کے رہنے والوں کی خواہش کے مطابق میسر ہوتی ہیں۔ جب نسیم نرم رو جوہرات سے لدے ہوئے درختوں سے گزرتی ہے تو تعلیمات کی موسیقی چاروں طرف بھر جاتی ہے اور سننے والوں کے ذہنوں کو صاف کرتی ہے۔

پھر اس پاکیزہ سرزمین میں کنول کے رنگ برنگ اور خوشبودار پھول کھلتے ہیں اور ہر پھول کی بیش بہا پنکھڑیاں ہوتی ہیں اور ہر پنکھڑی ناقابل بیان خوبصورتی کے ساتھ چمکتی ہے۔ ان پنکھڑیوں کی ہر کرن دانش کے راستے کو منور کرتی ہے اور جو لوگ مقدس تعلیم کی موسیقی سنتے ہیں وہ کامل امن میں داخل ہوتے ہیں۔

۳. اب دس سمتوں کے سبھی بدھ اس لامحدود نور اور بے کنار زندگی کے بدھ کے گن گا رہے ہیں۔

جو بھی آدمی اس بدھ کا نام سن کر اس کی بڑائی کرے اور خوشی کے ساتھ اس کو قبول کرے تو اس کا ذہن اور بدھ کا ذہن ایک ہو جائے گا اور وہ بدھ کی پاکیزہ سر زمین میں جنم لے گا۔

جو لوگ بدھ کی پاکیزہ سرزمین میں جنم لیتے ہیں وہ بدھ کی لانتھا زندگی کے حصہ دار بن جاتے ہیں - ان کے دل فوراً مصیبت زدگان کے ساتھ ہمدردی کے جذبے سے بھر جاتے ہیں اور بدھ کے نجات کے طریقے کو ظاہر کرنے میں مصروف ہو جاتے ہیں -

ان وعدوں کی روح کے وسیلے وہ تمام دنیاوی ہوسوں کو ترک کرتے ہیں اور اس دنیا کی بے ثباتی سمجھ جاتے ہیں اور وہ تمام ذہنیات کی نجات کے لیے اپنے اوصاف کو وقف کر دیتے ہیں - وہ اپنی زندگیوں کو دوسروں کے دھوکے اور آزار کے ساتھ وابستہ کرتے ہیں - مگر ساتھ ہی ساتھ وہ ان کو دنیاوی زندگی کی وابستگیوں اور بندھنوں سے آزادی دلاتے ہیں -

لوگ دنیاوی زندگی کی مشکلات جانتے ہیں لیکن ساتھ ہی وہ بدھ کی دردمندی کے لامحدود امکانات سے واقف ہیں - وہ اپنی مرضی سے آزادی کے ساتھ جا سکتے ہیں یا آسکتے ہیں ، آگے قدم بڑھا سکتے ہیں یا رک سکتے ہیں - لیکن وہ ان لوگوں کے ساتھ رہنے کا فیصلہ کرتے ہیں جن تک بدھ نے اپنی دردمندی کی صفت پہنچائی -

لہذا اگر ایک آدمی اس امتابھ بدھ کا نام سن کر حوصلہ پائے اور کامل عقیدت کے ساتھ اس کا نام لے تو وہ بدھ کی درد مندی میں حصہ بٹائے گا - اس لیے تمام لوگوں کو بدھ کی تعلیمات کو سننا اور اس پر عمل کرنا چاہیے خواہ وہ انہیں دوبارہ ان شعلوں کی طرف لے جاتی ہوئی معلوم ہو جو اس حیات و موت کی دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے ہیں -

اگر لوگ سنجیدگی اور خلوص سے نروان حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ان کو اس بدھ کی طاقت پر اعتماد رکھنا چاہیے۔ بدھ کی حمایت کے بغیر اعلیٰ ترین فطرت بدھ کا حصول عام انسان کے بس کی بات نہیں ہوتی۔

۴. امتابھ بدھ کسی سے دور نہیں۔ اس کی پاکیزہ سرزمین کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ دور کہیں مغرب میں واقع ہے لیکن وہ ان کے ذہنوں میں بھی موجود ہے جو سرگرمی سے اس کے ساتھ رہنے کی خواہش کرتے ہیں۔

اگر ذہن میں اس امتابھ بدھ کا تصور کیا جائے تو وہ سونے کی آب و تاب میں چمک رہا ہے اور اس کی چوراسی ہزار شکلیں یا خد و خال ہیں۔ ہر ایک شکل یا خد و خال میں چوراسی ہزار انوار کی کرنیں ہیں اور یہ کرنیں بدھ کا نام لینے والے آدمی کو تاریکی میں نہیں چھوڑتی ہیں اور اس کو اپنے حصار میں لے لیتی ہیں۔ اس طرح یہ بدھ اپنی پیش کی ہوئی نجات سے فائدہ اٹھانے کے لیے لوگوں کی مدد کرتا ہے۔

بدھ کی شکل کو دیکھنے سے آدمی بدھ کا ذہن دیکھ پاتا ہے۔ بدھ کا ذہن خود عظیم درد مندی ہے اور وہ نہ صرف عقیدہ رکھنے والوں کو نجات دیتا ہے بلکہ ایسے لوگوں کو بھی نجات دیتا ہے جو بدھ کی درد مندی کو نہیں جانتے ہوں یا بھول گئے ہوں۔

جو لوگ بدھ پر یقین رکھتے ہیں وہ ان کو اپنے ساتھ ایک ہونے کا موقع دیتا ہے۔ چونکہ یہ بدھ ایک ایسا بدن ہے جس میں سب کا مساوی طور پر شامل ہے اس لیے جو بدھ کے بارے میں سوچتا ہے بدھ اس کے بارے میں سوچتا ہے اور آزادانی طور پر وہ

ہر آدمی کے ذہن میں داخل ہو جاتا ہے ۔

اسی لیے جب ایک آدمی بدھ پر دھیان دیتا ہے تو اس کا ذہن بدھ کا ذہن بن جاتا ہے جو مکمل طور پر پاکیزہ ، مسرور اور پر امن ہوتا ہے ۔ دوسرے الفاظ میں اس کا ذہن بدھ کا ذہن بن جاتا ہے ۔

لہذا جو لوگ پاکیزہ اور پر خلوص عقیدہ رکھتے ہیں ان کو چاہیے کہ اپنے ذہن کو بدھ کا ذہن تصور کریں ۔

۵۔ امتابھ بدھ کی تغیر پیئت اور آواگون کی بہت سی صورتیں ہیں اور ہر آدمی کی صلاحیت کے مطابق وہ اپنے آپ کو بہت سے طریقوں سے ظاہر کر سکتا ہے۔

وہ اس دنیا میں بھرا ہوا ہے ، لامحدود ہے اور انسان کی سوچ سے کہیں بالاتر ہے ۔ کبھی وہ فطرت کی بے پناہی ، کبھی پیئتوں ، کبھی توانائی ، کبھی ذہن کے پہلوؤں اور کبھی شخصیت کی صورت میں خود کو ظاہر کرتا ہے ۔

لیکن بدھ یقین کے ساتھ اپنا نام لینے والے کے سامنے کسی نہ کسی انداز میں یقینی طور پر ظاہر ہوتے ہیں ۔ امتابھ بدھ ہمیشہ دو بودھی ستو ، او لوکتیسور ، درد مندی کا بودھی ستو اور مہا ستھام پرپت ، حکمت کا بودھی ستو ، کے ساتھ ظہور میں آتا ہے ۔ بدھ کے مظاہر سے ساری دنیا بھری ہوئی ہے

لیکن عقیدہ رکھنے والا ہی ان کو دیکھ پاتا ہے ۔

جو لوگ بدھ کے عارضی ظہور کو دیکھ سکتے ہیں انہیں دائمی تسکین اور مسرت حاصل ہوتی ہے ۔ مزید برآں جو لوگ حقیقی بدھ کو دیکھ سکتے ہیں انہیں خوشی اور امن کی بے شمار خوش نصیبیاں حاصل ہوتی ہیں ۔

۶۔ چونکہ بدھ کا ذہن اپنی بے کنار محبت اور حکمت کی وجہ سے خود درد مندی ہوتا ہے اس لیے وہ سب کو بچا سکتے ہیں ۔

جو لوگ جہالت کی وجہ سے خوفناک جرم کرتے ہیں ، جن کے ذہن لالچ ، غصہ اور بے وقوفی سے بھرے ہوئے ہیں ، جو جھوٹ بولتے ہیں ، گپیں مارتے ہیں ، دوسروں کی برائی کرتے ہیں اور دھوکا دیتے ہیں ، جو قتل کرتے ہیں ، چوری کرتے ہیں اور زناکاری کرتے ہیں ، جن کی بد اعمالی کی زندگی ختم کے قریب ہے ۔ طویل ادوار کی سزاؤں کا مقدر ہیں ۔ زندگی کے آخری لمحے میں اچھا دوست ان کے پاس آ کر ہدایت دیتا ہے ۔ ” اب آپ موت کا سامنا کر رہے ہیں ، آپ اپنی گناہ گار زندگی کا داغ مٹا نہیں سکتے لیکن آپ اس لامحدود نور کے بدھ کا نام لے کر اس کی درد مندی کی پناہ میں آ سکتے ہیں۔“ اگر یہ بدمعاش اپنے ذہن کی یکسوئی کے ساتھ امتابھ بدھ کا نام لیں تو سارے گناہ جن کی وجہ سے دنیائے بد ان کا مقدر بنی تھی دھوئے جاتے ہیں ۔ صرف مقدس نام کے دہرانے سے یہ ہو سکتا ہے تو اگر کوئی اس بدھ کی طرف دھیان لگائے تو وہ کیا نہیں حاصل کر سکتا ہے ۔

وہ لوگ جو اس طرح اپنی زندگی کے خاتمے کے وقت یہ مقدس نام پڑھتے ہیں وہ امتابھ بدھ اور درد مندی اور دانش بودھی ستوؤں سے ملیں گے - اور اس کی رہنمائی میں سرزمین بدھ کو جائیں گے جہاں وہ سفید کنول کی تمام پاکیزگی کے ساتھ پیدا ہوں گے -

اس لیے ہر ایک کو " نامو - آمدہ - بتسو " کے الفاظ ذہن میں رکھنے چاہئیں - یا لامحدود نور اور بے کنار زندگی کے بدھ پر صدق دل سے بھروسہ کرنا چاہیے -

۲

امتابھ بدھ کی پاکیزہ سرزمین

لامحدود روشنی اور بے کنار زندگی کا یہ بدھ ہمیشہ زندہ رہتا ہے اور اپنے سچ کی روشنی پھیلاتا رہتا ہے۔ اس کی پاکیزہ سرزمین کے لوگ دکھ اور تاریکی کو نہیں جانتے ہیں اور خوشی کے دن ہی گزارتے ہیں۔ اس لیے اس سرزمین کو سرزمین روحانی مسرت کہتے ہیں۔

اس سرزمین کے بیچ میں ایک جھیل ہے جس میں پاک، تازہ اور چمکتا پانی بھرا ہوا ہے اور اس کی موجیں زریں ریگ سے بنے ہوئے ساحلوں کو اپنی آغوش میں لیتی ہیں۔ جگہ جگہ رتھ کے پہیے کے برابر کنول کے بڑے پھول کھلے ہیں۔ کنول کے ان پھولوں میں نیلے سے نیلے، زرد سے زرد، سرخ سے سرخ اور سفید سے سفید رنگ کا نور چمک رہا ہے اور ان کی خوشبو فضا میں بھری ہوئی ہے۔

بدھ کی دست گیری

اور اس جھیل کے ارد گرد جگہ جگہ پر سونے، چاندی، لاجورد اور بلور سے سجے ہوئے محل ہیں جن میں پانی کے کنارے کی طرف سنگ مرمر کی سیڑھیاں ہیں۔ دوسری جگہوں پر پانی کے اوپر معلق کنگورے ہیں جن پر بیش بہا جواہر سے سجے ہوئے پردے پڑے ہیں۔ اور ان کے درمیان خوشبودار درخت اور پھولوں سے بھرے ہوئے جھنڈ ہیں۔

زمین خوبصورتی سے چمکتی ہے اور فضا میں الوہی نغمے گونج رہے ہیں۔ دن اور رات میں چھ مرتبہ فلک سے نازک پنکھڑیاں گرتی ہیں اور لوگ ان کو گلدان میں رکھ کے دوسرے بدھ کی سرزمینوں تک لے جاتے ہیں اور بے شمار بدھوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

۲. اس حیرت انگیز سرزمین میں سفید سارس، راج ہنس، مور، طوط، جنت کے استوائی پرندے اور چھوٹی چھوٹی چڑیوں کے ٹولے نرمی سے گانا گاتے ہیں۔ بدھ کی پاکیزہ سرزمین میں یہ پرندے بدھ کی تعلیمات بیان کرتے اور اس کے گن گاتے ہیں۔

جو بھی لوگ ان آوازوں کی موسیقی سنتے ہیں انہیں بدھ کی آواز سنائی دیتی ہے اور وہ بدھ پر یقین، خوشی، امن اور ہر ملک میں بدھ کی تعلیمات کے ماننے والوں کے ساتھ اخوت کو تازہ کرتے ہیں۔

جب نسیم ہلکے ہلکے جواہر سے لدے ہوئے درختوں میں سے گزر کر محلوں کے معطر پردوں کو ہلاتی ہے تو موسیقی کی لطیف لہریں پیدا ہوتی ہیں۔ جولوگ اس آسمانی موسیقی کی نرم بازگشت سنتے ہیں وہ بدھ، دھرم (تعلیم) اور سنگھ (اخوت) کا خیال کرنے لگتے ہیں۔ یہ تمام اعلیٰ صفات صرف اس پاکیزہ زمین کی عکاسی ہیں۔

۳. اس سرزمین کا بدھ کیوں امتابھ یعنی لامحدود نور اور بے کنار زندگی رکھنے والا بدھ کہلاتا ہے؟ یہ اس لیے ہے کہ کیونکہ اس کے سچ کی چمک بلا روک سرزمین بدھ کے آخری کناروں اور اس کے محور کی حدود تک اپنی روشنی پھیلاتی ہے۔ کیونکہ اس کی زندہ درمندی کی قوت بے شمار زندگیوں اور ان گنت صدیوں سے گزر کر بھی کبھی ختم نہیں ہوتی ہے۔

۴. یہ اس لیے ہے کہ جو لوگ اس کی پاکیزہ سرزمین میں پیدا ہوتے ہیں اور کامل نروان حاصل کرتے ہیں ان کی تعداد بے شمار ہے اور وہ دھوکے اور موت کی دنیا میں ہرگز دوبارہ واپس نہیں آتے۔

یہ اس لیے ہے کہ اس بدھ کے نور کے سبب تازہ زندگی سے آگاہ ہونے والوں کی تعداد بے شمار ہے۔

اس لیے اگر آدمی صرف اس بدھ کے نام کو اپنے ذہن میں رکھے اور ایک دن یا ایک ہفتے کے لیے اپنے ذہن کو مرتکز کر کے کامل عقیدے کے ساتھ امتابھ بدھ کے نام کا ورد کرے تو اس کی زندگی کے آخری وقت

بدھ کی دست گیری

وہ بدھ بہت سے مقدس لوگوں کے ساتھ اس کے سامنے آتا
ہے اور وہ آدمی کسی جھجھک کے بغیر بدھ کی
پاکیزہ سرزمین میں پیدا ہوگا۔

اگر کوئی آدمی امتابھ بدھ کانام سنے اور اس
کی تعلیمات پر یقین لائے تو وہ سب سے اعلیٰ کامل
نروان حاصل کر سکتا ہے۔

عملی راسته

باب اول

نروان کا راستہ

۱ تزکیۂ نفس

۱. انسان کے اوہام اور آزار کا سرچشمہ دنیاوی ہوسیں ہیں۔ ان دنیاوی ہوسوں کی بندش سے نجات پانے کے لیے پانچ طریقے ہوتے ہیں۔

پہلا طریقہ ہے، درست نقطہ نظر سے چیزوں کو دیکھ کر ان اسباب اور کیفیات کو اچھی طرح سمجھنا۔ چونکہ تمام اذیتوں کا ماخذ دنیاوی ہوس و وابستگی ہے اور چونکہ ہوس و وابستگی کا تعلق غلط مشاہدے سے ہے اور غلط مشاہدہ انانیت کی وجہ سے ہوتا ہے جس کی وجہ سے اسباب اور کیفیات کے اصول کی اہمیت کو نظر انداز کرنے کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ اس غلط نقطہ نظر پر اصرار کرتے ہوئے دنیاوی ہوسیں پیدا ہو جاتی ہیں اور اس سے اوہام اور اذیتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس لیے یہ ٹھیک سے سمجھنا چاہیے کہ دنیاوی ہوسوں کے مٹ جانے سے ایسی حالت مل سکتی ہے جس میں کوئی اذیت نہ ہو۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ضبط ذہن سے آرزوؤں پر قابو پا کر دنیاوی ہوسوں کو ختم کرنا۔ اس طرح ذہن پر اثر آفرین قابو پانے سے آنکھ، کان، ناک، زبان، بدن اور ذہن میں پیدا ہونے والی آرزوؤں کو دبا کر دنیاوی ہوسوں کو پیدا کرنے والی جڑ کو کاٹ

دانا ہے۔

تیسرا طریقہ چیزوں کو صحیح طور پر استعمال کرنے کا خیال رکھنا ہے۔ کپڑے پہنتے یا کھانا کھاتے وقت ایسا خیال نہیں کرنا چاہیے کہ یہ تفریح کے لیے ہے۔ کپڑے تو گرمی یا سردی سے بچنے کے لیے اور شرم چھپانے کے لیے ہوتے ہیں اور کھانا تو بدن پالنے کے لیے ہوتا ہے جو نروان اور صفت بدھ کے حصول کی مشق کرتا ہے۔ اس درست خیال سے دنیاوی ہوسیں پیدا نہیں ہو سکتیں۔

چوتھا طریقہ تحمل پیدا کرنا ہے۔ گرمی، سردی، بھوک، پیاس، دوسروں کی گالیاں اور توہین برداشت کرنے سے بدن کو جلانے والی دنیاوی ہوسوں کی آگ بجھ جاتی ہے۔

پانچواں طریقہ خطرات کو دیکھنا اور ان سے گریز کرنا ہے۔ جس طرح عقلمند آدمی جنگلی گھوڑوں یا پاگل کتوں سے دور رہتا ہے اس طرح لوگوں کو نہ تو برے آدمیوں سے دوستی کرنی چاہیے اور نہ ایسی جگہوں پر جانا چاہیے جہاں دانا لوگ جانے سے گریز کرتے ہیں۔ احتیاط اور تدبیر اختیار کرنا چاہیے۔ ایسا کرنے سے دنیاوی ہوسوں کی آگ بجھ جاتی ہے۔

۲. اس دنیا میں پانچ قسم کی خواہشات ہیں۔

آنکھوں کے ذریعے دیکھی جانے والی شکلوں کی وجہ سے ، کانوں کے ذریعے سنی جانے والی آوازوں کی وجہ سے ، ناک سے سونگھی جانے والی خوشبوؤں کی وجہ سے ، زبان کے ذریعے محسوس کیے جانے والے ذائقے اور بدن کے ذریعے محسوس کی جانے والی چیزوں کی وجہ سے خواہشات پیدا ہوتی ہیں ۔ ان پانچ دروازوں سے بدن میں عیش و آرام کی محبت پیدا ہوتی ہے ۔

زیادہ تر لوگ اپنے بدن کی آرام طلبی کی محبت سے متاثر ہو کر آرام کے بعد آنے والی مصیبت کو نہیں دیکھتے اور جیسے جنگل میں شکاری کے جال میں ہرن پھنس جاتا ہے ویسے ہی شیطان کے پھیلانے ہوئے جال میں پھنس جاتے ہیں ۔ سچ مچ خواہشات کے یہ پانچ دروازے سب سے خطرناک جال ہیں ۔ ان جالوں میں پھنس کر لوگوں میں دنیاوی ہوسیں پیدا ہوتی ہیں اور اذیتیں اٹھانے لگتے ہیں ۔ اس لیے لوگوں کو ان پھندوں سے بچنے کا طریقہ جاننا چاہیے۔

۳. دنیاوی ہوسوں سے آزاد ہونے کا کوئی ایک طریقہ نہیں ہے مثلاً ہم سانپ ، مگرمچھ ، چڑیا ، کتے ، لومڑی اور بندر کو ، جو طبیعت کے لحاظ سے بالکل مختلف ہیں ، پکڑ کر مضبوط رسی سے باندھ کر چھڑا دیں تو یہ چھ جانور اپنے اپنے مزاج کے مطابق اپنے طریقوں سے اپنی اپنی پناہ گاہ میں جانے کی کوشش کریں گے ۔ سانپ اپنے بل میں ، مگرمچھ پانی میں ، چڑیا آسمان میں ، کتا گاؤں میں ، لومڑی میدان میں اور بندر جنگل میں جانے کی کوشش کرے گا ۔ رسی میں بندھے ہونے کی وجہ سے وہ آپس میں لڑیں گے اور جو سب سے طاقتور ہوگا وہ دوسروں کو اپنے ساتھ گھسیٹ کر لے جائے گا ۔

اس حکایت کے جانوروں کی طرح لوگ آنکھوں، کانوں، ناک، زبان، بدن اور ذہن کے چھ احساسات سے گھسیٹے جا رہے ہیں اور ان میں سب سے طاقتور احساس کے قابو میں رہتے ہیں جو خواہشات کے زیر اثر ہیں -

اگر ان جانوروں کو ایک ستون سے باندھ دیا جائے تو پہلے وہ آزاد ہونے کی کوشش کرتے رہیں گے - پھر وہ تھک کر چور ہو جائیں گے اور ستون کے پاس پڑے رہیں گے - اسی طرح اگر لوگ ذہن کی مشق کریں اور اس پر قابو پا لیں تو وہ دوسرے پانچ احساسات سے نہیں گھسیٹے جائیں گے - اگر لوگ ذہن کو قابو میں رکھیں تو حال اور مستقبل میں ان کو مسرت حاصل ہو گی -

۴. لوگ اپنی انا کی تسلی کی خواہش کرتے ہیں جو شہرت اور تحسین کی خواہش ہے - لیکن شہرت اور تحسین تو لوبان کی مانند ہوتی ہے جو کچھ دیر جل کر بجھ جاتا ہے - اگر لوگ شہرت اور عزت کا پیچھا کر کے حقیقت کے راستے کو چھوڑ دیں تو وہ سخت خطرے میں ہوں گے اور کچھ دیر بعد پچھنائیں گے -

جو آدمی شہرت، دولت اور محبت کا پیچھا کرتا ہے وہ اس بچے کی مانند ہے جو چھری کی دھار پر لگے ہوئے شہد کو چاٹتا ہے - شہد کی مٹھاس کا مزہ لیتے وقت وہ اپنی زبان کو کاٹ لیتا ہے - وہ اس آدمی کی مانند ہے جو تیز ہوا کے خلاف مشعل ہاتھ میں لے جانے کی کوشش کرتا ہے - مشعل یقیناً اس کے ہاتھوں اور چہرے کو جلا دے گی -

آدمی کو لالچ ، غصب اور بے وقوفی سے بھرے ذہن پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے ۔ ذہن کو آزادی سے پھرنے نہیں دینا چاہیے بلکہ اس پر سختی سے قابو پانا چاہیے ۔

۵. ذہن پر مکمل قابو پانا بہت مشکل کام ہے ۔ جو آدمی نروان پانا چاہتا ہے اس کو اپنی ہوس کی آگ سے نجات پانی چاہیے ۔ جیسے سوکھی گھاس کو اپنے کاندھے پر رکھنے والا آدمی آگ کی چنگاریوں سے دور رہتا ہے ویسے نروان کو تلاش کرنے والے کو اس ہوس کی آگ سے دور رہنا چاہیے ۔

لیکن خوبصورت شکل کو دیکھ کر اس سے لگاؤ ہونے کے خوف سے آنکھیں نکال لینا تو بڑی بے وقوفی کی بات ہے ۔ چونکہ ذہن تو آقا ہے اس لیے ذہن پر قابو پانے سے آنکھوں کی ہوس مٹ جاتی ہے ۔

نروان کے راستے پر چلنا مشکل ہے لیکن اس راستے پر چلنے کا ذہن نہ ہو تو لوگوں کو اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ نروان پانے کے بغیر اس حیات و موت کی دنیا میں تکلیف ہی تکلیف بھری ہوئی ہے ۔

نروان کے راستے پر چلنا ایسا ہی ہے جیسے بیل کا بھاری بوجھ پیٹھ پر لاد کر کیچڑ میں سے گزرنا ۔ اگر بیل دوسری باتوں کی طرف خیال دے بغیر چلتا رہے تو کیچڑ پار کر سکے گا اور آرام کر سکے گا ۔ اسی طرح اگر ذہن پر قابو ہو اور آدمی درست راستے پر چلتا رہے تو خواہشات کے کیچڑ کو پار کر سکے گا اور ساری تکالیف مٹ جائیں گی ۔

۶. نروان کے راستے کو تلاش کرنے والوں کو اپنی انا کے غرور کو چھوڑنا چاہیے اور عاجزی کے ساتھ بدھ کی تعلیمات کے نور کو قبول کرنا چاہیے۔ دنیا کے سارے جواہرات ، سونا اور چاندی بھی حکمت اور نیکی کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

تندرستی پانے کے لیے ، اپنے خاندان والوں کو سچی خوشی دینے کے لیے اور سب لوگوں کو سکون دینے کے لیے ہمیں سب سے پہلے اپنے ذہن پر قابو پانا چاہیے۔ اگر آدمی اپنے ذہن پر قابو پا سکے تو اسے نروان کا راستہ مل سکے گا اور سبھی حکمت اور نیکیاں خود بخود ملیں گی۔

جیسے زمین میں سے جواہرات نکلتے ہیں ویسے ہی نیکی اچھے اعمال سے پیدا ہوتی ہے اور پرسکون و پاکیزہ ذہن میں سے حکمت پیدا ہوتی ہے۔ انسانی زندگی کی بھول بھلیوں میں سے امن کے ساتھ گزرنے کے لیے آدمی کو حکمت کے نور اور نیکی کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔

بدھ کی تعلیمات ، جن میں انہوں نے لوگوں سے کہا کہ لالچ ، غصہ اور بے وقوفی چھوڑو ، اچھی تعلیمات ہیں اور ان کی تعلیمات پر عمل کرنے والوں کو اچھی زندگی کی خوشی حاصل ہوتی ہے۔

۷. انسان کا ذہن اکثر اسی طرف مائل ہو جاتا ہے جس طرف اس کا خیال کرتا ہے۔ اگر وہ لالچ کو پروان چڑھائے تو وہ زیادہ لالچی ہو جاتا ہے ، غصے کا خیال اٹھے تو اس کو زیادہ غصہ آتا ہے اور بے وقوفی کے خیالات پیدا ہوں تو اس کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

فصل کے وقت کسان اپنے گلوں کو باندھ کر رکھتے ہیں تاکہ کہیں وہ بار توڑ کر دوسروں کے کھیتوں میں گھس نہ جائیں۔ اگر وہ گھس جائیں تو شکایت کا سبب بن جائے گا یا ان کو مار دیا جائے گا۔ ٹھیک اسی طرح لوگوں کو بے ایمانی اور مصائب سے اپنے ذہن کو اچھی طرح بچانا چاہیے۔ انہیں لالچ، غصہ اور بے وقوفی میں پسجان پیدا کرنے والے خیالات کو اپنے ذہن سے نکال دینا چاہیے اور فیاضی اور مہربانی پیدا کرنے والے خیالات کو پروان چڑھانا چاہیے۔

جب بہار آتی ہے اور میدان میں پری گھاس لہلہانے لگتی ہیں تو کسان اپنے مویشیوں کو کھولتے ہیں لیکن اس وقت بھی وہ ان کی نگرانی سے غافل نہیں ہوتے ہیں۔ لوگوں کو چاہیے کہ اسی طرح اپنے ذہن پر کڑی نظر رکھیں۔

۸. ایک بار شاکھی منی بدھ کوشامبی نامی ایک شہر میں ٹھرے ہوئے تھے۔ اس شہر میں ان کو ناپسند کرنے والا ایک آدمی تھا۔ اس نے شہر کے بدمعاشوں کو رشوت دے کر بدھ کے بارے میں غلط افواہیں پھیلائیں۔ ایسی حالت میں بدھ کے شاگردوں کے لیے ضرورت کے مطابق کھانا ملنا مشکل ہو گیا اور شہر میں ان کو گالیاں سننی پڑیں۔

آئندہ نے شاکھی منی سے کہا۔ ”ہمیں ایسے شہر میں نہیں ٹھرنا چاہیے۔ کوئی دوسرا اچھا شہر ہوگا۔“ بدھ نے جواب دیا ”اگر دوسرا شہر بھی ایسا ہوا تو ہم کیا کریں گے؟“

”تو پھر کیا ہم دوسرے شہر چلے جائیں گے“
 بدھ نے کہا - ”نہیں آئند ! اس طرح تو یہ
 سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوگا - بہتر یہ ہے کہ ہم
 یہیں رہیں اور صبر کے ساتھ گالیاں سنیں تا آنکہ
 یہ ختم نہ ہو جائیں - تب ہم دوسری جگہ
 جائیں۔“

”اس دنیا میں سود و زیاں ، طعن و احترام ،
 تحسین و نفرین اور آزار و آرام ہیں - نروان والے
 ان خارجی چیزوں کے اختیار میں نہیں ہوتے - یہ
 چیزیں ان تک آتے ہی ختم ہو جاتی ہیں -“

۲

طرز عمل کا اچھا راستہ

۱. نروان کے راستے پر چلنے والے کو ہمیشہ بدن ،
 قول اور ذہن پاک رکھنے پر توجہ دینی چاہیے -
 بدن پاک رکھنے کے لیے کسی بھی جانور کو نہیں
 مارنا چاہیے ، چوری نہیں کرنی چاہیے اور زنا کاری
 سے پرہیز کرنا چاہیے - قول پاک رکھنے کے لیے جھوٹ
 نہیں بولنا چاہیے ، کسی کو گالی نہیں دینی چاہیے
 ، کسی کو ٹھگنا نہیں چاہیے اور بکواس نہیں کرنی
 چاہیے - ذہن پاک رکھنے کے لیے لالچ ، غصہ اور غلط
 فیصلے کو ختم کرنا چاہیے -

اگر ایک آدمی کا ذہن آلودہ ہے تو اس کا عمل
 بھی آلودہ ہو جائے گا اور اگر اس کا عمل آلودہ ہو
 گیا تو وہ تکلیف سے نجات نہیں پا سکے گا - اس لیے
 ذہن اور عمل کو پاک رکھنا سب سے اہم بات ہے -

۲. پرانے زمانے میں ایک دولتمند بیوہ تھی جو اپنی مہربانی ، انکسار اور خوش اخلاقی کی وجہ سے بہت مشہور تھی - اس کے گھر میں ایک نوکرانی تھی جو بہت ہوشیار اور محنتی تھی -

ایک دن اس نوکرانی نے سوچا - " میری مالکن کو بہت شہرت حاصل ہے - آیا وہ فطری طور پر اچھی ہے یا ماحول نے اسے اچھا بنایا ہے ؟ میں اس کی آزمائش کروں گی -"

اگلے دن وہ نوکرانی دوپہر تک اپنی مالکن کے پاس نہیں گئی - مالکن بہت ناراض ہو گئی اور اس نے نوکرانی کو ڈانٹا - " کیوں اتنی دیر ہو گئی ؟" نوکرانی نے جواب دیا - " اگر میں ایک یا دو دن تساہل برتوں تو آپ کو بے صبر نہیں ہونا چاہیے -" یہ سن کر مالکن کو بہت غصہ آیا -

دوسرے دن نوکرانی پھر دیر سے اٹھی - مالکن کو بہت غصہ آیا اور اس نے نوکرانی کو ڈنڈے سے پیٹا - یہ واقعہ مشہور ہو گیا اور وہ بیوہ بدنام ہو گئی -

۳. بہت سے لوگ اس مالکن کی طرح ہوتے ہیں - جب تک وہ اپنے ماحول سے مطمئن ہوتے ہیں تو وہ مہربان ، منکسر مزاج اور پرسکون رہتے ہیں - لیکن اگر ان کا ماحول بدل جائے اور وہ اس سے مطمئن نہ ہو سکیں تو کیا پھر بھی وہ پہلے کی طرح رہیں گے ؟ یہ کہا نہیں جا سکتا -

ہم آدمی کو اسی وقت اچھا کہہ سکتے ہیں جب وہ اپنے لیے ناخوشگوار الفاظ سننے یا دوسرے آدمی اس کے ساتھ عداوت کریں یا کھانے ، کپڑے اور رہنے کی سہولت میں کمی ہو تو اس وقت بھی وہ پرسکون رہے اور اعمال نیک کرتا رہے -

اس لیے جو لوگ اس وقت تک پرسکون رہیں اور نیک عمل کریں جب تک کہ اپنے ماحول سے مطمئن ہیں تو وہ حقیقت میں اچھے لوگ نہیں کہلائے جا سکتے ہیں۔ جو لوگ بدھ کی تعلیمات کو مان کر ان کے مطابق اپنے ذہن اور بدن کی تربیت کرتے ہیں وہی پرسکون، منکسر مزاج اور اچھے آدمی کہے جا سکتے ہیں۔

۴. استعمال کی مناسبت کے لحاظ سے اعداد الفاظ کے پانچ جوڑے پائے جاتے ہیں۔ مواقع کے لحاظ سے مناسب الفاظ اور نامناسب الفاظ: وہ الفاظ جو حقائق پر پورے اتریں اور وہ جو پورے نہ اتریں: وہ الفاظ جو خوشگوار معلوم ہوں اور وہ جو ناخوشگوار لگیں: وہ الفاظ جو سودمند ہوں اور وہ جو نقصان دہ ہوں: اور وہ الفاظ جو ہمدردانہ ہوں اور وہ جو نفرت انگیز ہوں۔

الفاظ کی ادائیگی سے قبل احتیاط سے ان کا انتخاب کرنا چاہیے کیونکہ لوگ انہیں سنیں گے اور اچھے یا برے طور پر ان سے متاثر ہوں گے۔ اگر ہمارے ذہن ہمدردی اور دردمندی سے بھرے ہیں تو وہ برے الفاظ کی مزاحمت کریں گے۔ ہمیں لاپرواہی سے نہیں بولنا چاہیے کہ وہ غصے اور نفرت کے جذبات نہ ابھاریں۔ ہم جو الفاظ زبان سے نکالیں وہ ہمیشہ ہمدردی اور حکمت کے ہونے چاہئیں۔

فرض کیجیے کہ ایک آدمی اس زمین پر سے ساری مٹی کو ہٹانا چاہتا ہے۔ وہ ایک بیلچے سے مستقل مزاجی کے ساتھ مٹی کو کھودتا اور پھیلاتا ہے۔ لیکن یہ ایک ناممکن کام ہے۔ اس احمق آدمی کی طرح ہم تمام الفاظ کو ختم کرنے کی توقع نہیں کر سکتے ہیں۔ ہمیں اپنے ذہن کی تربیت کرنی اور اپنے دلوں کو ہمدردی سے بھرنا چاہیے تاکہ ہم دوسرے لوگوں کے الفاظ سے پریشان نہ ہوں۔

اگر ایک آدمی آبی رنگوں سے نیلے آسمان پر تصویر کھینچنے کی کوشش کرے تو یہ ناممکن ہے۔ اسی طرح سوکھی گھاس سے بنائی گئی مشعل سے بڑے دریا کو سکھانا یا اچھی طرح کھائے ہوئے نرم چمڑے کے دو ٹکڑوں کو رگڑ کر ان سے چرمرر کی آواز نکالنا ناممکن ہے۔ ان مثالوں کی طرح لوگوں کو اپنے ذہن کی تربیت کرنی چاہیے تاکہ دوسروں کے الفاظ سے ان کا ذہن منتشر نہ ہو۔

انہیں اپنے ذہن کو زمین کی طرح وسیع ، آسمان کی طرح لامحدود ، بڑے دریا کی طرح گہرا اور کھائے ہوئے چمڑے کی طرح نرم بنانا چاہیے۔ اگر دشمن آپ کو پکڑے اور سخت اذیت پہنچائے اور آپ میں مزاحمت کا احساس پیدا ہو تو آپ بدھ کی پیروی نہیں کرتے ہیں۔ کوئی بھی صورت حال ہو یہ سوچنا چاہیے۔ ”میرا ذہن بالکل لرزاں نہیں ہے۔ نفرت اور غصے کے الفاظ میرے منہ سے نہیں نکلیں گے۔ میں رحم و ہمدردی کے خیالات سے اپنے دشمن کا احاطہ کروں گا جو ایسے ذہن سے نکلتے ہیں جو تمام ذی حیات کے لیے ہمدردی سے بھرا ہے۔“

۵. ایک لوک کہانی ہے - ایک آدمی نے ایک بانبی دیکھی جو دن میں جلتی اور رات کو دھواں اگلتی تھی - اس نے ایک عقلمند آدمی سے اس کے بارے میں بات کی اور مشورہ لیا - عقلمند آدمی نے اسے تلوار سے اس بانبی کو کھودنے کے لیے کہا - اس آدمی نے ویسا ہی کیا - اس کو بانبی میں سے سب سے پہلے ایک چھڑی ، پھر پانی کے کچھ بلبلے ، ایک دوشاخہ ، ایک صندوقچی ، ایک کچھوا ، قصائی کی چھری ، گوشت کا ایک ٹکڑا اور آخر میں ایک اڑدہا ملا - اس آدمی نے عقلمند آدمی سے اس کے بارے میں بتایا اور مشورہ لیا - عقلمند آدمی نے مشورہ دیا - " اڑدہا کے سوا باقی سب چیزوں کو پھینک دو - اڑدہے کو اسی طرح رہنے دو - اسے نہ چھیڑو - "

یہ ایک حکایت ہے یہاں " بانبی " کے معنی انسانی جسم ہے - " دن میں جلنے " کا مطلب ہے لوگوں کا پچھلی رات کو سوچی ہوئی باتوں پر دن میں عمل کرنا - " رات کو دھواں نکلنا " کا مطلب دن میں کی ہوئی باتوں کے بارے میں رات کو سوچ کر خوش ہونا یا پچھتانا ہے -

اسی حکایت میں " ایک آدمی " وہ ہے جو نروان کا متلاشی ہے - " عقلمند آدمی " بدھ ہیں - " تلوار " کا مطلب ہے پاک حکمت - " کھودنے " کا مطلب ہے نروان حاصل کرنے کے لیے ضروری کوشش -

اس حکایت میں ”چھڑ“ کا مطلب ہے جہالت -
 ”بلبلے“ غصہ اور دکھ ہیں۔ ”دوشاخی“ کا اشارہ
 تردد اور بے اطمینانی ہے۔ ”صندوقچی“ کا مطلب لالچ،
 غصہ، کاہلی، تلون، پچھتاوا اور دھوکا ہے۔
 ”کچھوا“ بدن اور ذہن ہے۔ ”قصائی کی چھری“ کا
 مطلب ہے محسوسات کی پانچ ہوسیں۔ ”گوشت کا
 ایک ٹکڑا“ خواہش کی تسکین کے بعد پیدا ہونے والی
 طمع ہے۔ یہ سب چیزیں انسان کے لیے زہریلی ہیں۔
 اس لیے بدھ نے کہا - ”سب چیزوں کو پھینک دو۔“

”اڑدپے“ کا مطلب ہے ایسا ذہن جس میں تمام
 دنیاوی ہوسوں کو نکال دیا گیا ہے۔ اگر آدمی حکمت
 کے تلوار سے اپنے پاؤں تلے کھودتا جائے تو آخر میں
 اپنے اڑدپے کو پاتا ہے۔ ”اڑدپے کو اسی طرح رہنے دو -
 اسے نہ چھیڑو۔“ کا مطلب دنیاوی ہوسوں سے آزاد
 ذہن کھود کر نکالنا ہے۔

۶. بدھ کا شاگرد پنڈول نروان پانے کے بعد اپنے
 وطن کے لوگوں کی مہربانی کا بدلہ اتارنے کے لیے
 کوسمبی لوٹا۔ اس طرح وہاں اس نے بدھ کا بیج بونے
 کے لیے کھیت تیار کرنے کی کوشش کی۔

کوسمبی کے مضافات میں دریائے گنگا کے کنارے
 ایک چھوٹا باغ تھا جہاں ناریل کے پیڑوں کا سلسلہ
 دور تک دکھائی دیتا تھا اور جہاں ہمیشہ خنک ہوا
 چلتی تھی۔

گرمی کے ایک دن پنڈول ایک درخت کے خنک سایے میں بیٹھا دھیان کر رہا تھا کہ راجا اڈین بھی اپنی بیگمات کے ساتھ اس باغ میں آیا اور موسیقی اور تفریحات سے تھک کر ایک دوسرے درخت کے خنک سایے میں سو گیا۔

بیگمات راجا کے سونے کے دوران ادھر ادھر گھوم رہی تھیں کہ انھوں نے پنڈول کو درخت کے سایے میں دھیان میں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اس کو مقدس سمجھ کر انھوں نے اس کا وعظ سننے کی خواہش ظاہر کی اور وعظ سننے لگیں۔

جب راجا جاگا تو وہ اپنی بیگمات کی تلاش میں نکلا اور دیکھا کہ وہ ایک آدمی کو گھیرے ہوئے اس کا وعظ سن رہی ہیں۔ حسد اور نفس پرستی میں مبتلا راجا کو غصہ آیا اور اس کو گالیاں دیں۔ ”پرہیزگار ہوتے ہوئے تم میری عورتوں کے ساتھ گپ لگاتے ہو۔“ پنڈول خاموشی سے آنکھیں موندے بیٹھا رہا اور اس نے ایک لفظ تک نہیں کہا۔

راجا کو بہت غصہ آیا اور اس نے تلوار نکال کر پنڈول کو دھمکایا۔ لیکن پنڈول نے کچھ بھی نہیں کہا اور چٹان کی طرح جما رہا۔ اس پر راجا کو اور غصہ آیا۔ اس نے ایک بانہی توڑ کر مٹی کے ساتھ لال چیونٹیاں پنڈول پر پھینکیں۔ لیکن ذلت اور تکلیف برداشت کرنے کے باوجود پنڈول خاموش بیٹھا دھیان کرتا رہا۔

یہ دیکھ کر راجا کو اپنے ظالمانہ طرز عمل پر شرم آئی اور پنڈول سے معافی مانگی۔ اس واقعے کے نتیجے میں بدھ کی تعلیمات راجا کے محل تک پہنچیں اور وہاں سے سارے ملک میں ان کا چرچا ہوا۔

۷. تھوڑے دنوں کے بعد راجا ادین پنڈول سے ملنے جنگل میں گیا اور اس سے پوچھا۔ ”محترم استاد، بدھ کے شاگرد نوجوان ہونے کے باوجود ہوسوں سے دور رہ کر اپنے ذہن اور بدن کو کیسے پاک رکھ سکتے ہیں؟“

پنڈول نے جواب دیا۔ ”مہاراج، بدھ نے ہمیں یہی تعلیم دی۔ جو خاتون عمر میں اپنے سے زیادہ ہو اس کو اپنی ماں سمجھو، جو خاتون عمر میں تمہارے برابر ہو اس کو اپنی بہن سمجھو اور جو خاتون عمر میں تم سے کم ہو اس کو اپنی بیٹی سمجھو۔ اس ہدایت سے شاگرد نوجوان ہونے کے باوجود ہوسوں سے دور رہ کر اپنے ذہن اور بدن کو پاک رکھ سکتے ہیں۔“

”لیکن محترم استاد، آدمی عورت کے ساتھ برا خیال کرتا ہے، چلیے وہ عورت اپنی ماں کی عمر کی ہو یا اپنی بہن کی عمر کی ہو یا اپنی بیٹی کی عمر کی ہو۔ بدھ کے شاگرد کیسے اپنی جنسی ہوس پر قابو پاتے ہیں؟“

”مہاراج بدھ نے ہمیں سکھایا ہے کہ اپنے بدن کو خون، پیپ، پسینہ اور روغن جیسی گندگیوں سے بھرا ہوا سمجھو۔ اس طرح سوچنے سے ہم نوجوان بھی اپنے ذہن کو پاک رکھ سکتے ہیں۔“

”محترم استاد، جن شاگردوں نے اپنے بدن اور ذہن کو سدھایا ہو اور اپنی حکمت کو چمکایا ہو ان کے لیے یہ کام آسان ہوگا۔ لیکن جن لوگوں نے ابھی تک یہ تربیت نہیں حاصل کی ہے ان کے لیے یہ کام آسان نہیں ہوگا۔ وہ گندگیوں کو یاد کرنے کے باوجود خوبصورت شکل کی طرف کھینچے جائیں گے اور مکروہات کو دیکھنے کی کوشش کے باوجود خوبصورتی سے لہائے جائیں گے۔ بدھ کے شاگردوں کے اپنے عمل کو پاک رکھنے کی کوئی اور وجہ ہوگی۔“

”مہاراج، بدھ نے پانچ احساسات کی حفاظت کرنے کو کہا۔ جب ہم اپنی آنکھوں سے رنگ اور شکل کو دیکھتے ہیں، کانوں سے آواز سنتے ہیں، ناک سے بو سونگھتے ہیں، زبان سے مزہ لیتے ہیں اور اپنے ہاتھ سے نرم چیزوں کو چھوتے ہیں اس وقت ہمیں پر کشش چیزوں سے وابستگی نہیں ہونی چاہیے اور بے کیف چیزوں سے کراہت نہیں ہونی چاہیے۔ اسی طرح پانچ احساسات کی حفاظت کرنی چاہیے۔ اس ہدایت سے نوجوان بھی اپنے بدن اور ذہن کو پاک رکھ سکتے ہیں۔“

”محترم استاد، بدھ کی تعلیم بہت اچھی ہے۔ میں اپنے تجربے سے جانتا ہوں کہ پانچ احساسات کے بغیر خوبصورت یا پرکشش چیز کا سامنا کرتا ہوں تو میں فوراً احساس کے اثر سے پریشان ہو جاتا ہوں۔ اپنے اعمال کو پاکیزہ رکھنے کے لیے بہت اہم ہے کہ ہم ہمیشہ ان پانچ احساسات کے دروازوں کی نگرانی کرتے رہیں۔“

۸. جب ایک آدمی اپنے ذہن کے خیال کو عملی جامی پہناتا ہے تو ہمیشہ اس کا ردعمل ہوتا ہے - اگر کوئی آپ کو گالی دیتا ہے تو اس کا جواب دینے کی یا بدلہ لینے کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے - آدمی کو اس فطری ردعمل کی نگہبانی کرنی چاہیے - یہ تو ہوا کے رخ پر تھوکنے کی مانند ہے جو اپنے آپ کو نقصان پہنچاتا ہے - یہ تو ہوا کے رخ پر گرد پھینکنے کی مانند ہے جو اپنے آپ کو ہی گندا کرتی ہے - مصیبت بدلہ لینے کی خواہش رکھنے والوں کا ہمیشہ پیچھا کرتی ہے -

۹. لالچ کو ذہن سے خارج کر کے رحم دلی کی پرورش کرنا بہت اچھی بات ہے - اپنے ذہن کو اعلیٰ راستے کی تلاش میں انہماک کے ساتھ لگانا اور بھی اچھی بات ہے -

خود غرضی کو ذہن سے خارج کر کے اس کی جگہ دوسروں کی مدد کرنے کی خواہش کو بسانے کی کوشش کرنی چاہیے - جب ہم کسی کو خوش کرتے ہیں تو اس سے وہ کسی اور کو خوش کرنے کی خواہش کرے گا - اسی طرح سے مسرت پیدا ہو جائے گی -

ایک مشعل سے ہزاروں مشعلیں جلائی جا سکتی ہیں اور پھر بھی وہ مشعل تو جیسی کی ویسی ہی رہتی ہے - اسی طرح خوشی کتنی بھی بانٹی جائے اس میں کوئی کمی نہیں پڑتی -

نروان کی تلاش کرنے والوں کو ہر ایک قدم احتیاط کے ساتھ اٹھانا چاہیے۔ ہمارا مقصد کتنا ہی اونچا کیوں نہ ہو ایک ایک قدم بڑھا کر ہی ہم اسے حاصل کر سکتے ہیں۔ ہمیں یہ بھولنا نہیں چاہیے کہ نروان کا راستہ تو ہماری روزانہ زندگی میں ہی ہے۔

۱۰۔ اس دنیا میں نروان کے راستے پر چلتے وقت ہمیں ایسی بیس مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وہ ہیں: (۱) غریب آدمی کے لیے فیاض بننا مشکل ہے۔ (۲) مغرور آدمی کے لیے نروان کا راستہ سیکھنا مشکل ہے۔ (۳) اپنی جان کو قربان کر کے نروان کی تلاش کرنا مشکل ہے۔ (۴) جب بدھ اس دنیا میں ہوں اس وقت پیدا ہونا مشکل ہے۔ (۵) بدھ کی تعلیمات سننا مشکل ہے۔ (۶) جسمانی جبلتوں کے خلاف ذہن کو پاکیزہ رکھنا مشکل ہے۔ (۷) خوبصورت اور دلکش چیزوں کی خواہش نہ کرنا مشکل ہے۔ (۸) طاقتور آدمی کے لیے اپنی خواہش پورا کرنے کے لیے اپنی طاقت کو استعمال نہ کرنا مشکل ہے۔ (۹) اپنی توہین کے باوجود غصہ نہ آنے دینا مشکل ہے۔ (۱۰) دل کو لبھانے والے حالات میں اچانک پھنس جانے پر بھی معصوم رہنا مشکل ہے۔ (۱۱) وسیع اور مکمل مطالعے میں اپنے کو لگائے رکھنا مشکل ہے۔ (۱۲) مبتدی کو حقیر نہ سمجھنا مشکل ہے۔ (۱۳) غرور کو چھوڑ کر عاجز رہنا مشکل ہے۔ (۱۴) اچھے دوست ملنا مشکل ہے۔ (۱۵) نروان کی طرف لے جانے والی تربیت کو برداشت کرنا مشکل ہے۔ (۱۶) باہر کے ماحول سے پریشان نہ ہونا مشکل ہے۔ (۱۷) سامنے والے کی صلاحیت کے مطابق اسے تعلیم دینا مشکل ہے۔ (۱۸) دل کو ہمیشہ

پر امن رکھنا مشکل ہے۔ (۱۹) صحیح اور غلط کی بحث میں نہ پڑنا مشکل ہے۔ (۲۰) کوئی اچھا طور پانا اور اسے سیکھنا مشکل ہے۔

۱۱. برے آدمیوں اور اچھے آدمیوں میں فطرت کے لحاظ سے فرق ہوتا ہے۔ برے آدمی گناہ گار عمل کو گناہ گار نہیں سمجھتے۔ اگر گناہ کی طرف توجہ دلائی جائے تو بھی اسے نہیں چھوڑتے اور یہ پسند نہیں کرتے کہ گناہ کے بارے میں انہیں اطلاع دی جائے۔ اچھے آدمی اچھے اور برے عمل سے واقف ہوتے ہیں۔ برے عمل کو برا سمجھتے ہیں اس کو چھوڑ دیتے ہیں اور ایسے برے اعمال کی طرف توجہ دلانے والے کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

اس طرح برے آدمی اور اچھے آدمی میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ برے آدمی اپنے لیے کی گئی مہربانیوں کا احسان نہیں مانتے ہیں۔ لیکن اچھے آدمی نہ صرف دوسروں کے احسان کا شکریہ ادا کرتے ہیں بلکہ محسنوں کے علاوہ دوسروں پر بھی احسان کر کے ان کی مہربانی کا بدلہ اٹارتے ہیں۔

۳

قدیم حکایات کے ذریعے تعلیمات

۱. پرانے زمانے میں ایک ملک میں مخصوص رواج تھا جس کے مطابق بوڑھے لوگوں کو دور پہاڑوں پر لے جا کر چھوڑ دیا جاتا تھا۔

اس ملک کے ایک وزیر کے لیے رواج کے باوجود اپنے بوڑھے والد کو پہاڑ پر چھوڑنا بہت مشکل تھا۔ اس لیے اس نے زمین کھود کر ایک تنہا خانہ بنایا اور وہاں اپنے والد کو چھپا کر ان کی دیکھ بھال کرتا تھا۔

ایک دن اس ملک کے راجا کے سامنے ایک دیوتا
ظاہر ہوا اور راجا کو ایک بہت مشکل سوال دے کر
کہا کہ اگر تم اسے حل نہیں کر سکتے تو ملک برباد
ہو جائے گا۔ سوال یہ تھا: ”یہاں دو سانپ ہیں۔
مجھے بتاؤ کہ کون نر ہے اور کون مادہ؟“

نر تو راجا اور نر محل کا کوئی دوسرا آدمی
اس سوال کو حل کر سکا۔ اس لیے راجا نے اعلان کیا
کہ جو آدمی اس سوال کو حل کر سکے گا اسے بہت
سا انعام دیا جائے گا۔

وہ وزیر گھر واپس گیا اور چپکے سے والد کے پاس
جا کر اس سے اس سوال کا جواب پوچھا۔ بوڑھے باپ
نے کہا: ”یہ آسان بات ہے۔ دونوں سانپوں کو
ملائم قالین پر رکھو۔ جو ادھر ادھر پھرنے لگے وہ
نر ہے، اور جو چپ چاپ پڑا رہے وہ مادہ ہے۔“

وہ وزیر اس جواب کو لے کر راجا کے پاس گیا
اور سوال حل ہو گیا۔

پھر دیوتا نے اور مشکل سوالات پیش کیے جن کا
جواب نر راجا دے سکا اور نر محل والے۔ لیکن وہ
وزیر اپنے بوڑھے باپ سے مشورہ لے کر ہمیشہ سوالات
کو حل کر سکتا تھا۔

ان میں کچھ سوال اور ان کے جواب اس طرح ہیں -

" ایسا کون ہے جو سوتا ہوا بھی جاگنے والا کھلاتا ہے اور جاگتا ہوا بھی سونے والا کھلاتا ہے ؟ " جواب ہے : " وہ جو نروان کی تلاش میں لگا ہوا ہے۔ جن لوگوں کو نروان سے دلچسپی نہیں ان کے مقابلے میں وہ جاگنے والا ہے۔ جو لوگ نروان حاصل کر چکے ہیں ان کے مقابلے میں وہ سویا ہوا ہے۔ " بڑے ہاتھی کو کیسے تولا جا سکتا ہے ؟ " " اسے ایک کشتی میں رکھ کر کشتی پانی میں جہاں تک ڈوبی ہے وہاں نشان کے لیے ایک لکیر کھینچیے۔ اس کے بعد ہاتھی کو کشتی سے باہر نکالیں اور اسے پتھروں سے بھر دیجیے جب تک کہ وہ اتنی پی گھرائی تک نہ ڈوب جائے اور پھر ان پتھروں کو تولیے۔ "

اس کہاوت کا کیا مطلب ہے کہ " ایک پیالا پانی ایک بڑے سمندر کے پانی سے بھی زیادہ ہے۔ " جواب ہے : " پاکیزہ اور دردمندی کے جذبے کے ساتھ ایک پیالا بھر کر پانی اپنے ماں باپ کو یا بیمار آدمی کو دیا جائے تو اس کا عمل خدمت لافانی ہوگا۔ کسی بڑے سمندر کا پانی کتنا پی زیادہ کیوں نہ ہو وہ کسی نہ کسی دن ختم ہو جائے گا۔ "

پھر دیوتا نے ایک ایسے فاقم زدہ آدمی کو پیش کیا جس کی صرف ہڈیاں اور چمڑی ہی باقی رہ گئی تھی اور اس سے شکایت کروائی ، " اس دنیا میں مجھ سے زیادہ بھوکا کوئی آدمی ہے ؟ " کوئی ہے۔ جو آدمی اتنا خود غرض اور لالچی ہے کہ وہ بدھ ، دھرم اور اخوت کے تین خزانوں پر اعتماد نہیں کرتا

اور جو اپنے ماں باپ اور استادوں کو نذر نہیں دیتا وہ نہ صرف زیادہ بھوکا ہے بلکہ بھوکے دیوؤں کی دنیا میں گر جائے گا اور وہاں ہمیشہ بھوکا رہے گا۔"

"یہ چندن کا تختہ ہے۔ اس کا کونسا سرا جڑ کی طرف والا ہے؟" "تختے کو پانی میں رکھیے۔ اس کا جو سرا زیادہ ڈوب جائے گا وہی جڑ کی طرف والا ہوگا۔"

"ایک ہی قد اور شکل کے دو گھوڑے ہیں۔ ان میں سے کون ماں ہے اور کون بیٹا ہے یہ آپ کیسے بتا سکیں گے؟" "ان کو تھوڑی سی گھاس دی جائے تو ماں گھوڑی بچے کے سامنے گھاس سرکا دے گی۔"

ان مشکل سوالات کے جواب سن کر راجا اور دیوتا دونوں بہت خوش ہوئے راجا کو جب معلوم ہو گیا کہ یہ جواب بوڑھے باپ نے دیے تھے جس کو وزیر نے زمین کے نیچے تہ خانے میں چھپا رکھا تھا تو اس نے بوڑھے لوگوں کو پہاڑوں پر چھوڑنے کا رواج بند کروا دیا اور ان کے ساتھ اچھی طرح سلوک کرنے کا حکم دیا۔

۲. بھارت کے ملک ودیی کی رانی نے ایک بار خواب میں چھ دانتوں والا سفید ہاتھی دیکھا۔ رانی کو ان ہاتھی دانتوں کو پانے کی ہوس اٹھی اور اس نے انہیں لانے کے لیے راجا سے التجا کی۔ اپنی رانی کو بہت چاہنے والا وہ راجا اس مشکل طلب کو نظرانداز نہیں کر سکا اور اس نے اعلان کیا کہ جو شکاری ایسے ہاتھی کو دیکھ کر اس کی خبر دے گا اسے انعام ملے گا۔

اتفاق سے کوہ ہمالیہ پر ایسا چھ دانتوں والا ہاتھی تھا جو صفت بدھ حاصل کرنے کے لیے تربیت حاصل کر رہا تھا۔ اس نے ایک بار پہاڑوں پر خطرے کے وقت ایک شکاری کی جان بچائی تھی اور وہ شکاری اپنے ملک لوٹ سکا تھا۔ وہی شکاری بڑے انعام سے اندھا ہو گیا اور ہاتھی کی مہربانی کو بھول کر اسے مارنے کے لیے پہاڑ کی طرف چل پڑا۔

شکاری جانتا تھا کہ ہاتھی صفت بدھ حاصل کرنے کے لیے تربیت کر رہا ہے۔ اس لیے اس نے بدھ مت کے بھکشو کا لباس پہنا اور اس طرح ہاتھی کو دھوکا دے کر اس نے ہاتھی پر زہریلا تیر مارا۔

ہاتھی نے سمجھا کہ اپنا آخری لمحہ نزدیک آ رہا ہے اور شکاری انعام کے لالچ سے مغلوب ہے تو اسے ہمدردی آگئی اور بدلی لینے کے لیے تلے ہوئے دوسرے ہاتھیوں کے حملے سے بچانے کے لیے اس شکاری کو اس نے اپنے پیروں کے نیچے چھپا لیا۔ پھر ہاتھی نے شکاری سے پوچھا کہ ایسا خطرناک کام کیوں کیا۔ شکاری نے انعام کی بات کہی اور اعتراف کیا کہ وہ اس کے چھ دانتوں کو پانا چاہتا ہے۔ ہاتھی نے فوراً دانتوں کو ایک بڑے درخت سے ٹکرا کر توڑ دیا اور شکاری کو دیتے ہوئے کہا۔ ”اس نذر سے صفت بدھ حاصل کرنے کی میری تربیت مکمل ہو گئی ہے اور میں اب بدھ کے ملک میں پیدا ہوں گا۔ جب میں بدھ بن جاؤں گا تب میں سب سے پہلے تمہارے دل میں گھسے ہوئے لالچ، غصہ اور بے وقوفی کے تین زہر آلود تیروں کو نکالنے میں تمہاری مدد کروں گا۔“

۳. کوہ ہمالیہ کے دامن میں درختوں کا ایک جھنڈ تھا جہاں ایک طوطا دوسرے بہت سے درندوں اور پرندوں کے ساتھ رہتا تھا۔ ایک دن بانس کے آپس میں رگڑ کھانے سے جھنڈ میں آگ لگ گئی اور سبھی پرندے اور درندے گھبرا کر ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ طوطا مدتوں آشیانے کے لیے جگہ دینے والے جھنڈ کی مہربانی کا بدلہ چکانے اور مصیبت زدہ بہت سے پرندوں اور درندوں سے ہمدردی کے احساس کے ساتھ ان کو بچانے کے لیے تھوڑے فاصلے پر واقع جھیل میں اپنے پروں کو پانی میں ڈبونے کے بعد اڑ کر آگ کے اوپر گیا اور اسے بجھانے کے لیے اپنے پروں کو پھڑپھڑا کر پانی کی بوندیں چھڑکانے لگا۔ جھنڈ کی مہربانیوں کو یاد کرتے ہوئے ہمدردی سے بھرے دل سے وہ محنت کے ساتھ یہ کام کرتا رہا۔

اس کی مہربانی اور قربانی دیکھ کر ایک دیوتا بہت متاثر ہوا۔ اس نے آسمان سے اتر کر طوطے سے کہا۔ ”تم بہت بہادر ہو۔ لیکن اس بڑی آگ پر پانی کی کچھ بوندیں گرا کر تمہیں کس نتیجے کی توقع ہے؟“ طوطے نے جواب دیا۔ ”کوئی کام ایسا نہیں ہے جو احسان مندی اور ہمدردی کے جذبے سے پورا نہ ہو سکے۔ میں کوشش کرتا رہوں گا چاہے مجھے اور ایک بار پیدا ہونا پڑے۔“ دیوتا طوطے کے اس قطعی عزم سے متاثر ہوئے اور ان دونوں نے مل کر آگ کو بجھا دیا۔

۴. ایک بار کوہ ہمالیہ میں ایک چڑیا رہتی تھی جس کا ایک بدن اور دو سر تھے۔ ایک دن ایک سر نے دیکھا کہ دوسرا سر میٹھا پھل کھا رہا ہے تو اس کے دل میں حسد پیدا ہوئی اور اس نے خود سے کہا۔

تو پھر میں زہریلا پھل کھاؤں۔" اس طرح اس نے زہر کھالیا۔ اور پوری چڑیا مر گئی۔

۵. ایک بار سانپ کی دم اور سر کے درمیان جھگڑا پیدا ہو گیا کہ کون آگے رہے۔ دم نے سر سے کہا۔ "تم ہمیشہ آگے رہتے ہو۔ یہی ٹھیک نہیں ہے۔ تمہیں کبھی مجھے آگے رہنے دینا چاہیے۔" سر نے جواب دیا۔ "یہ تو فطرت کا قانون ہے کہ میں آگے رہوں۔ میں تم کو آگے نہیں رکھ سکتا۔"

لیکن جھگڑا چلتا رہا اور ایک دن دم نے غصے سے اپنے کو پیڑ سے باندھ دیا اور اس سے سر کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔ جب سر تھک گیا تو دم اپنی مرضی سے آگے بڑھی۔ اس کے نتیجے میں سانپ آگ کے گڑھے میں گر گیا اور مر گیا۔

فطری دنیا میں ہمیشہ موزوں ترتیب ہوتی ہے اور سبھی چیزوں میں اپنا اپنا عمل ہے۔ اگر یہ ترتیب درہم برہم ہو گئی تو کارکردگی بھی درہم برہم ہو جائے گی اور ساری ترتیب برباد ہو جائے گی۔

۶. ایک آدمی تھا جو بہت جلد غصی ہو جاتا تھا۔ ایک دن اس آدمی کے گھر کے سامنے دو آدمی اس کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔ ایک نے دوسرے سے کہا۔ "وہ بہت اچھا آدمی ہے لیکن وہ بہت بے صبر ہے اور بہت جلد غصی ہو جاتا ہے۔" وہ آدمی یہ سنتے ہی گھر سے باہر نکل آیا اور اس نے دونوں پر حملی کر کے انہیں مار مار کر زخمی کر دیا۔

عقلمند آدمی کو جب اس کی غلطی کے بارے میں نصیحت کی جاتی ہے تو وہ اس پر غور کرتا ہے اور اپنے عمل کو سدھارتا ہے۔ لیکن بے وقوف آدمی کو جب اس کی غلطی کے بارے میں نصیحت کی جاتی ہے تو وہ اپنے عمل کو نہیں سدھارتا بلکہ پھر وہی غلطی کرتا ہے۔

۷. کسی زمانے میں ایک دولتمند لیکن بے وقوف آدمی رہتا تھا۔ ایک بار اس نے کسی دوسرے آدمی کا خوبصورت سر منزل مکان دیکھا اور اسے رشک ہوا۔ یہ سوچ کر کہ میں بھی دولتمند ہوں اس نے ٹھیک ویسا ہی مکان بنوانے کا فیصلہ کیا۔ اس نے بڑھئی کو بلا کر مکان بنانے کا حکم دیا۔ بڑھئی نے تعمیل کی اور پہلے بنیاد رکھ کر پھر اس پر پہلی منزل، دوسری منزل اور آخر میں تیسری منزل بنانے کا ارادہ کیا۔ دولتمند آدمی نے یہ دیکھ کر بے چینی سے کہا۔ ”مجھے بنیاد یا پہلی منزل یا دوسری منزل نہیں بلکہ صرف خوبصورت تیسری منزل چاہیے۔ اسے جلدی بناؤ۔“

بے وقوف آدمی محنت اور کوشش کے بغیر اچھے نتائج مانگتا ہے۔ لیکن جیسے بنیاد کے بغیر تیسری منزل بن ہی نہیں سکتی ٹھیک اسی طرح محنت اور کوشش کے بغیر اچھے نتائج حاصل نہیں ہو سکتے۔

۸. ایک بار ایک بے وقوف آدمی شہد ابال رہا تھا۔ اچانک اس کا دوست وہاں آ پہنچا۔ بے وقوف آدمی نے اسے کچھ شہد دینا چاہا، لیکن وہ بہت گرم تھا۔

اس لیے وہ اسے اگ پر سے اتارے بغیر ٹھنڈا کرنے کے لیے پنکھا جھلتا رہا۔ اسی طرح دنیاوی ہوسوں کی آگ بجھائے بغیر نروان کے ٹھنڈے شہد کو حاصل کرنا مشکل ہے۔

۹. ایک بار دو بھوت ایک صندوقچی، ایک چھڑی اور جوتوں کے ایک جوڑے کے بارے میں دن بھر بحث کرتے اور جھگڑتے رہے۔ وہاں سے گزرتے ہوئے ایک آدمی نے پوچھا۔ ”تم دونوں ان چیزوں کے بارے میں کیوں بحث کر رہے ہو؟ ان میں ایسی کونسی جادوئی طاقت ہے کہ تم دونوں کو انہیں حاصل کرنے کے لیے اتنا جھگڑنا پڑ رہا ہے؟“ بھوتوں نے جواب دیا ”اس صندوقچی سے تو جو کچھ چاہو نکال سکتا ہے چاہے کھانا ہو کپڑے ہوں یا جوہر ہو۔ اس چھڑی سے تمام دشمنوں پر قابو پایا جا سکتا ہے اور جوتے پہن کر آسمان میں اڑا جا سکتا ہے۔“

اس آدمی نے یہ سن کر کہا۔ ”آپس میں جھگڑنے کی ضرورت نہیں۔ اگر تم دونوں تھوڑی دیر کے لیے یہاں سے چلے جاؤ تو میں تمہارے لیے ان چیزوں کو انصاف کے ساتھ تقسیم کرنے کی ترکیب سوچ سکوں گا۔“ جوں ہی دونوں بھوت وہاں سے گئے اس آدمی نے جوتے پہن لیے اور صندوقچی اور چھڑی کو ہاتھ میں لیے آسمان میں اڑ گیا۔

”بھوت“ کا مطلب ہے کافر۔ ”صندوقچی“ کا مطلب ہے عطیات۔ وہ نہیں جانتے کہ عطیات دینے سے کتنے جواہر پیدا ہوتے ہیں۔ ”چھڑی“ کا مطلب ہے ذہن کی تربیت ارتکاز۔ وہ نہیں جانتے کہ ذہن کے ارتکاز سے وہ تمام دنیاوی ہوسوں پر قابو پا سکتے ہیں۔

”جوتوں کا ایک جوڑا“ اشارہ ہے خیال اور عمل کی پاکیزہ تربیتیں جو ان کو ہر خواہش اور بحث سے دور لے جاتی ہیں۔ ان کو جانے بغیر وہ صندوقچی، چھڑی اور جوتوں کے ایک جوڑے کے بارے میں بحث کرتے ہیں اور جھگڑتے ہیں۔

۱۰. ایک بار ایک آدمی اکیلا سفر کر رہا تھا۔ ایک رات اس نے ایک خالی گھر دیکھا اور اس میں رات گزارنے کا فیصلہ کیا۔ آدھی رات کو ایک دیو ایک لاش لے آیا اور اسے فرش پر رکھا۔ تھوڑی دیر بعد اور ایک دیو نے آکر کہا ”یہ تو میری ہے۔“ اس لیے دونوں میں اس کے بارے میں جھگڑا ہو گیا۔

پہلے دیو نے کہا ”اس طرح جھگڑا کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ کوئی گواہ لا کر اس کے بارے میں فیصلہ کرائیں۔“ دوسرے دیو نے اس بات کو تسلیم کیا۔ اس لیے پہلا دیو اس آدمی کو گھسیٹ کر لایا جو پہلے سے کونے میں چھپ کر سکڑا بیٹھا ہوا تھا۔ اور اس سے یہ بتانے کو کہا کہ کون پہلے لاش لایا تھا۔

وہ آدمی بہت گھبرا گیا کیونکہ چاہے وہ کیسا فیصلہ کیوں نہ کرے شکست کھایا دیو ناراض ہو کر بدلی لینے کے لیے اس کو مار ڈالے گا۔ پھر بھی اس نے جو دیکھا تھا وہی ایمانداری سے کہنے کا فیصلہ کیا۔

جیسا کہ اندیشی تھا اس سے دوسرا دیو خفا ہو گیا اور اس نے اس آدمی کا ایک ہاتھ پکڑ کر کاندھے سے

اکھاڑ دیا یہ دیکھ کر پہلے دیو نے اس کے بدلے میں لاش سے نکالا ہوا ہاتھ جوڑ دیا - دوسرے دیو کو اور غصی آیا اور اس نے اس آدمی کا دوسرا ہاتھ اکھاڑ دیا لیکن پہلے دیو نے اس کے بدلے میں لاش سے نکالا ہوا دوسرا ہاتھ جوڑ دیا - ایسا کرتے کرتے اس آدمی کے دونوں ہاتھ ، دونوں پیر اور سر تک بکے بعد دیگرے اکھاڑ لیے گئے اور لاش کے اعضا سے بدل دیے گئے - پھر دونوں دیو فرش پر بکھرے ہوئے اس آدمی کے اعضا کو اٹھا کر کھا گئے اور منہ پونچھ کر چل دیے -

اس سنسان گھر میں اس آدمی کو ڈراونی مصیبت کا سامنا کرنا پڑا - اس کے بدن کے اعضا ، جو ماں باپ سے ملے ہوئے تھے ، دونوں دیو کھا گئے اور جو اعضا اب اس کے بدن میں لگے تھے وہ اس لاش کے تھے - تو وہ کون تھا ؟ سب حقیقتوں کو جانتے ہوئے اس کی سمجھ میں کچھ بھی نہ آ رہا تھا اس لیے وہ دیوانی سا ہو کر گھر سے باہر نکل آیا - راستے میں ایک مندر دیکھ کر وہ اس میں چلا گیا اور وہاں اس نے بھکشوؤں کو اپنی بیتا سنائی - لوگ اس کی کہانی میں بے انانیت کے معنی دیکھ سکے -

۱۱. ایک بار ایک خوبصورت عورت خوبصورت کپڑے پہنے ایک گھر میں آئی - گھر کے مالک نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو ؟ تو اس عورت نے جواب دیا کہ وہ دولت کی دیوی لکشمی ہے - گھر کا مالک بہت خوش ہوا اور اس کو اپنے گھر میں رکھ کر اس کی خدمت کی -

اس کے فوراً بعد ایک اور عورت آئی جو دیکھنے میں بدصورت تھی اور پھٹے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے تھی۔ گھر کے مالک نے اس سے بھی پوچھا کہ تم کون ہو؟ تو اس نے جواب دیا کہ وہ افلاس کی دیوی ہے۔ گھر کا مالک حیران ہو گیا اور اس نے اسے گھر سے باہر نکالنے کی کوشش کی۔ پھر اس عورت نے کہا۔ ”لکشمی میری بہن ہے۔ ہم دونوں ہمیشہ اکٹھے رہتے ہیں۔ مجھے بھگانے سے میری بہن بھی غائب ہو جائے گی۔“ اور سچ مچ اس بدصورت عورت کے چلے جانے کے بعد خوبصورت عورت بھی غائب ہو گئی۔

پیدائش کے ساتھ موت جڑی ہوئی ہے۔ خوش نصیبی کے ساتھ بدنصیبی جڑی ہوئی ہے۔ بری باتیں اچھی باتوں کا پیچھا کرتی ہیں۔ آدمیوں کو اس سے اچھی طرح واقف ہونا چاہیے۔ بے وقوف آدمی بدنصیبی سے ڈر کر خوش نصیبی ہی کی تلاش کرتے ہیں لیکن جو نروان کی تلاش کرتے ہیں ان کو ان دونوں سے پرے اور دنیاوی وابستگیوں سے آزاد ہونا چاہیے۔

۱۲. پرانے زمانے میں ایک غریب مصور تھا۔ وہ اپنی بیوی کو چھوڑ کر سفر پر نکلا۔ تین سال کے دوران اس نے بہت محنت کر کے بہت پیسے کمائے۔ جب وہ اپنے وطن واپس جا رہا تھا تو راستے میں ایک جگہ اس نے دیکھا کہ بہت سے بھکشوؤں کو نذر دینے کی تقریب منائی جا رہی تھی۔ وہ اس سے بہت متاثر ہوا اور اس نے سوچا۔ ”اب تک میں حال ہی کی خوشی کا خیال کرتا رہا۔ اٹندہ کی خوشی کا خیال تو میں نے کبھی نہیں کیا۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میں اس جگہ پہنچ گیا ہوں۔“

مجھے نیکی کے بیج بونے کے لیے اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔" اس طرح سوچ کر اس نے اپنی ساری پونجی نذر کی اور نادار ہو کر اپنے گھر لوٹا۔ جب وہ گھر پہنچا تو خالی ہاتھ لوٹے ہوئے شوہر کو دیکھ کر بیوی نے اس کی بہت مذمت کی۔ اس غریب مصور نے کہا کہ اس نے کچھ رقم تو کمائی تھی لیکن اسے کسی ایسی جگہ پر رکھ چھوڑا ہے جہاں وہ محفوظ رہے گی۔ جب بیوی نے پوچھا کہ پیسے کہاں چھپایا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ وہ کسی مندر کے بھکشوؤں کو دے آیا ہے۔

اس سے بیوی بہت خفا ہوئی اور اس نے شوہر کو بہت ڈانٹا۔ آخر میں یہ معاملہ مقامی جج کے پاس لے جایا گیا۔ جب جج نے مصور کو اپنی صفائی دینے کو کہا تو مصور نے کہا۔ "میں نے کوئی یوقوفی کا عمل نہیں کیا۔ کیونکہ میں نے بہت لمبی مدت تک اور بہت جدوجہد کر کے رقم بچائی تھی اور جب میں مندر کے پاس سے گزرا تو میں نے سوچا کہ یہ میرے لیے خوش نصیبی کے بیج بونے کا اچھا موقع ہے۔ جب میں نے بھکشوؤں کو پیسے دیے تو مجھے ایسا لگا کہ میں اپنے ذہن سے لالچ اور کنجوسی نکال پھینک رہا ہوں اور مجھے معلوم ہوا کہ سچی دولت سونا نہیں بلکہ ذہن ہے۔"

جج نے مصور کے جذبے کو سراہا اور جنھوں نے یہ بات سنی وہ بہت متاثر ہوئے اور طرح طرح کے طریقے سے اس کی مدد کرنے لگے۔ اس طرح مصور اور اس کی بیوی کو لافانی خوش نصیبی حاصل ہوئی۔

۱۳. ایک آدمی قبرستان کے نزدیک رہتا تھا۔ ایک رات اس نے سنا کہ قبر میں سے کوئی اسے بار بار بلا رہا ہے۔ وہ اتنا ڈرپوک تھا کہ اسے خود جا کر جانچ پڑتال کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ لیکن دوسرے دن اس نے اپنے ایک بہادر دوست سے اس کا ذکر کیا۔ دوست نے فیصلہ کیا کہ وہ اگلی رات قبرستان جا کر جہاں سے آواز آتی ہے اس جگہ کا پتہ لگائے گا۔

اگلی رات پھر بار بار آواز آ رہی تھی۔ ڈرپوک آدمی خوف کے مارے تھر تھر کانپ رہا تھا۔ اس کا دوست قبرستان گیا اور جہاں سے آواز آتی ہے اس جگہ کا پتہ لگا کر اس نے پوچھا کہ تم کون ہو اور تمہیں کیا چاہیے؟ تو زمین کے نیچے سے آواز آئی۔ ”میں زمین میں چھپایا گیا خزانہ ہوں اور اپنے آپ کو کسی کو دینا چاہتا ہوں۔ کل رات میں نے ایک آدمی کو بلایا لیکن وہ خوف کے مارے نہیں آیا۔ تم بہادر ہو اور مجھے لینے کے قابل ہو۔ کل صبح میں سات پیروؤں کے ساتھ تمہارے گھر آؤں گا۔“

دوست نے کہا - ” میں آپ لوگوں کا انتظار کروں گا۔ لیکن بتائیے کہ کیسے خدمت کروں؟ “ آواز نے جواب دیا۔ ” ہم بھکشوؤں کے لباس میں آئیں گے۔ تم نہا دھو کر کمرہ صاف کر کے رکھو۔ کمرے میں پانی رکھ دینا اور آٹھ کٹورے پتلے چاول سے بھر کر ہمارا انتظار کرو۔ کھانے کے بعد تم ہمیں ایک ایک کر کے بند کمرے میں لے چلو جہاں ہم اپنے کو سونے کے گھڑے میں بدل دیں گے۔“

دوسری صبح اس آدمی نے نہا دھو کر کمرے کی صفائی کی اور آٹھ بھکشوؤں کا انتظار کیا۔ ٹھیک

وقت پر وہ آئے اور اس نے ادب کے ساتھ ان کی خدمت کی۔ کھانے کے بعد وہ ان کو ایک ایک کر کے بند کمرے میں لے گیا جہاں پر بھکشو سونے سے بھرا ہوا گھڑا بن گیا۔

اسی گاؤں میں ایک بہت لالچی آدمی رہتا تھا۔ اس نے یہ خبر سنی اور اسے بھی سونے کے گھڑے پانے کی خواہش ہوئی۔ اس نے اٹھ بھکشوؤں کو اپنے گھر پر دعوت دی۔ انہیں کھانا کھلانے کے بعد وہ انہیں ایک بند کمرے میں لے گیا لیکن اپنے آپ کو سونے کے گھڑوں میں بدلنے کی بجائے وہ بہت ناراض ہو گئے اور انہوں نے پولیس کے پاس اس لالچی آدمی کی شکایت کی اور وہ پکڑا گیا۔

جب اس ڈرپوک آدمی نے، جس کا نام پہلے پکارا گیا تھا، سنا کہ قبر کی آواز نے بہادر آدمی کو بہت دولت دی ہے تو اس کے من میں بھی لالچ پیدا ہو گیا۔ اس نے بہادر آدمی کے گھر جاکر زور سے کہا۔ ”پہلے اس آواز نے مجھے بلایا تھا اس لیے وہ سب گھڑے میرے ہی ہیں۔“ جب اس ڈرپوک آدمی نے گھر میں گھس کر ان گھڑوں کو لے جانے کی کوشش کی تو اس نے دیکھا کہ گھڑوں میں بہت سے سانپ اپنے سر اٹھائے اس پر حملہ کرنے کو تیار ہیں۔

اس ملک کے راجا نے یہ بات سن کر فیصلہ دیا کہ وہ گھڑے اس بہادر آدمی کے ہیں۔ پھر راجا نے اپنی رائے دی ”دنیا کا ہر معاملہ ایسا ہی ہے۔ بوقوف لوگ صرف اچھے نتیجے کی خواہش کرتے ہیں لیکن اتنے ڈرپوک ہوتے ہیں کہ اس کے لیے محنت نہیں کرتے اور ہمیشہ ناکام رہتے ہیں۔ ان میں نہ

تو اتنا عقیدہ ہے نہ جرات کہ اپنے ذہن کے اندرونی
جھگڑوں کا سامنا کر سکیں۔ کیونکہ ان سے ہی اصلی
امن اور ہم آہنگی مل سکتی ہے۔ ”

باب دوم

عملی وصول کا راستہ

۱

حقیقت کی تلاش

۱. حقیقت کی تلاش میں کچھ ایسے سوال پیدا ہوتے ہیں جن کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی - اس کائنات کی تخلیق کس چیز سے کی گئی ہے؟ کیا یہ کائنات لافانی ہے یا نہیں؟ کیا یہ کائنات لامحدود ہے یا نہیں؟ معاشرہ کس طرح بنا ہے؟ انسانی معاشرے کے لیے کونسی تنظیم مثالی ہوگی؟ اگر آدمی ان سوالات کے حل ہونے تک نروان کی تلاش اور تربیت کو ملتوی کرے تو وہ راستہ ملنے سے پہلے مر چکا ہوگا -

فرض کیجیے کہ کسی آدمی کو ایک زہر آلود تیر لگا - اس کے رشتہ دار اور دوست تیر کو نکلوانے اور زخم کے علاج کے لیے ایک حکیم کو بلاتے ہیں -

اس وقت اگر وہ زخمی منع کرے اور کہے کہ " ذرا ٹھہریے - اسے کھینچ نکالنے سے پہلے میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ یہ تیر کس نے مارا - جس نے مارا وہ مرد تھا یا عورت؟ وہ اونچے خاندان کا تھا یا کسان؟

پھر کمان کس چیز کی بنی ہوئی تھی ؟ جس کمان سے تیر مارا گیا وہ بڑی تھی یا چھوٹی ؟ وہ لکڑی کی بنی ہوئی تھی یا بانس کی ؟ تانت کس چیز کی بنی ہوئی تھی ؟ تیر بیت کا بنا ہوا تھا یا سرکنڈے کا ؟ اس میں کس طرح کے پر لگے ہوئے تھے ؟ تیر نکالنے سے پہلے میں ان سب باتوں کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں ۔ ” تو کیا ہوگا ؟

یہ ساری معلومات حاصل کرنے سے پہلے بے شک زہر کو سارے بدن میں پھیلنے کا وقت مل جائے گا اور وہ آدمی مر جائے گا ۔ اس موقع پر پہلا کام تیر کو نکالنا اور زہر کو پھیلنے سے روکنا ہے ۔

جب ہوس کی آگ نے دنیا کو خطرے میں ڈال دیا ہے تو کائنات کی ساخت کا سوال کوئی اہمیت نہیں رکھتا ۔ معاشرت کی مثالی تنظیم کا سوال بھی کوئی اہمیت نہیں رکھتا ۔

چاہے کائنات لافانی ہو یا نہیں ، چاہے کائنات لامحدود ہو یا نہیں ، پیدائش ، بڑھاپے ، بیماری ، موت ، رنج و غم ، تکلیف اور اذیت کے شعلے ابھی تک لوگوں کو گھیرے ہوئے ہیں ۔ لوگوں کو سب سے پہلے ان شعلوں کو بجھانے کا راستہ تلاش کرنا چاہیے ۔ اور اس راستے کی تربیت کے لیے خود کو وقف کرنا چاہیے ۔

بدھ کی تعلیمات میں غیر ضروری چیزوں کی بجائے وہ کچھ شامل ہے جس کا جاننا اہم ہے ۔ یہ

تعلیم لوگوں کو سکھاتی ہے کہ لوگوں کو جاننے کے قابل باتوں کو جان لینا چاہیے ، چھوڑنے کے قابل باتوں کو چھوڑنا چاہیے اور جن کے بارے میں علم ہونا چاہیے ان باتوں کے لیے تربیت کرنی چاہیے ۔

اس لیے لوگوں کو سب سے پہلے یہ بھانپ لینا چاہیے کہ ان کے لیے سب سے اہم بات کیا ہے ، پہلے کس سوال کو حل کرنا چاہیے اور سب سے پہلے غور کرنے کے قابل بات کیا ہے ۔ ایسا کرنے کے لیے ان کو اپنے ذہن کی تربیت کرنی چاہیے اور اس پر قابو پانے کی کوشش کرنی چاہیے ۔

۲۔ فرض کیجیے کہ کوئی آدمی جنگل میں درخت کے تنے کے اندر کا گودا لینے کے لیے جائے اور شاخوں اور پتوں کا بار لے کر لوٹے اور یہ سوچے کہ جس چیز کے لیے وہ گیا تھا وہ حاصل ہوگئی ۔ گودے کی جگہ درخت کی چھال اور ٹہنیاں پا کر اطمینان ہو جائے تو کیا وہ بے وقوف نہیں ؟ لیکن یہی بات زیادہ تر لوگ کر رہے ہیں ۔

کوئی آدمی پیدائش ، بڑھاپا ، بیماری اور موت یا پریشانی ، رنج و غم ، تکلیف اور اذیت سے نجات دلانے والے راستے پر چلنے لگتا ہے اور تھوڑی دور چل کر تربیت میں کچھ ترقی ہوتے ہی مغرور ، خودپسند اور آمر بن جاتا ہے ۔ یہ اسی آدمی کی طرح ہے جو گودے کی تلاش میں گیا اور شاخوں اور پتوں کے بار سے مطمئن ہو کر لوٹ آیا ۔

دوسرا آدمی تھوڑی سی محنت سے جو کچھ ترقی ہوئی اسی سے مطمئن ہو کر محنت میں سستی کرتا ہے اور وہ مغرور اور خود پسند بن جاتا ہے تو یہ آدمی بھی گودے کی جگہ ٹہنیوں کا بار اٹھا کر لوٹنے والے آدمی کی مانند ہے ۔

اور بھی ایک آدمی ہے جو اپنے دل کو پرسکون اور خیال کو پاکیزہ ہوتے ہوئے دیکھ کر محنت میں سستی کر دیتا ہے اور مغرور اور خود پسند ہو جاتا ہے ۔ وہ بھی گودے کی جگہ درخت کی چھال کا بار اٹھا کر مطمئن ہونے والا ہے ۔

پھر وہ آدمی جو ذرا سی بصیرت پا کر مغرور اور خود پسند ہو جاتا ہے اس نے بھی گودے کی جگہ درخت کی چھال پائی ہے ۔ ایسے سبھی آدمی جو اپنی غیرتسلی بخش کوششوں سے آسانی سے مطمئن ہو جاتے ہیں اور مغرور ہو جاتے ہیں اور اپنی محنت میں سستی کرتے ہیں اور کاہل ہو جاتے ہیں ان کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑے گا ۔

نروان کے راستے پر چلنے والوں کو احترام ، عزت اور پرستش یا ذرا سی محنت سے ذرا سے سکون ، علم اور ذرا سی بصیرت کے حصول کی توقع نہیں رکھنی چاہیے ۔

سب سے پہلے لوگوں کو پیدائش اور موت کی اس دنیا کی بنیادی اور اصلی فطرت کو صحیح طور پر سمجھنا چاہیے ۔

۳. دنیا کی اپنی کوئی اصلیت نہیں ہوتی - یہ صرف اسباب و کیفیات کی وسیع ہم آہنگی ہے جن کی تخلیق کا سبب جہالت ، غلط تخیل ، خواہش اور حماقت کے زیر اثر محض ذہن کی کاروائیاں ہیں۔ یہ کوئی خارجی شے نہیں ہے جس کا ذہن نے غلط تصور کیا ہو - اس کی کچھ بھی اصل نہیں ہے - اس کا ظہور خود ذہنی عمل سے ہوا ہے جو خود اپنے فریب کو ظاہر کرتا ہے - اس کی بنیاد و تعمیر ذہن کی خواہشات کے سبب سے ہے جو خود اس کی لالچ ، غصہ اور حماقت کی وجہ سے آزار و آزمائش کا سامنا کرتا ہے - جو لوگ نروان کی تلاش میں ہیں انہیں اپنے مقصد کے حصول کے لیے ایسے ذہن سے لڑنے کے لیے تیار رہنا چاہیے -

۴. " اے میرے ذہن ! تم زندگی کے بدلتے ہوئے حالات پر اتنی بے چینی سے کیوں منڈلاتے رہتے ہو ؟ تم مجھے بے چین اور پریشان کیوں کرتے ہو ؟ تم مجھ سے اتنی بہت سی چیزیں کیوں جمع کرواتے ہو ؟ تم اس پل کی طرح ہو جو چلانے سے پہلے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے - تم اس پتوار کی طرح ہو جو پیدائش اور موت کے سمندر کو پار کرنے کے سفر سے پہلے پی ٹوٹ جاتا ہے - اگر ہم اس زندگی کو کام میں نہیں لا سکتے تو بہت سے جنموں کا کیا فائدہ ؟ "

" اے میرے ذہن ! تم نے مجھے ایک بار راجا کا جنم دلایا اور پھر مجھے غریب اچھوت کا جنم دلا کر بھیک منگایا - کبھی تو تم نے دیوتاؤں کے محل میں جنم دلا کر عیش و عشرت اور لذتوں سے ہمکنار کیا - تو کبھی تم دوزخ کے شعلوں میں مجھے دھکیل دیتے ہو - "

” اے میرے بے وقوف ذہن ! اس طرح تم مجھے طرح طرح کے راستوں پر لے گئے اور میں تمہاری اطاعت کرتا رہا ۔ لیکن اب میں نے بدھ کی تعلیمات سنی ہیں ۔ اب مجھے پریشان نہ کرو اور میرے لیے مزید آزار کا سبب نہ بنو ۔ آؤ ، اب ہم دونوں عاجزی اور تحمل کے ساتھ نروان کی تلاش کریں ۔“

” اے میرے ذہن ! اگر تم اتنا ہی جان لو کہ سب چیزیں غیر حقیقی اور عارضی ہیں اور لگاؤ سے دور رہ کر کسی چیز کو ” اپنی “ نہیں سمجھو اور لالچ ، غصہ ، بے وقوفی سے دور رہو تو ہمیں سکون ملے گا ۔ اگر ہم حکمت کی تلوار سے ہوسوں کے بندھن کاٹ کر بدلتے ہوئے حالات ، فائدہ یا نقصان ، تحسین یا نفرت سے اپنے ذہن میں خلل نہ آئے دیں تو ہم سکون کے ساتھ دن گزار سکیں گے ۔“

” اے میرے پیارے ذہن ! تم نے ہی مجھ میں پہلے یقین پیدا کیا اور تم نے نروان کے راستے پر چلنے کی بات سمجھائی ۔ تو پھر کیوں اتنی آسانی سے لالچ ، آرام طلبی اور عیش و عشرت کے خواہشمند ہو جاتے ہو ۔“

” اے میرے ذہن ! تم کوئی مقررہ مقصد کے بغیر ادھر ادھر کیوں بھٹکتے رہتے ہو ؟ ہم اس فریب کے سمندر کو پار کر جائیں ۔ اب تک میں تمہاری خواہش کے مطابق سب کچھ کرتا رہا ۔ لیکن اب سے

تمہیں میری خواہش کے مطابق سب کچھ کرنا ہے اور ہم دونوں بدھ کی تعلیمات کی پیروی کرتے رہیں۔“

”اے میرے پیارے ذہن ! یہ پہاڑ ، دریا اور سمندر سب بدلتے ہیں اور مصائب سے بھرے ہوئے ہیں۔ اس فریبی دنیا میں کہاں سکون مل سکتا ہے؟ آؤ ، بدھ کی تعلیمات کی پیروی کریں اور جلدی سے نروان کے کنارے پر پہنچیں۔“

۵. اس طرح ذہن سے لڑ کر نروان کے راستے پر چلنے والے لوگ ہمیشہ قطعی عزم کے ساتھ چلتے ہیں۔ اس لیے گالیاں دینے والے سے ملنے سے ان میں کوئی خلل نہیں آتا۔ کوئی انہیں گھونسنے لگائے یا پتھروں سے مارے یا تلوار سے ان پر وار کرے تو بھی وہ ذہن میں غصہ آنے نہیں دیتے۔

چلے دشمن بدن سے سر کو الگ کر دے تو بھی ذہن میں خلل نہیں آئے دینا چاہیے۔ اگر اس سے ذہن تاریک ہو گیا تو وہ بدھ کی تعلیمات کی پیروی کرنے والے نہیں ہوتے۔ انہیں پر عزم رہنا چاہیے۔ خواہ ان کے ساتھ کچھ بھی ہو انہیں مستقل مزاج ، ثابت قدم اور ہمیشہ دردمندی اور خیرخواہی کے خیالات کی روشنی پھیلانا چاہیے۔ ”گالیاں ملیں ، حقارت ہو ، طمانچہ پڑے ، لاٹھی یا تلوار کے وار آئیں۔ میرے ذہن میں تو ان سے کوئی خلل نہیں آتا بلکہ ان سے بدھ کی تعلیمات سے بھرا ہوا ذہن بے تغیر اور پرسکون رہتا ہے۔“ ان کو ایسا سوچنا چاہیے۔

نروان کے حصول کے لیے ناممکن کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے ، ناقابل برداشت کو برداشت کرنا چاہیے اور اپنی آخری چیز بھی نذر کرنی چاہیے

اگر کہا جائے کہ نروان حاصل کرنے کے لیے دن میں صرف چاول کا ایک دانہ کھانا چاہیے اور آگ میں سے گزرنا چاہیے تو بھی اسے ایسا کرنا چاہیے -

اور یہ ساری باتیں صرف دکھاوے کے لیے نہیں بلکہ اس لیے کرنا چاہیے کہ وہ دانشمندانہ اور درست ہیں - جس طرح ماں اپنے چھوٹے بچے کی یا اپنے بیمار بچے کی دیکھ بھال کرتے وقت اپنی صحت یا تفریح کا خیال نہیں کرتی اسی طرح مندرجہ بالا باتیں دردمندی کے جذبے سے کرنی چاہیے -

۶. پرانے زمانے میں ایک راجا تھا جس کو اپنے رعایا اور ملک سے بہت محبت تھی اور عقلمندی اور رحم دلی کے ساتھ حکمرانی کرتا تھا - اس لیے اس کا ملک خوشحال اور پر امن تھا - وہ راجا ہمیشہ اعلیٰ حکمت اور نروان کی تلاش میں رہتا تھا - اور اس نے اعلان کر دیا تھا کہ جو بھی اس کو اعلیٰ تعلیمات کی طرف لے جا سکے اسے انعام دیا جائے گا -

آخر میں دیوتا اس کی پرہیزگاری اور حکمت کی طرف توجہ دینے لگے - لیکن انہوں نے اس کو آزمانے کا فیصلہ کیا - ایک دیوتا دیو کا روپ لے کر راجا کے محل کے دروازے پر جا کھڑا ہوا اور بولا " میں اعلیٰ تعلیمات کو جانتا ہوں - مجھے راجا کے پاس لے جاؤ - "

راجا یہی پیام سن کر بہت خوش ہوا اور اس نے دیوتا کا خیر مقدم کیا اور درس دینے کی التجا کی۔ دیو نے اپنے ڈراؤنے دانتوں کو دکھایا اور کہا - ”اب مجھے بہت بھوک لگی ہے۔ ایسی حالت میں درس نہیں دے سکتا۔“ منتخب کھانا دیو کے سامنے پیش کیا گیا لیکن اس نے کہا - ”مجھے آدمی کا گرم خون اور گوشت چاہیے۔“ شہزادے نے اسے اپنا بدن دیا اور رانی نے بھی اپنا بدن دیا۔ لیکن پھر بھی دیو کو اطمینان نہیں ہوا اور اس نے راجا کے بدن کو مانگا۔

راجا نے کہا - ”مجھے اپنی جان کی پرواہ نہیں۔ لیکن جب یہ بدن مٹ جائے گا تو درس کیسے سن سکتا ہوں؟ اس لیے پہلے مجھے درس سنائیے۔“

تب دیو نے اس طرح وعظ کیا - ”ہوس سے پریشانی پیدا ہوتی ہے اور ہوس سے خوف پیدا ہوتا ہے۔ جو لوگ ہوس کو ترک کر دیتے ہیں ان کو پریشانی اور خوف نہیں ہوتا۔ یہی کہنے کے بعد اس نے اچانک اپنی اصلی شکل اختیار کر لی۔ اور ساتھ ہی شہزادہ اور رانی بھی اپنے اصلی جسم کے ساتھ ظاہر ہوئے۔“

۷۔ پرانے زمانے میں کوہ ہمالیہ پر حقیقت کی تلاش کرنے والا ایک آدمی رہتا تھا۔ اسے اس زمین کے خزانوں سے تو کیا جنت کے لطائف سے بھی کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ وہ صرف ذہنی وہموں کو ترک کروا دینے والی تعلیم کی تلاش میں تھا۔

دیوتا اس کی محنت اور خلوص دل سے بہت متاثر ہوئے اور انہوں نے اس کے ذہن کی آزمائش کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس لیے ان میں سے ایک دیوتا نے دیو

کا بھیس بدلا اور یہ گاتا ہوا ہمالیہ میں ظاہر ہوا -
 ” سب کچھ بدلتا رہتا ہے - سبھی چیزیں پیدا ہوتی
 ہیں اور مٹ جاتی ہیں -

اس آدمی کو یہ سن کر بہت خوشی ہوئی -
 اسے اتنی خوشی ہوئی جتنی کہ پیاسے کو ٹھنڈے
 پانی کا چشمہ پا کر ہوتی ہے یا اچانک آزاد کیے گئے
 غلام کو ہوتی ہے - اس نے اپنے آپ سے کہا - ” آخر
 مجھے حقیقی تعلیم مل گئی جس کی تلاش مجھے مدت
 سے تھی - وہ آواز کی تلاش میں چلا اور آخر میں وہ
 اس ڈراؤنے دیو تک پہنچ گیا - ڈرتے ڈرتے وہ دیو کے
 پاس گیا اور اس سے کہا - ” کیا آپ وہ مقدس گیت گا
 رہے تھے جو میں نے ابھی سنا ؟ اگر آپ گا رہے تھے تو
 مہربانی کر کے اور آگے سنائیے -

دیو نے جواب دیا - ” جی ہاں ، وہ میرا ہی
 گیت تھا ، لیکن اب میں بھوکا ہوں اس لیے کچھ
 کھائے بغیر گا نہیں سکتا -

اس آدمی نے اور التجا کی - ” ایسا نہ کہیے -
 مہربانی کر کے آگے سنائیے - اس گیت میں میرے لیے
 مقدس معنی بھرے ہوئے ہیں اور میں مدت سے اس
 تعلیم کی تلاش میں تھا - میں نے اس کا کچھ ہی
 حصہ سنا ہے - باقی حصہ سنائیے -

دیو نے پھر کہا - ” اب میں بھوکا مرتا ہوں -
 اگر مجھے آدمی کا گرم گوشت اور خون ملے تو میں
 اس گانے کو پورا کر سکوں گا -
 اس آدمی نے دیو سے وعدہ کیا کہ تعلیم سننے کے
 بعد وہ اس کا بدن لے سکتا ہے - تب دیو نے پورا
 گیت گا کر سنایا -

سب کچھ بدلتا رہتا ہے ،
سب چیزیں پیدا ہوتی ہیں اور مٹ جاتی ہیں
زندگی اور موت سے پرے ہونے پر ہی
مکمل سکون حاصل ہوتا ہے ۔

یہ سن کر وہ آدمی اس گیت کو آس پاس کے
درختوں اور پتھروں پر لکھ کر چپ چاپ پیڑ پر
چڑھ گیا اور وہاں سے اپنے آپ کو دیو کے قدموں میں
گرا دیا ۔ لیکن اس وقت دیو غائب ہو گیا اور اس
کی جگہ ایک نورانی دیوتا نے اس آدمی کے بدن کو
سنبھال لیا جس سے اسے کوئی چوٹ نہیں پہنچی ۔

۸۔ پرانے زمانے میں نروان کے راستے کی تلاش کرنے
والا سداپرردت نامی ایک آدمی تھا ۔ اس نے فائدہ یا
شہرت کی ہر تحریص کو ترک کر دیا تھا اور وہ
نروان کے راستے کی تلاش کے لیے جان نثاری کرتا تھا ۔
ایک دن آسمان سے آواز آئی ” اے سداپرردت ! سیدھے
مشرق کی طرف جاؤ۔ گرمی یا سردی کی پرواہ نہ
کرو، دنیاوی تعریف یا حقارت پر توجہ نہ دو۔
اچھائی یا برائی کے فرق کا خیال نہ کرو۔ بس
مشرق کی طرف چلتے رہو۔ مشرق بعید میں تمہیں
ایک حقیقی استاد ملے گا اور تم نروان حاصل کرو گے۔
وہ بہت خوش ہوا اور آواز کی ہدایت کے مطابق
سیدھے مشرق کی طرف چل نکلا ۔ کبھی وہ میدان
میں یا پہاڑ پر سویا ۔

اور دوسرے ملک میں اجنبی ہونے کی وجہ سے
کئی بار ذلت اٹھائی ۔ ایک بار وہ اپنے کو بیچ کر
غلام بن گیا ۔ اس طرح بہت محنت کر کے آخر میں
وہ حقیقی استاد کے پاس پہنچا اور ان سے ہدایت کی

خواہش ظاہر کی -

ایک کھاوت ہے - ” اچھی چیزیں مہنگی ہوتی ہیں - ” سدپرردت کو بھی اپنی زندگی میں یہ تجربہ ہو چکا تھا - راستے کی تلاش میں اسے بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا - استاد کو پیش کرنے کے لیے پھول اور لوبان خریدنے کے لیے اس کے پاس پیسا نہ تھا - اس نے محنت کر کے پیسا کمانے کی کوشش کی لیکن اس کو کام دینے والا کوئی نہیں تھا - جہاں بھی وہ جاتا شیطان اس کے کام میں خلل ڈالنے کے لیے پہنچ جاتا - نروان کے راستے پر چلنا مشکل ہے اور ہو سکتا ہے کہ آدمی کو اس کے لیے اپنی جان قربان کرنا پڑے -

آخر میں سدپرردت اپنے استاد کے پاس پہنچا لیکن اس کو اور نئی مشکل کا سامنا کرنا پڑا - کیونکہ استاد کے درس کو لکھنے کے لیے اس کے پاس نہ قلم تھا نہ کاغذ تھا نہ سیاہی - اس لیے اس نے تلوار سے اپنا بازو کاٹا اور اپنے خون سے استاد کے وعظ قلم بند کیے - اس طرح اس نے بیش بہا حقیقت حاصل کی -

۹ . پرانے زمانے میں سدھن نامی ایک لڑکا تھا جس کو بھی نروان کی خواہش تھی اور محنت کے ساتھ راستے کی تلاش میں تھا - ایک ماہی گیر سے اس نے سمندر کے بارے میں علم حاصل کیا - ایک حکیم سے اس نے مصیبت زدہ بیماروں سے دردمندی کرنا سیکھا - ایک دولتمند آدمی سے اس نے سیکھا کہ کوڑی کوڑی بچانا ہی دولتمند ہونے کا راز ہے اور اس سے وہ یہ سمجھا کہ نروان کے راستے پر چھوٹی سی باتوں کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دینا کتنا ضروری ہے -

ایک غور و فکر کرنے والے بھکشو سے اس نے سیکھا کہ پاکیزہ اور پرسکون ذہن میں دوسروں کے ذہن کو پاکیزگی اور سکون دینے کی عجیب طاقت ہوتی ہے۔ ایک بار منفرد کردار رکھنے والی ایک عورت سے اس کی ملاقات ہوئی۔ وہ اس عورت کی فیض رسانی سے بہت متاثر ہوا اور اس نے سیکھا کہ انسانی فیاضی حکمت کا پھل ہے۔ ایک بار کسی درویش سے اس کی ملاقات ہوئی جس نے اس سے کہا کہ منزل مقصود تک پہنچنے کے لیے تمہیں تلواروں کے پہاڑ پر چڑھنا ہو گا اور آگ کی گھاٹی میں سے گزرنا ہو گا۔ اس طرح سدھن نے اپنے تجربات سے سیکھا کہ اس نے جو بھی دیکھا یا سنا وہ سب سچی تعلیمات تھیں۔

ایک غریب لنگڑی سے اس نے تحمل سیکھا۔ سڑک پر کھیلنے بچوں کو دیکھ کر اس نے سادہ خوشی کا سبق لیا۔ شریف اور منکسر مزاج آدمیوں سے اس نے دنیا کے تمام لوگوں کے ساتھ امن سے مل جل کر رہنے کی حکمت سیکھی۔

لوبان بنانے کے طریقے سے اس نے ہم آہنگی کا سبق لیا اور پھولوں کی سجاوٹ سے ادائے شکر کا سبق سیکھا۔ ایک دن جنگل میں گزرتے ہوئے وہ ایک درخت کے نیچے آرام کر رہا تھا کہ اس نے دیکھا کہ ایک گرے درخت کے سڑے ہوئے تنے میں سے ایک چھوٹا سا پودا اگ رہا ہے۔ اس سے اس نے زندگی کی پرشباتی کی حقیقت سمجھی۔

دن میں سورج کی دھوپ اور رات کو ٹمٹماتے ستارے اس کے دل کو تازگی دیتے تھے - اس طرح سدھن نے اپنے لمبے سفر کے تجربات سے فائدہ اٹھایا -

سچ مچ جو نروان کی تلاش میں ہیں انہیں چاہیے کہ وہ اپنے ذہن کو قلعہ سمجھیں اور اسے سچائیوں اور بدھ کے لیے اس کے دروازے پورے کھول دیں اور باعزت اور عاجزی سے ان کو سب سے اندرونی گوشے میں آنے کی دعوت دیں اور وہاں ان کو عقیدے کی خوشبو اور خوشی اور تشکر کے پھول پیش کر دیں -

۲

تربیت کے طریقے

۱. نروان کی تلاش کرنے والے لوگوں کے لیے تین باتوں کو سمجھ لینا چاہیے اور ان کی پابندی کرنی چاہیے - پہلی بے عملی طرز عمل کے ضوابط ، دوسری بے ذہن کا درست ارتکاز ، تیسری بے حکمت -

ضابطے کیا ہیں ؟ ہر ایک کو چاہیے وہ معمولی آدمی ہو یا راستے کا متلاشی اسے اچھے طرز عمل کے اصولوں کی پابندی کرنی چاہیے - اسے اپنے ذہن اور بدن پر قابو پانا چاہیے اور اپنے پانچ احساسات کے دروازوں کی حفاظت کرنی چاہیے - اسے ادنیٰ سے گناہ سے بھی ڈرنا چاہیے اور لمحہ ہی لمحہ صرف نیکی کرنے کی کوشش کرنی چاہیے -

ذہن کا درست ارتکاز کیا ہے؟ اس کے معنی ہیں
ذہن میں لالچ اور بری ہوسیں اٹھتے ہی ان کو ترک
دینا اور ذہن کو پاکیزہ اور پرسکون رکھنا۔

حکمت کیا ہے؟ وہ چار اعلیٰ حقائق کو مکمل
طور پر سمجھنا اور ان کو تحمل سے تسلیم کرنا۔ یہ
دکھ ہے، یہ دکھ کا سبب ہے، یہ دکھ کی معدومی ہے
اور یہ دکھ کی معدومی تک جانے والا راستہ ہے۔ اس
طرح واضح طور پر سمجھنا اور تسلیم کرنا چاہیے۔

جو محنت سے تربیت کے ان تین طریقوں کی
پابندی کرتے ہیں وہ ہی بدھ کے شاگرد کہلاتے ہیں۔
فرض کیجیے کہ ایک گدھا، جس کی نہ تو گائے کی
سی شکل ہے نہ آواز نہ گائے کی طرح سینگ ،
گائیوں کے جھنڈ کے پیچھے پیچھے چلے اور اعلان
کرے۔ ”دیکھو میں بھی گائے ہوں۔ تو کیا کوئی اس
پر اعتماد کرے گا؟ اسی طرح بے وقوفی کی بات
ہوگی اگر آدمی ضوابط ، ذہن کا درست ارتکاز اور
حکمت کو مکمل طور پر سمجھے اور عمل درآمد کیے
بغیر اعلان کرے کہ میں نروان کا متلاشی ہوں یا
میں بدھ کا شاگرد ہوں۔

خزان میں فصل کاٹنے کے لیے کسان کو پہلے بہار
میں کھیت کو تیار کرنا پڑتا ہے۔ اس کے بعد بیج
بونے ہوتے ہیں، آبیاری کرنا پڑتا ہے اور جب گھاس
اگتی ہے تو اسے ہٹانا پڑتا ہے۔ بالکل اسی طرح نروان
کے متلاشی کو ان تین طریقوں کی پابندی کرنی
چاہیے۔ کسان یہ امید نہیں رکھ سکتا کہ اس کا بویا
ہوا بیج آج ہی اگے ، کل تک پودا بن جائے اور
پرسوں فصل کاٹی جاسکے۔ اسی طرح نروان کا متلاشی

یہ امید نہیں کرسکتا کہ آج ہی سبھی دنیاوی ہوسوں سے دور ہو جاؤں ، کل تک لگاؤ کو ترک کردوں اور پرسوں نروان حاصل کرلوں۔

جس طرح بیج بونے کے بعد پودے کے اگنے سے لے کر اس میں پھل لگنے تک موسموں کی تبدیلیوں کے ساتھ کسان محنت سے نگرانی کرتا ہے اسی طرح نروان کے متلاشی کو تربیت کے تین طریقوں کے مطابق عمل درآمد کر کے محنت کے ساتھ نروان کی زمین کو جوتنا چاہیے۔

۲. دنیاوی عیش و عشرت سے لگاؤ ہو کر ہوسوں کی وجہ سے ذہن کی پاکیزگی کھو بیٹھنے والے کے لیے نروان کے راستے پر چلنا مشکل ہے۔ دنیاوی لذت اور حقیقی راستے پر چلنے کی لذت دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

جیسا کہ پہلے تشریح کی گئی ہے ذہن ہی تمام ہوسوں کا ماخذ ہے۔ اگر ذہن دنیاوی معاملوں سے لطف اٹھائے تو فریب اور تکالیف پیدا ہوں گی۔ لیکن اگر ذہن نروان کے راستے پر چلنے سے لطف اٹھائے تو یقیناً خوشی ، اطمینان اور نروان پیدا ہوگا۔

اس لیے جو نروان کی تلاش کرتے ہیں ان کو اپنے ذہن کو صاف رکھ کر تحمل کے ساتھ تربیت کے ان تین طریقوں کی پابندی کرنی چاہیے۔ اس سے ذہن کا درست ارتکاز حاصل ہوگا ۔ ذہن کا درست ارتکاز حاصل ہونے سے حکمت حاصل ہوگی۔ اور وہی حکمت لوگوں کو نروان تک لے جاتی ہے۔

سچ مچ یہ تین طریقے نروان کا صحیح راستہ ہیں۔ ان پر نہ چلنے سے لوگ بہت زمانے تک فریب ذہنی کھاتے رہے۔ ان کو دنیاوی لوگوں سے بحث نہیں کرنی چاہیے بلکہ تحمل کے ساتھ نروان کے حصول کے لیے اپنی اندورنی دنیا میں اتر کر غور و فکر کرنا چاہیے۔

۳. اگر ان طریقوں کا تجزیہ کیا جائے تو انہیں آٹھ اعلیٰ راستے، چار نقطہائے نظر، چار درست طریق کار، قوت کی پانچ صلاحیتیں اور چھ مشقوں کی تکمیل کہا جا سکتا ہے۔

آٹھ اعلیٰ راستے ہیں درست نقطہ نظر، درست خیال، درست قول، درست عمل، درست زندگی، درست کوشش، درست احتیاط اور ذہن کا درست ارتکاز۔

درست نقطہ نظر کا مطلب ہے چار حقائق کو پوری طور پر سمجھ کر اسباب و کیفیات کے قانون پر اعتماد رکھتے ہوئے ظاہری شکل یا ہوسوں سے فریب نہ کھانا۔

عملی وصول کا راستہ

درست خیال کا مطلب ہے کہ پوسوں میں نہ پہننے، لالچ نہ کرے ، غصہ نہ ہو اور کوئی بھی نقصان پہنچانے والا کام نہ کرے ۔

درست قول کا مطلب ہے کہ جھوٹ نہ بولنا، بکواس نہ کرنا ، گالی گلوچ نہ کرنا اور بات نہ بدلنا۔

درست عمل کا مطلب ہے کہ کسی کو قتل نہ کرنا، چوری نہ کرنا اور حرام کاری نہ کرنا۔

درست زندگی کا مطلب ہے کہ ایسی زندگی بسر کرنا جس سے شرم نہ آئے۔

درست کوشش کا مطلب ہے کہ پوری محنت کے ساتھ صحیح سمت کی طرف دل لگا کر بڑھنے کی کوشش کرنا۔

درست احتیاط کا مطلب ہے کہ پاکیزہ اور متفکر ذہن کو برقرار رکھنا۔

ذہن کے درست ارتکاز کا مطلب ہے کہ ارتکاز کے لیے ذہن کو درست اور پرسکون رکھنا اور ذہن کے اصل جوہر کی تلاش کرنا۔

۴ . چار نقطہائے نظر یہ ہیں : ایک ، اپنے بدن کو گندا سمجھ کر اس سے لگاؤ کو ختم کرنا ۔ دوسرے ،

احساسات کو تکلیف کا ماخذ سمجھنا، چاہے وہ دکھ دینے والے ہوں یا خوشی۔ تیسرے، یہ سمجھنا کہ ذہن ہمیشہ بدلتا رہتا ہے۔ چوتھے، یہ سمجھنا کہ تمام چیزیں اسباب و کیفیات سے پیدا ہوتی ہیں، اس لیے کوئی بھی چیز ہمیشہ کے لیے مستقل نہیں رہتی۔

۵. چار درست طریق کار یہ ہیں۔ کسی بھی بدی کو پیدا ہونے سے پہلے ہی روکنا۔ دوسرا، بدی کے شروع ہوتے ہی اس کو فوراً ترک کر دینا۔ تیسرا، نیکی کرنے کے لیے اپنے کو آمادہ کرنا۔ چوتھا، شروع کی گئی نیکیوں کی بالیدگی اور تسلسل کے لیے کوشش کرنا۔ ان چار طریق کار کی پابندی کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

۶. پانچ صلاحیتیں یہ ہیں۔ ایک، اعتقاد۔ دوسرے، کوشش کرنے کا عزم۔ تیسرے، چوکس رہنے کی صلاحیت۔ چوتھے، اپنے ذہن کو مرتکز کرنے کی صلاحیت۔ پانچویں، خالص حکمت کو برقرار رکھنے کی صلاحیت۔ یہ پانچ صلاحیتیں نروان حاصل کرنے کے لیے ضروری ہیں۔

۷. چھ مشقوں کی تکمیل ہیں، نذر، فرمان کی پابندی، تحمل، کوشش، ذہن کا ارتکاز اور حکمت۔ ان کی پابندی کرنے سے آدمی فریب کے کنارے سے نروان کے کنارے تک پار کر سکتا ہے۔

نذر کرنے کی مشق خود غرضی کو ترک کر دیتا ہے۔ فرمان کی پابندی کرنے کی مشق سے آدمی دوسروں کی فلاح و بہبود کا خیال کرنے لگتا ہے۔ تحمل کرنے کی مشق سے خوفناک اور غصیلے ذہن پر قابو پانے کی مدد ملتی ہے۔ کوشش کرنے کی مشق آدمی کو محنتی اور ایماندار بنانے میں مدد دیتی ہے۔ غور کرنے کی مشق ادھر ادھر بھٹکنے والے ذہن کو پرسکون بناتی ہے۔ حکمت تو بے وقوف اور تاریک ذہن کو روشن کرتی ہے۔

قلعے کی بنیاد کی طرح نذر اور فرمان کی پابندی مشق کی بنیاد بنتی ہے۔ تحمل اور کوشش قلعے کی دیواروں کی طرح باہر سے آنے والے دشمنوں سے محفوظ رہنے میں مدد دیتی ہے۔ غور کرنا اور حکمت تو آدمی کا اپنا ہتھیار ہے جو پیدائش اور موت کے حملے سے اس کی حفاظت کرتا ہے۔

اگر آدمی بھیک مانگنے والے کو دیکھ کر اس کو نذر دے گا تو یہ نذر تو بے لیکن سچی نذر نہیں ہوتی۔ سچی نذر تو ہاتھ پھیلائے جانے سے پہلے ہی دی جاتی ہے اور سچی نذر تو ہمیشہ دی جانی چاہیے۔

نذر کے بعد تاسف یا خود تحسینی کا جذبہ پیدا ہو تو اسے بھی سچی نذر نہیں کہی جاسکتی ہے۔

سچی نذر خوشی سے دی جاتی ہے جس میں نذر دینے والا اپنے آپ کو ، نذر وصول کرنے والوں کو اور نذر کو بھی بھول جاتا ہے۔

سچی نذر تو آدمی کے پاکیزہ دردمند دل سے خود بخود ابھرتی ہے جس میں کسی بدلے کا خیال نہیں ہوتا بلکہ جس میں نروان کی زندگی میں ساتھ ساتھ داخل ہونے کی خواہش ہوتی ہے۔

دولت مند نہ ہوتے ہوئے بھی سات قسم کی نذر آسانی سے کی جاسکتی ہے۔ پہلی ہے جسمانی نذر۔ یہ اپنے کام سے دی جاتی ہے۔ اس کی اعلیٰ ترین قسم اپنی زندگی کو قربان کرنا ہے، جیسا کہ آگے کی حکایت میں بتایا جائے گا۔ دوسری ہے روحانی نذر۔ اس کا مطلب ہمدردی کے ساتھ دوسروں سے میل جول کرنا ہے۔ تیسری ہے نظر کی نذر۔ محبت بھری نظروں سے سب کی طرف دیکھنا جس سے ان کے دل کو سکون ملے۔ چوتھی ہے چہرے کی نذر۔ مسکراتے ہوئے نرم چہرے کی نذر۔ پانچویں ہے قول کی نذر۔ دوسروں کے ساتھ محبت بھرے لفظوں میں بات کرنا۔ چھٹی ہے نشست کی نذر۔ اپنی نشست دوسروں کو دینا۔ ساتویں ہے جائے پناہ کی نذر، یعنی دوسروں کو ایک رات کے لیے اپنے گھر ٹھہرنے دینا۔ اس قسم کی نذریں تو کوئی بھی اپنی روزانہ زندگی میں کر سکتا ہے۔

۸. پرانے زمانے میں سٹو نامی ایک شہزادہ تھا۔ ایک دن وہ اپنے دو بڑے بھائیوں کے ساتھ جنگل میں کھیلنے گیا۔ وہاں انہوں نے ایک فاقہ زدہ شیرنی کو دیکھا جو اپنی بھوک مٹانے کے لیے اپنے سات بچوں کو کھانے پی والی تھی۔

دو بڑے بھائی خوف کے مارے وہاں سے بھاگ نکلے لیکن سٹو ایک اونچی چٹان پر چڑھ گیا اور وہاں سے اس نے اپنے آپ کو شیرنی کے سامنے پھینک دیا تاکہ اس کے بچوں کی جانیں بچیں۔

شہزادہ ستونے یہ کام بے اختیار کیا لیکن دل میں وہ سوچ رہا تھا۔ ”یہ بدن بدلتا رہتا ہے اور فانی ہے۔ اب تک اس کی نذر کرنے کی بات سوچے بغیر میں اس سے پیار ہی کرتا آیا ہوں۔ لیکن اب میں اس شیرنی کو اس بدن کی نذر کروں تاکہ نروان حاصل کر سکوں۔ شہزادہ ستو کا یہ خیال نروان کے حصول کے لیے سچے عزم کا اظہار کرتا ہے۔

۹. پھر ذہن کی چار قسم کی لامتناہی حالتیں ہیں جن کی نروان کے متلاشی کو پرورش کرنی چاہیے۔ وہ ہیں، دردمندی، نرم دلی، خوشی اور سکون قلب۔ دردمندی کی پرورش سے لالچ کو دور کیا جاسکتا ہے، نرم دلی کی پرورش سے غصے کو دور کیا جاسکتا ہے، خوشی کی پرورش سے تکلیف کو دور کیا جاسکتا ہے اور سکون قلب سے دشمن اور دوست کے بیچ فرق کرنے کی عادت چھوٹ جاتی ہے۔

جو لوگوں کو خوشی اور اطمینان دیتا ہے وہ عظیم دردمندی ہے۔ لوگوں کو ناخوش اور غیر مطمئن

کرنے والی باتوں کو جو مٹاتی ہے وہی عظیم نرم دلی ہے۔ یہ عظیم خوشی ہے جو لوگوں کو خوشی اور اطمینان دیتی ہے۔ جب ہر آدمی خوش اور مطمئن ہے تو عظیم امن پیدا ہوگا اور اس سے ہر آدمی میں دوسروں کے ساتھ مساوی جذبہ پیدا ہوگا۔

احتیاط سے ذہن کی ان چار لامتناہی حالتوں کی پرورش کرنی چاہیے اور لالچ، غصہ، تکلیف اور محبت و نفرت کے ذہن کو ترک کر دینا چاہیے۔ لیکن یہ اتنا آسان کام نہیں ہے۔ برے ذہن کو ہٹانا اتنا مشکل ہے جتنا کہ رکھوالی کے کتے کو ہٹانا اور اچھے ذہن کو کھو بیٹھنا اتنا آسان ہے جتنا کہ جنگل میں بھاگتے ہوئے ہرن کو کھونا۔ برے ذہن کو ہٹانا اتنا مشکل ہے جتنا کہ پتھر پر کھودے ہوئے حروف کو مٹانا اور اچھے ذہن کو کھو بیٹھنا اتنا آسان ہے جتنا کہ پانی پر لکھے گئے حروف کو کھونا۔ سچ ہے کہ نروان کے لیے مشق کرنا بہت مشکل ہے۔

۱۰۔ شرون نامی ایک نوجوان تھا جو دولت مند گھرانے میں پیدا ہوا تھا لیکن صحت کے لحاظ سے بہت کمزور تھا۔ وہ نروان کے حصول کے لیے بہت سرگرم تھا۔ اس لیے بدھ کا شاگرد بن گیا۔ پیروں سے خون نکلنے کی حد تک کوشش کرنے کے باوجود اس کو نروان حاصل نہیں ہوا۔

بدھ کو اس پر ترس آیا اور انہوں نے کہا۔ ”شرون، جب تم گھر میں تھے تب تم نے ستار بجایا ہی ہوگا۔ تم جانتے ہی ہو کہ ستار کے تار زیادہ کھینچے جائیں یا زیادہ ڈھیلے چھوڑے جائیں تو ان سے خوشگوار آواز نہیں نکلتی۔ خوشگوار آواز اس وقت نکلتی ہے جب اس کے تار صحیح طور پر کھینچے گئے ہوں۔“

نروان کے راستے میں بھی نکما بننے سے نروان حاصل نہیں ہو سکتا اور زیادہ محنتی بننے سے بھی نروان حاصل نہیں ہو سکتا - اس لیے آدمی کو کوشش کرتے وقت معقولیت کا خیال رکھنا چاہیے - ”
اس ہدایت سے شرون نے بہت فائدہ اٹھایا اور آخر میں اس نے نروان حاصل کیا -

۱۱. پرانے زمانے میں ایک شہزادہ تھا جس کو پانچ قسم کے ہتھیاروں کے استعمال میں مہارت حاصل تھی۔ ایک دن اپنے گھر لوٹتے وقت وہ ایک عجیب الخلق مخلوق سے ملا جس کی کھال کو زخم یا ضرر نہیں پہنچایا جا سکتا -

وہ عجیب الخلق مخلوق شہزادے کے پاس آئی لیکن وہ بالکل گھبرایا نہیں - اس نے عجیب الخلق مخلوق پر تیر مارا لیکن اس سے اس مخلوق کو زخمی نہ کر سکا - پھر شہزادے نے برچھا مارا لیکن وہ بھی اس کی موٹی کھال کو چھید نہیں پایا - پھر اس نے ڈنڈا اور نیزہ پھینکا لیکن وہ بھی اس کو چوٹ نہیں پہنچا پائے - پھر اس نے تلوار کا استعمال کیا لیکن وہ ٹوٹ گئی - پھر اس نے مٹھیوں اور ٹانگوں سے اس پر حملہ کیا لیکن ناکام رہا کیونکہ اس عجیب الخلق مخلوق نے اسے اپنے بڑے بازوؤں میں جکڑ لیا - پھر شہزادے نے اپنے سر کو ہتھیار کے طور پر کام میں لانے کی کوشش کی لیکن وہ پھر بھی ناکام رہا -

عجیب الخلق مخلوق نے کہا - ” اب مقابلہ کرنے سے کوئی فائدہ نہیں - میں تمہیں کھانے پی والے ہوں - ” شہزادے نے جواب دیا - ” شاید تم ایسا سوچتے ہو گے کہ میں نے سب ہتھیار استعمال کیے اور اب میں بے بس ہوں - لیکن میرے پاس ابھی اور ایک

ہتھیار باقی ہے اگر تم نے مجھے کھالیا تو میں تمہارے پیٹ کے اندر سے تمہیں برہاد کروں گا۔"

شہزادے کی ہمت سے عجیب الخلقہ مخلوق گھبرائی اور اس نے پوچھا - "وہ کیسے؟" شہزادے نے جواب دیا - "حقیقت کی طاقت سے۔"

تب عجیب الخلقہ مخلوق نے اسے چھوڑ دیا اور حقیقت کا درس دینے کی التجا کی - یہ حکایت ایسی ہدایت دیتی ہے کہ شاگرد اپنی کوششوں میں برابر لگا رہے اور کتنی بھی رکاوٹیں کیوں نہ ڈالی جائیں ثابت قدم رہے -

۱۲. خود ادعائی اور بے شرمی دونوں نوع انسان کو بگاڑتے ہیں لیکن بے عزتی اور حیا نوع انسان کی حفاظت کرتی ہے - لوگ اپنے ماں باپ ، بزرگوں اور بھائی بہنوں کی عزت اس لیے کرتے ہیں کہ انہیں بے عزتی اور حیا کا احساس رہتا ہے - اپنے آپ پر دھیان دینے کے بعد دوسروں کا مشاہدہ کرتے ہوئے اپنے غرور کو قابو میں رکھنا اور حیا کا احساس کرنا قابل تعریف ہے -

اگر آدمی میں پشیمانی کا احساس ہے تو اس کا گناہ مٹ جائے گا لیکن پشیمانی کا احساس نہ ہو تو اس کا گناہ بڑھتا جائے گا اور اس کی مذمت کرتا رہے گا -

جو سچی تعلیمات ٹھیک سے سنتا ہے اور ان کے معنی اور ان کے ساتھ اپنے تعلق کو جانتا ہے وہی ان کو سمجھتا ہے اور اس سے فائدہ اٹھاتا ہے -

اگر کوئی آدمی صرف سچی تعلیمات سنتا ہے لیکن انہیں اختیار نہیں کرتا ہے تو وہ نروان کی تلاش میں ناکام رہے گا -

نروان کے متلاشی کے لیے عقیدہ ، حیا ، عجز ، کوشش اور حکمت قوت کے عظیم سرچشمے ہیں ۔ ان میں حکمت سب سے عظیم ہے اور بقیہ حکمت کے پہلو ہیں ۔ اگر کوئی آدمی تربیت کے دوران دنیاوی معاملات سے محبت کرتا ہے ، بکواس کرتا ہے یا سوتا ہے تو وہ نروان کے راستے سے ہٹ جائے گا ۔

۱۳۔ نروان کی تربیت کے دوران ہو سکتا ہے کہ کوئی دوسرے پر سبقت لے جائے ۔ اس لیے دوسروں کو پہلے نروان حاصل کرتے دیکھ کر حوصلہ نہیں کھونا چاہیے ۔

اگر کوئی تیراندازی کی مشق کرتا ہے تو اسے فوری کامیابی کی توقع نہیں ہوتی بلکہ وہ جانتا ہے کہ اگر تحمل کے ساتھ اس نے مشق جاری رکھی تو وہ بہتر سے بہتر نشانی باز بنتا جائے گا ۔ دریا کی ابتدا ایک چشمے کی پیٹ میں ہوتی ہے ۔ لیکن وہ بڑھتا جاتا ہے تا آنکہ عظیم سمندر سے جا ملتا ہے ۔ ان مثالوں کی طرح اگر کوئی تحمل اور ثابت قدمی کے ساتھ اپنی تربیت کرتا ہے تو وہ یقیناً نروان حاصل کرے گا ۔

جیسا کہ پہلے وضاحت کی جا چکی ہے ، اگر کوئی اپنی آنکھیں کھلی رکھتا ہے تو اسے ہر جگہ تعلیمات نظر آئیں گی ۔ اس طرح اس کے لیے نروان کے مواقع لامحدود ہیں ۔

ایک دفعہ ایک آدمی لوبان جلا رہا تھا ۔ اس نے دیکھا کہ خوشبو نہ تو آ رہی ہے نہ جا رہی ہے ، نہ وہ ظاہر ہوئی نہ معدوم ۔ اس معمولی واقعے نے نروان کی طرف اس کی رہنمائی کی ۔

ایک بار کسی آدمی کے پاؤں میں کانٹا چبھ گیا - اس نے تیز درد محسوس کیا اور اس کو خیال آیا کہ درد تو ذہن کا ردعمل ہے - اس واقعے سے اس کے دل میں اور گہرا خیال آیا کہ اگر ذہن کو قابو میں نہ رکھا جائے تو وہ ہاتھ سے نکل جاتا ہے اور اگر ذہن کو قابو میں رکھنے میں کامیاب ہوا تو وہ پاکیزہ بن جاتا ہے - اس خیال سے کچھ عرصے بعد اسے نروان حاصل ہوا -

ایک اور آدمی تھا جو بہت لالچی تھا - ایک دن جب وہ اپنے لالچی ذہن کے بارے میں سوچ رہا تھا تو وہ سمجھ گیا کہ یہ لالچی خیالات تو چھپٹیاں ہیں جو حکمت کے ذریعے جلائے جا سکتے ہیں۔ یہ اس کے نروان کی ابتدا تھی -

ایک پرانی کہاوٹ ہے : ”اپنے ذہن کو ہموار رکھو - اگر ذہن ہموار ہو تو ساری دنیا ہموار بن جائے گی -“ ان الفاظ پر سوچیے - دھیان میں رکھیے کہ دنیا کے سارے فرق ذہن کے تمیز کرنے والے خیال سے پیدا ہوتے ہیں - انہیں الفاظ میں نروان کا راستہ ہے - سچ ہے کہ نروان کی طرف لے جانے والے راستے بے شمار ہیں -

۳

عقیدے کا راستہ

۱. جو بدھ، دھرم اور اخوت میں پناہ لیتے ہیں وہ بدھ کے پیرو کہلاتے ہیں - بدھ کے پیرو چار راستوں کو اپناتے ہیں — ضوابط، عقیدہ، نذر اور حکمت -

بدھ کے پیرو پانچ ضوابط کی پابندی کرتے ہیں : کسی جاندار کو نہ مارنا ، چوری نہ کرنا ، حرام کاری سے باز رہنا ، جھوٹ نہ بولنا اور نشہ آور اشیا نہ استعمال کرنا ۔

بدھ کے پیرو بدھ کی کامل حکمت پر عقیدہ رکھتے ہیں ۔ وہ لالچ اور خود غرضی سے دور رہ کر نذر کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ وہ اسباب و کیفیات کا قانون سمجھتے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ دنیا کی تمام چیزیں بدلتی رہتی ہیں ۔

مشرق کی طرف جھکا ہوا پیڑ گرتے وقت فطرتاًً مشرق کی طرف ہی گرے گا ۔ ویسے ہی جو لوگ بدھ کی تعلیمات غور سے سنتے ہیں اور ان پر عقیدہ رکھتے ہیں وہ یقیناًً بدھ کی پاکیزہ سرزمین میں پیدا ہوں گے ۔

۲۔ ٹھیک ہی کہا گیا ہے کہ بدھ ، دھرم اور اخوت پر عقیدہ رکھنے والے ، بدھ کے پیرو کہلاتے ہیں ۔

بدھ وہی ہیں جنہوں نے کامل نروان حاصل کیا اور اس کے ذریعے وہ سارے انسانوں کو نجات اور برکات سے نوازتے ہیں ۔ دھرم نروان کا جوہر ، اس کی روح اور اس کی تشریح کرنے والی تعلیم ہے ۔ سنگھ ، بدھ اور دھرم کے ماننے والوں کے درمیان مکمل بھائی چارے کو کہتے ہیں ۔

بدھ ، دھرم اور اخوت یہ تین ہوتے ہوئے بھی ایک دوسرے سے الگ تین چیزیں نہیں ہیں ۔ بدھ دھرم میں ظاہر ہوتے ہیں اور اس دھرم کو اخوت کے ذریعے عملی جامہ پہنایا جاتا ہے ۔ اس لیے دھرم پر عقیدہ رکھنا اور اخوت کی پرورش کرنا تو بدھ پر عقیدہ رکھنے کے برابر ہے ۔ اور بدھ پر عقیدہ رکھنے کے معنی ہیں کہ دھرم اور اخوت پر عقیدہ رکھنا ۔

اس لیے سب لوگوں کو صرف بدھ پر عقیدہ رکھنے سے نجات ملتی ہے اور نروان حاصل ہوتا ہے ۔ بدھ سبھی لوگوں سے اپنے بچوں کی طرح محبت کرتے ہیں ۔ اس لیے اگر کوئی بدھ کو اپنا باپ مانتا ہے تو وہ بدھ کے ساتھ ایک ہو جاتا ہے اور نروان حاصل کر لیتا ہے ۔

اس طرح جو بدھ کا دھیان کرتے ہیں انہیں حکمت کا نور ملے گا اور ان کی شرافت کی خوشبو سے ان کی زندگی مہک اٹھے گی ۔

۳۔ بدھ پر عقیدہ رکھنے سے زیادہ فائدہ مند اس دنیا میں کچھ بھی نہیں ہے ۔ صرف ایک بار بدھ کا نام سن کر ان پر عقیدہ رکھتے ہوئے ایک لمحے کے لیے بھی مسرور ہونا بے مثال فائدے کا باعث ہوتا ہے ۔

اس لیے آدمی کو، چاہے اس دنیا میں بھری ہوئی آگ میں سے گزرنا پڑے، تعلیمات کے حصول میں مسرت حاصل کرنی چاہیے ۔

دھرم کا درس دینے والے استاد سے ملاقات ہونا مشکل ہے ، بدھ سے ملنا اور زیادہ مشکل ہے اور ان کی تعلیمات پر عقیدہ رکھنا مشکل تر ہے ۔

لیکن جن سے ملاقات ہونا مشکل ہے ان سے ملاقات ہوئی ہے اور جو مشکل سے ہی سنا جا سکتا ہے وہ سننے کا موقع ملا ہے تو آپ کو خوش ہونا چاہیے ، اعتماد کرنا چاہیے اور بدھ پر عقیدہ رکھنا چاہیے ۔

۴ . زندگی کے لمبے سفر میں عقیدہ سب سے اچھا ہم سفر ہے ، سفر کا سب سے اچھا توشی ہے اور سب سے اچھی دولت ہے ۔

عقیدہ دھرم کو قبول کر کے سبھی خوبیوں کو حاصل کرنے والا پاکیزہ ہاتھ ہے ۔ عقیدہ دنیاوی ہوسوں کی گندگیوں کو جلا کر خاک کرنے والی آگ ہے وہ بوجھ کو اتار کر آدمی کے راستے کی رہنمائی کرتا ہے ۔

عقیدہ لالچ ، خوف اور غرور کو دور کرتا ہے ؛ وہ انکسار اور دوسروں کی عزت کرنا سکھاتا ہے ؛ وہ ماحول کی زنجیروں سے آدمی کو رہا کرتا ہے ؛ مصیبت کا سامنا کرنے کی ہمت دیتا ہے ؛ وہ تحریصوں پر قابو پانے کی طاقت عطا کرتا ہے ؛ اپنے عمل کو روشن اور پاک رکھنے میں مدد دیتا ہے اور حکمت سے ذہن کو مالا مال کر دیتا ہے ۔

جب راستی لمبا اور اکتا دینے والا ہوتا ہے تو عقیدہ حوصلہ بن جاتا ہے اور نروان کی طرف لے جاتا ہے ۔

عقیدہ ہمیں یہ احساس دلاتا ہے کہ گویا ہم ہمیشہ بدھ کے سامنے ہیں اور بدھ کے بازو ہمارے معاون ہیں۔ عقیدہ ہمارے سخت اور خود غرض ذہن کو نرم بناتا ہے اور دوسروں کے ساتھ دوستانہ برتاو کرنے کا جذبہ اور ہمدرد ذہن دیتا ہے۔

۵. جو عقیدہ رکھتے ہیں وہ جو کچھ بھی سنتے ہیں اس سے بدھ کی تعلیمات سننے کی حکمت حاصل ہوتی ہے۔ عقیدہ رکھنے والوں کو یہ سمجھنے کی حکمت بھی حاصل ہوتی ہے کہ تمام چیزیں اسباب و کیفیات کی وجہ سے ظہور میں آتی ہیں اور عقیدہ ان کو تحمل کے ساتھ قبول کرنے اور اپنے حالات سے سکون کے ساتھ ہم آہنگ ہونے کی حکمت دیتا ہے۔

یہ جانتے ہوئے کہ حالات اور ظاہری شکلیں چاہے جتنی بدلیں زندگی کی حقیقت ہمیشہ مستقل رہتی ہے ، عقیدہ انہیں زندگی کی بے ثباتی کو پہچاننے کی حکمت دیتا ہے اور ان پر کیسی بھی آفت کیوں نہ پڑے یا خود زندگی ختم کیوں نہ ہو جائے حیران نہ ہونے اور رنج نہ کرنے کی حکمت دیتا ہے ۔

عقیدے کے تین اہم پہلو ہیں ۔ پشیمانی ، دوسروں کے اوصاف حمیدہ کا پرخلوص اور پرلطف احترام اور بدھ کے ظہور کو ممنونیت کے ساتھ قبول کرنا ۔

لوگوں کو عقیدے کے ان پہلوؤں کو ترقی دینی چاہیے - انہیں اپنے گناہوں اور آلودگیوں کا احساس کرنا ، ان سے شرمندہ ہونا اور ان پر پچھتانا چاہیے - انہیں چاہیے کہ وہ دوسروں کی نیکیوں کو دیکھ کر خوش ہوں اور ان کے لیے دعا مانگیں اور ہمیشہ بدھ کے ساتھ عمل کرنے اور بدھ کے ساتھ رہنے کی خواہش کریں۔

عقیدے کا ذہن خلوص کا ذہن ہوتا ہے۔ اس میں گہرائی ہوتی ہے۔ وہ اس بات سے خوش ہوتا ہے کہ بدھ اپنی طاقت سے اس کو بدھ کی سرزمین کی طرف لے جاتے ہیں۔

لہذا بدھ لوگوں کو ایسی طاقت دیتے ہیں جو ان کو بدھ کی سر زمین کی طرف لے جاتی ہے، ان کو پاک بناتی ہے اور خود فریبی سے ان کو محفوظ کرتی ہے۔ ساری دنیا میں جس کی تعریف ہو رہی ہے، بدھ کے اس نام کو سن کر اگر ایک لمحے کے لیے بھی اس پر عقیدہ لائیں تو وہ بدھ کی سرزمین کی طرف ان کی رہنمائی کریں گے۔

۶. عقیدہ دنیاوی ذہن میں باہر سے ڈالی جانے والی کوئی چیز نہیں ہے۔ وہ تو ذہن کی تہ میں پڑی ہوئی فطرت بدھ کا اظہار ہے۔ کیونکہ بدھ کو سمجھنے والا خود بدھ ہوتا ہے، بدھ پر عقیدہ رکھنے والا بھی خود بدھ ہوتا ہے۔

ذہن میں فطرت بدھ ہونے کے باوجود بھی وہ دنیاوی ہوسوں کے کیچڑ میں اتنی گہری ڈوبی ہے کہ اس میں پھول کھلنا ممکن نہیں ہوتا - لالچ، غم اور دنیاوی ہوسوں کے درمیان بدھ کی طرف بڑھنے والا پاکیزہ ذہن کیسے پیدا ہوگا ؟ لیکن عقیدہ اسے ممکن بناتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ایرنڈ نامی زہریلے درختوں کے جنگل میں صرف ایرنڈ کے درخت ہی اگتے ہیں اور خوشبودار چندن کے درخت نہیں اگتے۔ ایرنڈ کے جنگل میں چندن کا درخت پیدا ہوا تو اسے ایک معجزہ کہنا چاہیے۔ اسی طرح لوگوں کے دل میں بدھ پر عقیدہ پیدا ہوا تو وہ بھی ایک معجزہ ہی ماننا چاہیے۔

اس لیے بدھ پر اعتقاد کرنے والے عقیدہ کو 'بے جڑ عقیدہ' کہا جاتا ہے۔ اس کے پیدا ہونے کے لیے انسان کے ذہن میں کوئی جڑ نہیں ہوتی مگر بدھ کے دردمند ذہن میں اس کی جڑ ہوتی ہے۔

۷. عقیدہ بہت شمر بار اور مقدس ہے۔ لیکن نکم ذہن میں اس کا پیدا ہونا مشکل ہے۔ خصوصاً یہ پانچ شک ہیں جو راستے پر چلنے والوں کے لیے رکاوٹ بنتے ہیں۔

پہلا ہے، بدھ کی حکمت پر شک کرنا، دوسرا ہے، بدھ کی تعلیمات پر شک کرنا، تیسرا ہے، بدھ کی تعلیمات کی تشریح کرنے والے پر شک کرنا، چوتھا ہے، اس بات پر شک کرنا کہ نروان کے راستے پر چلنے کے لیے جو طریقے بتائے گئے ہیں وہ معتبر ہیں یا نہیں، پانچواں ہے، اپنے مغرور اور بے چین ذہن کی وجہ سے بدھ کی تعلیمات کو سمجھنے اور ان کی پابندی کرنے والوں کے خلوص پر شک کرنا۔

سچ مچ شک سے خوفناک اور کوئی چیز اس دنیا میں نہیں ہے۔ شک لوگوں کو جدا کرتا ہے اور توڑتا ہے۔ یہ ایک ایسا زہر ہے جو دوستی کو ختم کرتا ہے اور اچھے تعلقات کو برباد کردیتا ہے۔ یہ ذہن میں چبھنے اور زخم کرنے والا کانٹا ہے۔ یہ ایک قاتل شمشیر ہے۔

عقیدے کے بیج بہت زمانے پہلے بدھ کی دردمندی سے بوئے گئے۔ جب ہمارے ذہن میں عقیدہ پیدا ہو جائے تو ہمیں اس بات کو سمجھنا اور بدھ کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔

ہمیں یہ کبھی نہیں بھولنا چاہیے کہ ذہن میں جاگا ہوا عقیدہ تو اپنی دردمندی کی وجہ سے نہیں بلکہ بدھ کی دردمندی کی وجہ سے ہے جس نے انسانی ذہن میں بہت پہلے عقیدے کی مقدس روشنی پھیلائی اور اس کی جہالت کی تاریکی کو مٹایا۔

معمولی زندگی بسر کرتے ہوئے بھی ہم بدھ کی پاکیزہ سر زمین میں پیدا ہو سکتے ہیں۔ اگر بدھ کی مسلسل دردمندی کے ذریعے ہم اپنے ذہن میں عقیدہ پیدا کریں۔

واقعی اس دنیا میں پیدا ہونا مشکل ہے، دھرم سننا مشکل ہے، عقیدے کا بیدار ہونا اور زیادہ مشکل ہے۔ اس لیے بدھ کی تعلیمات کو سننے کے لیے آدمی کو اپنی پوری کوشش کرنی چاہیے۔

بدھ کے اقوال

۱. جو یہی سوچتا ہے کہ ”اس نے مجھے گالی دی، مجھ پر ہنسنا، اس نے مجھے مارا۔“ اس کا غصہ کبھی نہیں اترتا۔

ذہن میں مزاحمت کی موجودگی سے غصہ نہیں مٹتا ہے۔ مزاحمت کو بھول جانے سے ہی غصہ مٹ جاتا ہے۔ اگر چہت ٹھیک سے نہ بنائی گئی یا درست نہ کی گئی تو بارش کی بوندیں گھر میں چونے لگیں گی۔ اس طرح بے قابو یا غیر تربیت یافتہ ذہن میں لالچ گھس جاتا ہے۔

نکما رہنا موت کی طرف لے جانے والا مختصر راستہ ہے اور محنتی ہونا زندگی کا راستہ ہے۔ بے وقوف لوگ نکلے پوتے ہیں اور عقلمند لوگ محنتی پوتے ہیں۔

تیر بنانے والا اپنے تیروں کو سیدھا بنانے کی کوشش کرتا ہے، اسی طرح عقلمند آدمی اپنے ذہن کو سیدھا رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔

پریشان ذہن ہمیشہ سرگرم رہتا ہے، اس پر قابو پانا مشکل ہے اور وہ بھٹکتا رہتا ہے۔ اس لیے ذہن پر قابو پانے سے ہی سکون مل سکتا ہے۔

آدمی کا ذہن ہی اسے گناہ کی طرف للچاتا ہے، اس کا دشمن یا حیف نہیں۔

جو اپنے کو لالچ ، غصب اور بے وقوفی سے محفوظ رکھتا ہے اس کو حقیقی سکون ملتا ہے۔

۲. صالح قول بغیر عمل صالح کے اس پھول کی مانند ہے جس میں رنگ تو ہے لیکن خوشبو نہیں ہوتی۔

پھول کی خوشبو ہوا کے خلاف پھیل نہیں سکتی لیکن اچھے آدمی کا احترام ہوا کے خلاف دنیا میں پھیل جاتا ہے۔

نیند نہ آنے والے کو رات لمبی معلوم ہوتی ہے اور تھک جانے والے کو راستی دور لگتا ہے۔ ویسے ہی سچی تعلیمات نہ جاننے والے آدمی کو فریب اور دکھ کا وقت لمبا لگتا ہے۔

آدمی کو ذہنی طور پر برابر یا بہتر شخص کے ساتھ سفر کرنا چاہیے۔ بے وقوف آدمی کے ساتھ سفر کرنے سے اکیلے سفر کرنا بہتر ہے۔

دروندے سے زیادہ برے دوست سے ڈرنا چاہیے۔ درندہ بدن کو زخم دے سکتا ہے لیکن برا دوست ذہن کو چوٹ پہنچائے گا۔

”یہ میرا بیٹا ہے، یہ میری دولت ہے۔“ بے وقوف آدمی یہ سوچ کر دکھی رہتا ہے۔ جو آدمی اپنے ذہن پر قابو پا نہیں سکتا ہے تو اسے ان خیالات سے کیسے تسکین ہو سکتی ہے۔

بے وقوف ہو کر اپنی بے وقوفی کو جاننا، بے وقوف ہوتے ہوئے بھی اپنے کو عقلمند سمجھنے سے کہیں بہتر ہے۔

جس طرح چمچہ اپنے منہ پر رکھ ہوئے کھانے کا مزہ نہیں چکھ سکتا ہے اسی طرح بے وقوف آدمی عقلمند آدمی سے میل جول رکھنے کے باوجود اس کی حکمت سمجھ نہیں سکتا ہے۔

تازہ دودھ اکثر جلدی نہیں جمتا ویسے ہی برے عمل کا نتیجہ جلدی سامنے نہیں آتا۔ برا عمل تو خاک کے نیچے دے ہوئے انگاروں کی مانند ہوتا ہے جو سلگتے رہتے ہیں اور آخر میں بڑی آگ بن جاتے ہیں۔

عالی عہدہ ، ترقی ، فائدہ اور شہرت کی خواہش کرتے رہنا بے وقوفی ہے کیونکہ ایسی خواہشیں کبھی خوشی نہیں دیتیں بلکہ دکھ کا سبب بنتی ہیں۔

غلطیوں اور خامیوں کی نشان دہی اور برائی کی مذمت کرنے والے اچھے دوست کا اس طرح احترام کرنا چاہیے گویا اس نے چھپا خزانہ دیا ہو۔

۳. اچھی ہدایات پا کر جو آدمی خوش ہوتا ہے وہ آرام کی نیند سوئے گا کیونکہ اس کا ذہن صاف ہو جاتا ہے۔

جس طرح بڑھئی شہتیر کو سیدھا بناتا ہے ، تیر بنانے والا تیروں کو سیدھا بناتا ہے ، پانی کی نالی بنانے والا اس کو اس طرح سیدھا بناتا ہے کہ اس

میں پانی بغیر رکاوٹ کے بہتا رہ سکے ، اسی طرح
عقلمند آدمی اپنے ذہن پر قابو پانے کی کوشش کرتا ہے
کی وہ سیدھے سادھے ڈھنگ سے کام کرتا رہے ۔

جس طرح بڑا پتھر ہوا سے نہیں ہلتا اسی طرح
عقلمند آدمی پر خوشامد یا گالی کا کوئی اثر نہیں
پڑتا ۔

اپنے آپ پر فتح پانا جنگ میں ہزاروں
دشمنوں کو فتح کرنے سے زیادہ بہتر ہے ۔

سچی تعلیمات کو بغیر جانے ہوئے سو سال زندہ
رہنے کے مقابلے میں ان کو سن کر ایک دن جینا
کہیں بہتر ہے ۔

جو خود اپنا احترام کرتا ہے اسے خود کو گناہ سے
بچاتے رہنا چاہیے ۔ جوانی ، ادھیڑ عمر اور بڑھاپا یہی
کیوں نہ ہو ، زندگی میں ایک بار تو عقیدہ جگانا
چاہیے ۔

یہ دنیا ہمیشہ جلتی رہتی ہے ۔ لالچ ، غصہ
اور حماقت کی آگ میں جل رہی ہے۔ اس جلتے گھر سے
جلد از جلد بھاگ نکلنا چاہیے ۔

یہ دنیا ایک حباب کی مانند ہے ، مکڑی کے
جالے کی مانند ہے ، گندگی سے بھرے ہوئے مرتبان کی
مانند ہے ۔ اس لیے ہر ایک کو ہمیشہ اپنے ذہن کی
پاکیزگی کی حفاظت کرنی چاہیے ۔

۴. کوئی بھی برا عمل نہ کرنا، نیکی کرتے رہنا اور اپنے ذہن کو پاکیزہ رکھنا۔ یہی بدھ کی تعلیمات کا جوہر ہے۔

تحمل کا عمل ایک مشکل ترین اصول ہے۔ لیکن جو تحمل کرتا ہے آخری جیت اس کی ہوتی ہے۔

غصے کے ذہن میں آتے ہی اس کو نکال دینا چاہیے، رنجیدگی کے دوران رنج کو ترک کر دینا چاہیے، لالچ آتے ہی لالچ کو دور کرنا چاہیے، اس دکھ بھری دنیا میں کسی بھی چیز کو اپنی نہ سمجھتے ہوئے پاکیزہ زندگی بسر کرنا چاہیے۔

تندرستی سب سے بڑی نعمت ہے، قانع ہونا دولتمند ہونے سے بہتر ہے، اعتماد دوستی کی سچی پہچان ہے، نروان حاصل کرنا سب سے بڑی خوشی ہے۔

جس کو برائی سے نفرت کا احساس ہو، سکون کا احساس ہو اور اچھی تعلیمات سننے سے مسرت کا احساس ہو وہ کسی چیز سے نہیں ڈرتا ہے۔

اپنی پسندیدہ چیزوں سے لگاؤ نہ رکھو، اپنی ناپسند چیزوں سے نفرت نہ کرو۔ الفت و نفرت سے رنج، خوف اور وابستگی پیدا ہوتی ہے۔

۵. لوہے سے پیدا شدہ زنگ لوہے کو برباد کر دیتا ہے اسی طرح برائی آدمی کے ذہن سے پیدا ہوتی ہے اور اس کو برباد کر دیتی ہے۔

گھر میں مقدس کتاب ہونے پر بھی اسے پڑھا نہ جائے تو اس پر دھول جم جاتی ہے ، گھر کی ہر وقت مرمت نہ کی جائے تو وہ فرسودہ ہو جاتا ہے ، اسی طرح کاہل کا بدن گندا ہو جاتا ہے۔

ناپاک عمل آدمی کو گندا کرتے ہیں ، کنجوسی نذر کو گندا کرتی ہے ، اسی طرح برے عمل نہ صرف اس جنم کو بلکہ آئے والے کئی جنموں کو گندا کر دیتے ہیں۔

لیکن نجاستوں میں سب سے بھیانک جہالت کی نجاست ہے ۔ جہالت کو دور کیے بغیر آدمی اپنے ذہن اور بدن کو پاک کرنے کی توقع نہیں کر سکتا ہے۔

بے حیا بن جانا ، کوئے کی طرح زبان دراز اور بے باک ہونا ، دوسروں کو چوٹ پہنچا کر بھی نہ پچھتانا آسان ہے۔

منکسر ہونا ، دوسروں کی عزت کرنا ، لگاؤ سے دور رہنا ، اپنے فکر و عمل کو پاکیزہ رکھنا اور عقلمند ہونا مشکل ہے۔

دوسروں کی غلطیاں نکالنا آسان ہے لیکن اپنی غلطیاں تسلیم کرنا بہت مشکل ہے۔ آدمی سوچے بغیر دوسروں کے گناہوں کو نشر کرتا ہے۔ لیکن اپنی غلطیوں کو اس طرح چھپاتا ہے جیسے کوئی جواہری اپنے پانسے کو۔

آسمان میں چڑیوں ، دھوئیں یا آندھی کا کوئی نشان نہیں بنتا۔ غلط تعلیمات نروان کی طرف نہیں لے جاتیں۔ اس دنیا میں کوئی مستقل چیز نہیں ۔ لیکن جس کو نروان حاصل ہے وہ ذہن مستقل ہے ۔

۶. جیسا فوجی محافظ اپنے قلعے کے دروازوں کی حفاظت کرتا ہے اسی طرح باہری اور اندرونی خطرات سے ذہن کی حفاظت کرنی چاہیے ۔ ایک لمحہ بھی ذہن کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے ۔

آدمی خود ہی اپنا مالک ہے خود ہی اپنا نخلستان ہے ۔ اسی لیے سب سے زیادہ اپنے آپ کو قابو میں رکھنا چاہیے ۔

اپنے ذہن پر قابو پانا ، بکواس نہ کرنا اور فکرمند رہنا دنیاوی بندھنوں سے نجات پانے کے لیے پہلا قدم ہے ۔

سورج دن میں چمکتا ہے ، چاند رات کو اجالا کرتا ہے اور ضابطہ سپاہی کے وقار میں اضافہ کرتا ہے، اسی طرح خاموشی سے دھیان کرنا نروان کے متلاشی کو ممتاز بناتا ہے ۔

جو اپنے پانچ احساسات — آٹھ ، کان ، ناک ، زبان اور بدن کی نگہبانی نہیں کرسکتا اور اپنے ماحول پر للچاتا ہے وہ نروان کے لیے تربیت کے قابل نہیں ہے ۔ پانچ احساسات کے دروازوں کی جو نگہبانی کرتا ہے اور اپنے ذہن کو پرسکون رکھتا ہے وہی نروان کی تربیت کے قابل ہے۔

۷۔ جب آدمی کے ذہن میں لگاؤ ہو تو وہ اس سے اندھا ہو کر چیزوں کی صحیح شکل نہیں دیکھ پاتا۔ لگاؤ سے دور رہے تو چیزوں کی صحیح شکل دیکھ پاتا ہے۔ اس لیے جس کے ذہن میں لگاؤ نہ ہو اسی کو چیزوں کی صحیح تفہیم ہوتی ہے اور اسے ان کی نئی اور نمایاں شکل دکھائی دیتی ہے۔

رنج کے بعد خوشی آتی ہے اور خوشی کے بعد رنج آتا ہے۔ لیکن جو خوشی، رنج، اچھے عمل اور برے عمل کے درمیان فرق نہیں کرتا وہ آزادی پانے کے اہل ہے۔

اٹندہ کے بارے میں فکر کرنا یا بیتے دنوں کے سایے کا پیچھا کرکے پچھتانا کٹے ہوئے سرکنڈوں کی فکر کرنا ہے۔

بیتے دنوں کی باتوں کے بارے میں نہیں پچھتانا چاہیے۔ اٹندہ کے بارے میں فکر نہیں کرنا چاہیے۔ حال کے لیے عقلمندی اور سنجیدگی کے ساتھ زندگی بسر کرے تو ذہن اور بدن دونوں تندرست رہیں گے۔

ماضی کا پیچھا نہیں کرنا چاہیے، اٹندہ کا انتظار نہیں کرنا چاہیے۔ حال کے ایک ایک لمحے پر دھیان کرنا چاہیے۔

جو کام آج کرنا ہے اس کو اچھی طرح کرنا چاہیے اور کل تک کے لیے ملتوی نہیں کرنا چاہیے۔ ابھی عمل کرکے آج کے دن کو اچھا بنایا جا سکتا ہے۔

عقیدہ آدمی کا بہترین دوست ہے اور حکمت آدمی کا بہترین رہنما ہے - آدمی کو جہالت اور دکھ کی تاریکی سے نجات پانا چاہیے اور نروان کے نور کی تلاش کرنی چاہیے -

عقیدہ آدمی کی بہترین دولت ہے ، اس کی زندگی کو مزیدار بناتا ہے اور نیکیوں کو جمع کرنا اس دنیا میں سب سے اچھا کام ہے - تعلیمات کے مطابق اپنے ذہن اور بدن پر قابو پا کر سکون حاصل کرنا چاہیے -

زندگی کے سفر میں عقیدہ غذا ہے ، نیکیاں پناہ گاہ ہیں ، حکمت اس دنیا کا نور ہے اور فکر کی درستی رات کا پہرہ دار ہے - جو پاک زندگی بسر کرتا ہے اس کو برباد نہیں کیا جا سکتا - اپنی لالچ پر قابو پانے والا ہرقید سے آزاد ہوتا ہے -

خاندان کے بھلے کے لیے اپنے آپ کو بھلا دینا چاہیے ، گاؤں کے بھلے کے لیے خاندان کو بھلانا چاہیے ، ملک کے بھلے کے لیے گاؤں کو فراموش کرنا چاہیے اور نروان کے حصول کے لیے سب کچھ بھلا دینا چاہیے -

ہر چیز بدلتی رہتی ہے - چیزیں ظہور میں آتی ہیں اور معدوم ہو جاتی ہیں - زندگی اور موت کے کرب سے نجات پانے سے ہی سکون اور امن حاصل ہو سکتا ہے -

اخوت

باب اول

اخوت کے فرائض

۱

بہکشوؤں کی زندگی

۱. جو آدمی میرا شاگرد بننا چاہتا ہے اسے اپنے خاندان کے ساتھ تمام براہ راست تعلقات کو ترک کر دینا چاہیے ، دنیا کو ترک کر دینا چاہیے اور اپنی دولت کو ترک کر دینا چاہیے ۔ جس نے دھرم کے لیے اس طرح سب کچھ ترک کر دیا ہے اور جسم و ذہن کے واسطے رہنے کے لیے کوئی جگہ نہ ہو وہ میرا شاگرد بنتا ہے اور بے گھر بھائی کہلاتا ہے ۔

کوئی میرے دامن کو پکڑ کر میرے نقش قدم پر چلے ، لیکن اگر اس کا ذہن لالچ میں مبتلا ہو تو وہ مجھ سے دور ہے ۔ چاہے اس کا لباس بہکشو کا ہو لیکن اگر وہ تعلیمات کو قبول نہیں کرتا ہے تو مجھ کو نہیں دیکھتا ہے ۔

کوئی مجھ سے ہزاروں میل دور ہو ، اگر اس کا ذہن پاکیزہ اور پرسکون ہے اور لالچ سے دور ہے تو وہ میرے نزدیک ہے ۔ کیونکہ وہ دھرم کو دیکھتا ہے اور جو آدمی دھرم دیکھتا ہے وہ مجھ کو دیکھتا ہے ۔

۲. میرے شاگرد ، بے گھر بھائیوں کو ان چار ضوابط کی پابندی کرنی چاہیے اور ان پر اپنی زندگی کی تعمیر کرنی چاہیے ۔

پہلا ، چیتھڑوں کو جوڑ کر بنائے گئے کپڑے پہننا ؛ دوسرا ، بھیک مانگ کر اپنا کھانا حاصل کرنا ؛ تیسرا ، پیڑ کے نیچے یا چٹان کے اوپر جہاں بھی رات ہو جائے سونا ؛ چوتھا ، پیشاب سے بنی ہوئی خاص دوا کا استعمال کرنا ۔

ہاتھ میں کشکول لیے در بدر بھیک مانگنا بھکاری کی زندگی ہے ۔ لیکن اس کے لیے نہ کسی نے بھکشو کو مجبور کیا ہے نہ حالات یا لالچ کے تحت وہ ایسا کرتا ہے ؛ ایسا وہ اپنی خواہش سے کرتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس دنیا کے مختلف دکھوں سے نجات پانے اور فریب سے دور رہنے کا واحد طریقہ یہی ہے ۔ کیونکہ عقیدے کی زندگی اسے نروان کی طرف لے جائے گی ۔

بھکشو کی زندگی آسان نہیں ہے ۔ اگر وہ لالچ اور غصے سے اپنے ذہن کو محفوظ نہیں رکھ سکتا اور پانچ احساسات پر قابو پا نہیں سکتا تو اسے بھکشو نہیں بننا چاہیے ۔

۳. جو اپنے کو بھکشو مانتا ہے اور لوگوں سے پوچھے جانے پر بھی ایسا جواب دے کہ ” میں بھکشو ہوں “ وہ یقیناً یہ بھی کہہ سکتا ہے ۔

” بھکشو کی حیثیت سے جو بھی کرنا چاہیے میں کروں گا ۔ میں اس سے پرخلوص رہوں گا اور بھکشو بننے کے مقصد کے حصول کی کوشش کروں گا ۔ جو عطیات سے میری مدد کریں گے ان کا ممنون ہوں گا اور اپنی سنجیدہ اور اچھی زندگی سے انہیں خوش کرنے کی کوشش کروں گا ۔ “

اچھا تو وہ کونسی باتیں ہیں جو بے گھر بھائی کو کرنی چاہیے - اسے شرم اور رسوائی کے بارے میں حساس رہنا چاہیے - اسے اپنے بدن ، قول اور ذہن کو پاکیزہ رکھنا چاہیے - اسے پانچ احساسات کے دروازوں کی اچھی طرح نگرانی کرنی چاہیے - عیش و عشرت سے لچانا نہیں چاہیے - اسے اپنی تعریف یا دوسروں کی برائیاں نہیں کرنا چاہیے - اور اسے نکما یا لمبی نیند کا شکار نہیں ہونا چاہیے -

شام کو خاموشی سے بیٹھ کر دھیان کرنے اور سونے سے پہلے سیر کے لیے اسے وقت نکالنا چاہیے - رات کو سوتے وقت داہنی کروٹ لیٹ کر پیر کے اوپر پیر رکھ کر سونا چاہیے اور اس وقت اس کا آخری خیال دوسرے دن سویرے اٹھنے کے وقت کے بارے میں ہونا چاہیے - سویرے جلدی اٹھ کر اسے پھر خاموشی سے بیٹھ کر دھیان کرنے اور سیر کرنے کا وقت نکالنا چاہیے -

دن بھر اسے اپنے ذہن کو چوکس رکھ کر اپنے بدن اور ذہن کو قابو میں رکھنا چاہیے - اور اس طرح لالچ ، غصہ ، بے وقوفی ، نیند ، بے قراری ، پچھتاوا ، شک اور دوسری دنیاوی ہوسوں سے دور رہ کر ذہن کو صاف کرنا چاہیے -

اس طرح دھیان سے اعلیٰ حکمت کو پروان چڑھاتے ہوئے دنیاوی ہوسوں کو ترک کر کے نروان کی طرف بڑھتے رہنا چاہیے۔

۴. اگر بے گھر بھائی لالچ ، غصب ، آزردگی ، حسد ، غرور اور دھوکے کے جال میں پھنس جائے تو وہ اس آدمی کی مانند ہے جو اپنے ہاتھ میں باریک کپڑے میں لپٹی ہوئی ایک دو دھاری تلوار لیتا ہے۔
بھکشو کے کپڑے پہننے سے ، بھیک مانگنے سے اور آسانی کے ساتھ سوتروں کو پڑھنے سے بے گھر بھائی نہیں بن سکتا۔ وہ باہر سے تو بے گھر بھائی دکھائی دیتا ہے اور کچھ بھی نہیں ہے۔

ظاہری شکل کے لحاظ سے جو بے گھر بھائی دکھائی دیتا ہے لیکن اس کے باوجود دنیاوی ہوسوں کو ترک نہیں کر سکتا وہ بے گھر بھائی نہیں ہے۔ وہ اس بچے سے زیادہ نہیں ہے جو بھکشو کے کپڑوں میں ملبوس ہو۔

جو اپنے ذہن کے ارتکاز اور اس پر قابو پانے کے اہل ہیں ، حکمت کے مالک ہیں ، دنیاوی ہوسوں کو ترک کر دیتے ہیں اور صرف نروان کی طرف بڑھتے رہتے ہیں وہی سچے بے گھر بھائی کہے جا سکتے ہیں۔

سچے بے گھر بھائی تو اپنے خون کے آخری قطرے کو کھو بیٹھنے یا اپنی ہڈیوں کے ریزہ ریزہ ہونے پر بھی نروان کی منزل تک پہنچنے کا فیصلہ کرتا ہے۔
ایسا آدمی اگر دل لگا کر کوشش کرتا رہے تو آخر میں وہ اپنی منزل مقصود تک پہنچے گا اور نمایاں کام کرنے کی اہلیت سے اس کا ثبوت دے گا۔

۵. بے گھر بھائی کا مقصد بدھ کی تعلیمات کی تبلیغ کرنا ہے۔ اسے تمام لوگوں کو دھرم کے بارے میں تلقین کرنی چاہیے؛ سوئے ہوئے لوگوں کی آنکھیں کھولنا چاہیے؛ غلط خیالات کی تصحیح کرنی چاہیے؛ درست نقطہ نظر حاصل کرنے کے لیے لوگوں کی مدد کرنی چاہیے؛ اسے اپنی جان خطرے میں ڈال کر بھی تعلیمات کو پھیلانے کے لیے کہیں بھی جانا چاہیے۔

لیکن دھرم کی تبلیغ کرنا آسان کام نہیں ہے، اس لیے جو دھرم کے بارے میں سکھانا چاہتا ہے اسے بدھ کے کپڑے پہننا، بدھ کے تخت پر بیٹھنا اور بدھ کے کمرے میں داخل ہونا چاہیے۔

بدھ کے کپڑے پہننے کا مطلب ہے منکسر رہنا اور تحمل کرنا۔ بدھ کے تخت پر بیٹھنے کا مطلب ہے سبھی چیزوں کو بے ذات اور بے اصل دیکھ کر ان سے لگاؤ نہ ہونا۔ بدھ کے کمرے میں داخل ہونے کا مطلب ہے سبھی لوگوں کو سمیٹنے والی عظیم دردمندی کا احساس رکھنا۔

۶. جو لوگ بدھ کی تعلیمات سکھانا چاہتے ہیں ان کو چار باتوں کی فکر کرنی چاہیے - پہلی ، اپنے اطوار کے بارے میں ، دوسری ، اپنے اقوال کے بارے میں ، تیسری ، تبلیغ سے متعلق اپنے ارادے اور مقصد کے بارے میں ، چوتھی ، عظیم دردمندی کے بارے میں -

اول ، جو دھرم کے بارے میں وعظ کرتا ہے اس کو سب سے پہلے تحمل کی سرزمین پر اپنا قدم رکھنا چاہیے - اسے عاجز ہونا چاہیے ، انکسار برتنا چاہیے - اسے تشہیر کی طلب نہیں ہونی چاہیے - اسے ہمیشہ چیزوں کے خالی پن کے بارے میں سوچنا چاہیے - اور اسے کسی چیز سے بھی وابستگی نہیں ہونی چاہیے - اگر وہ یوں فکرمند رہے تو وہ صحیح کردار کا حامل ہوگا -

دوم ، لوگوں اور مواقع کے ساتھ تعلق میں احتیاط برتنی چاہیے۔ بدی کی زندگی بسر کرنے والوں یا صاحبان اقتدار سے گریز کرنا چاہیے۔ اسے جنس مخالف سے بچنا چاہیے - اسے لوگوں کے ساتھ دوستانہ انداز میں تعلق قائم کرنا چاہیے۔ اسے یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ چیزیں اسباب و کیفیات کے امتزاج سے پیدا ہوتی ہیں اور اس مقام پر کھڑے ہو کر اسے نہ تو کسی پر الزام لگانا چاہیے نہ گالی دینی چاہیے۔ نہ ان کی غلطیاں بیان کرنا چاہیے، نہ ان کی تحقیر کرنی چاہیے۔

سوم، اسے اپنے ذہن کو پرسکون رکھنا چاہیے گویا بدھ اس کے روحانی باپ ہیں اور دوسرے بے گھر بھائیوں کو جو نروان کے لیے تربیت کر رہے ہیں اپنے استاد کا

مقام دینا چاہیے اور ہر ایک کو نہایت دردمندی کے ساتھ دیکھنا چاہیے۔ پھر اسے ہر ایک کو مساوی طور پر سکھانا چاہیے۔

چہارم، اسے بدھ کی طرح اپنے دردمندی کے جذبے کو بھرپور طریقے پر خود اپنا اظہار کرنے دینا چاہیے۔ خاص طور پر اسے اپنے دردمندی کے جذبے کو ان لوگوں کے لیے، جو نروان کے راستے سے بہت کم واقف ہیں، ابلنے دینا چاہیے۔ اسے ان کے نروان کے حصول کے لیے آرزو مند ہونا چاہیے۔ اور پھر بے لوث کوشش کے ساتھ ان کی دلچسپی کو جگانے کے لیے اپنی آرزو کی تکمیل کے لیے عمل کرنا چاہیے۔

۲

عام پیروکار کا راستہ

۱. جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے بدھ کا شاگرد بننے کے لیے آدمی کو تین جواہرات، یعنی بدھ، دھرم اور اخوت پر عقیدہ رکھنا چاہیے۔

اس لیے عام پیروکار بننے کے لیے آدمی کو بدھ پر غیر متزلزل عقیدہ رکھنا چاہیے، دھرم پر عقیدہ رکھنا، اسے پڑھنا اور ضوابط کو عملی جامہ پہنانا چاہیے اور اخوت کو پروان چڑھانا چاہیے۔

عام پیروکاروں کو پانچ ضوابط کی پابندی کرنی چاہیے۔ قتل نہ کرنا، چوری نہ کرنا، حرام کاری نہ کرنا، جھوٹ نہ بولنا اور نشہ آور چیزیں استعمال نہ کرنا۔

عام پیروکاروں کو ان تین جواہرات پر عقیدہ رکھنے اور ضوابط کی پابندی کرنے کے ساتھ ساتھ دوسروں کے ان جواہرات اور ضوابط پانے کے لیے مدد دینے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔ خاص کر برادری اور دوستوں میں بدھ، دھرم اور اخوت پر عقیدہ پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ وہ بھی بدھ کی دردمندی کے حصار بنیں۔

تین جواہرات پر عقیدہ رکھنے اور ضوابط کی پابندی کرنے کا مقصد تو نروان کا حصول ہے۔ اس لیے ان کو ہوسوں کی دنیا میں رہ کر بھی ایسی ہوسوں سے لگاؤ نہ رہنا چاہیے۔

عام پیروکاروں کو ہمیشہ یہ یاد رکھنی چاہیے کہ وہ کسی نہ کسی وقت اپنے والدین اور گھر والوں سے جدا ہونے اور اس حیات و موت کی دنیا سے رخصت ہونے پر مجبور ہوں گے۔ ان کو اس زندگی کی چیزوں سے لگاؤ نہ رکھنا چاہیے اور اپنے ذہن کو نروان کی دنیا پر مرکوز کرنا چاہیے جہاں جدائی نہیں ہے۔

۲. اگر عام پیروکار بدھ کی تعلیمات سن کر سنجیدہ اور مستقل عقیدہ رکھیں تو ان کے ذہن کو ایک پرسکون خوشی ہوگی جو ان کے خارج اور داخل میں چمکے گی۔

عقیدے کا ذہن پاکیزہ اور ملائم ہے اور وہ ہمیشہ صبر اور تحمل کرتا ہے اور جھگڑے سے دور رہتا ہے اور لوگوں کے لیے پریشانی کا باعث نہیں ہوتا بلکہ وہ ہمیشہ تین جواہرات پر دھیان دیتا ہے : بدھ ، دھرم اور اخوت۔ اس لیے ان کے ذہنوں میں خوشی خود ہی خود پیدا ہوتی ہے اور ہر جگہ نروان کا نور دکھائی دیتا ہے۔

چونکہ عقیدے سے وہ اور بدھ متحد ہو جاتے ہیں اور خود غرضی سے دور رہتے ہیں اس لیے ان کو ملکیت سے لگاؤ نہیں ہوتا اور اسی لیے ان کو روزمرہ زندگی سے نہ ڈر ہوتا اور مذمت کیے جانے سے بھی خوفزدہ نہیں ہوتے ۔

چونکہ ان کو اس بات پر یقین ہے کہ وہ بدھ کی سرزمین پر پیدا ہوں گے اس لیے وہ موت سے نہیں ڈرتے۔ چونکہ ان کو تعلیمات کی سچائی اور تقدس پر عقیدہ ہے اس لیے وہ کسی خوف کے بغیر اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے ہیں۔

چونکہ ان کا ذہن سب لوگوں کے ساتھ ہمدردی سے بھرا ہوا ہے اس لیے وہ سبھی لوگوں کے ساتھ یکساں رویہ اختیار کرتے ہیں۔ اور چونکہ ان کا ذہن پسند یا نا پسند کے امتیاز سے آزاد ہے اس لیے وہ پاکیزہ منصف اور ان کے ہر اچھے کام میں خوش ہوگا۔

خواہ وہ خراب حالات میں ہیں یا خوشحالی میں ان کا عقیدہ پختہ تر ہو جاتا ہے۔ اگر وہ انکسار کو پروان چڑھاتے ہیں، بدھ کی تعلیمات کا

احترام کرتے ہیں، قول و عمل میں یکساں ہیں، حکمت کی رہنمائی میں چلتے ہیں اور ان کا ذہن پہاڑ کی طرح اٹل ہے تو وہ استقلال کے ساتھ نروان کے راستے پر آگے بڑھیں گے۔

اور چاہے کتنے مشکل حالات یا آلودہ ذہن کے لوگوں کے درمیان رہنے پر مجبور ہوں ، اگر وہ بدھ پر اپنے عقیدے کو پروان چڑھاتے ہیں تو وہ انہیں بہتر کاموں کی طرف لے جائیں گے۔

۳. لہذا آدمی کو سب سے پہلے بدھ کی تعلیمات سننے کی خواہش رکھنی چاہیے۔

اگر کوئی اس سے کہے ” اس جلتی آگ میں سے گزرنے سے نروان حاصل ہوگا۔“ تو اس کو خوشی سے اس آگ میں سے گزرنے پر آمادہ ہونا چاہیے۔

دنیا میں بھری ہوئی آگ میں سے گزرنے سے بدھ کا نام سننا کہیں زیادہ تسکین کا باعث ہوتا ہے۔

اگر ایک آدمی بدھ کی تعلیمات کی پیروی کرنا چاہتا ہے تو اس کو انانیت پسند یا نفس پرست نہیں ہونا چاہیے بلکہ سبھی لوگوں کے ساتھ گہری بھلائی کا رویہ اختیار کرنا چاہیے، اس کو قابل احترام لوگوں کا احترام کرنا چاہیے، اس کو قابل خدمت لوگوں کی خدمت کرنی چاہیے اور ہر آدمی سے یکساں مہربانی کا سلوک کرنا چاہیے۔

اس طرح عام پیروکاروں کو سب سے پہلے اپنے ذہن کو تربیت دینی چاہیے اور دوسروں کی باتوں سے پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ اس طرح انہیں بدھ کی تعلیم کو قبول کر کے اس کو عملی جامی پہنانا چاہیے اور دوسروں پر رشک نہیں کرنا چاہیے، دوسروں سے متاثر نہیں ہونا چاہیے اور دوسرے راستوں پر دھیان نہیں دینا چاہیے۔

جو لوگ بدھ پر عقیدہ نہیں رکھتے ہیں وہ صرف اپنے آپ ہی کا خیال کرنے سے تنگ دل ہو جاتے ہیں اور بے چین رہتے ہیں۔ لیکن جو لوگ بدھ کی تعلیمات پر عقیدہ رکھتے ہیں ان کو یقین ہے کہ بدھ کی عظیم حکمت اور عظیم دردمندی سبھی چیزوں پر حاوی ہے۔ اس لیے وہ ادنیٰ سی باتوں سے پریشان نہیں ہوتے۔

۴. جو لوگ بدھ کی تعلیمات سنتے ہیں اور اس کو قبول کرتے ہیں وہ اپنی زندگی کو عارضی سمجھتے ہیں اور اپنے بدن کو صرف دکھوں کا اجتماع اور سبھی برائیوں کا سرچشمہ سمجھتے ہیں۔ اس لیے ان کو ان سے لگاؤ نہیں ہوتا۔

ساتھ ہی وہ اپنے بدن کی دیکھ بھال کرنے میں غفلت نہیں کرتے۔ یہ تو اس لیے نہیں کہ ان کو جسمانی لذت حاصل کرنے کی خواہش ہے بلکہ حکمت کا حصول اور دوسروں کو راستہ بتانے کے لیے عارضی طور پر بدن کی ضرورت ہے۔

اگر وہ اپنے بدن کی دیکھ بھال نہ کریں تو ان کو لمبی زندگی حاصل نہیں ہوگی۔ لمبی زندگی کے بغیر وہ تعلیمات کو عملی جامی نہیں پہنا سکیں گے

اور دوسروں کو تبلیغ نہیں دے سکیں گے۔

اگر ایک آدمی دریا کو پار کرنا چاہتا ہے تو وہ اپنی کشتی کا بہت خیال کرے گا۔ اگر وہ لمبا سفر کرتا ہے تو اپنے گھوڑے کی اچھی طرح دیکھ بھال کرے گا۔ اسی طرح جو آدمی نروان کے حصول کی تلاش کرتا ہے اس کو اپنے بدن کی اچھی طرح دیکھ بھال کرنی چاہیے۔

جو لوگ بدھ کے شاگرد ہیں ان کو سجاوٹ کے لیے کپڑے نہیں پہننا چاہیے بلکہ صرف گرمی اور سردی سے بچنے اور شرم گاہوں کو چھپانے کے لیے کپڑے پہننا چاہیے۔

ان کو لذت کے لیے کھانا نہیں کھانا چاہیے بلکہ اپنے بدن کی پرورش کر کے تعلیم سننے، اس کو قبول کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کے لیے کھانا کھانا چاہیے۔

دنیاوی ہوس کے چوروں اور غلط تعلیم کے طوفانوں سے محفوظ رہنے کے لیے انہیں نروان کے گھر میں رہنا چاہیے۔ انہیں اصل مقصد کے لیے گھر کا استعمال کرنا چاہیے۔ دکھاوے کے لیے یا اپنے خود غرضانی اعمال کو چھپانے کے لیے نہیں۔

اس طرح آدمی کو کسی چیز کی قدر اور اس کا استعمال صرف نروان اور تعلیمات کے ساتھ اس کے تعلق کی بنا پر کرنا چاہیے۔ خود غرضانی اسباب کی وجہ سے نہ تو انہیں اپنی ملکیت میں لینا چاہیے اور نہ ان سے وابستگی پیدا کرنی چاہیے سوائے اس کے کہ وہ دوسروں تک تعلیمات پہنچانے میں مفید ہوں۔

لہذا گھر میں کنپے کے ساتھ رہتے ہوئے بھی اس کا ذہن ہمیشہ تعلیم میں لگا رہنا چاہیے۔ اسے سمجھداری اور ہمدردی سے کنپے کے لوگوں کا خیال رکھنا چاہیے، اس کے ساتھ مختلف ذرائع سے ان کے ذہن میں عقیدہ پیدا کرنا چاہیے۔

۵. بدھ کی اخوت کے عام پیروکاروں کو ہر روز ان باتوں پر غور و فکر کرنا چاہیے: کیسے اپنے والدین کی خدمت کریں، اپنے بیوی بچوں کے ساتھ کیسے رہیں، اپنے آپ پر کیسے قابو پائیں اور بدھ کی خدمت کیسے کریں۔

اپنے والدین کی بہترین خدمت کرنے کے لیے ان کو سبھی جانداروں کے ساتھ مہربان رہنے کا خیال رکھنا چاہیے۔ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ خوشی کے ساتھ رہنے کے لیے ان کو اپنی ہوس اور خود غرضانہ لذت کے خیالات سے دور رہنا چاہیے۔

موسیقی سنتے وقت ان کو تعلیم کی شیریں موسیقی کو نہیں بھولنا چاہیے اور جب گھر کی پناہ میں ہوں تو ان کو زین کی محفوظ ترین پناہ میں جانے کا خیال آنا چاہیے جہاں عقلمند آدمی تمام گندگیوں سے پناہ لیتے ہیں۔

جب عام پیروکار نذر کرتے ہیں تو اس وقت ان کو اپنے دل سے تمام لالچوں کو نکال دینا چاہیے؛ جب وہ بھیڑ میں ہوں تو ان کے ذہن کو داناؤں کے ساتھ ہونا چاہیے؛ جب ان پر مصیبت پڑے تو انہیں اپنے ذہن کو تمام رکاوٹوں سے آزاد اور پرسکون رکھنا چاہیے۔

جب وہ بدھ میں پناہ لیں تو ان کی حکمت کو تلاش کرنا چاہیے۔

جب وہ دھرم میں پناہ لیں تو ان کو اس کی حقیقت کی تلاش کرنی چاہیے جو حکمت کے بڑے سمندر کی مانند ہے۔

جب وہ اخوت میں پناہ لیں تو ان کو اس پر امن رفاقت کی تلاش کرنی چاہیے جس میں خود غرضانہ مفادات سے کوئی رکاوٹ نہیں آتی۔

کپڑے پہنتے وقت نیکی اور انکسار کا لباس بھی پہننا نہ بھولنا چاہیے۔

جب وہ پاخانہ کرتے ہیں تو انہیں اپنے ذہنوں سے تمام حرص، غصہ اور حماقت کو نکال دینا چاہیے۔

اونچے پہاڑی راستے کو دیکھ کر انہیں سوچنا چاہیے کہ وہ راستہ دھوکے کی دنیا کے اس پار لے جانے والا نروان کا راستہ ہے۔ نیچے کی طرف جانے والے راستے کو دیکھ کر انہیں سوچنا چاہیے کہ اس آسان راستے سے فائدہ اٹھا کر تعلیمات کی گہرائی تک پہنچ جائیں۔

جب وہ پل کو دیکھیں تو تعلیمات کا پل بنا کر لوگوں کو اس پار لے جانے کی خواہش کرنی چاہیے۔

غمزدہ آدمی کو دیکھ کر ان کو ہمیشہ بدلنے والی دنیا کی تلخی پر رونا چاہیے۔

جب وہ کسی لالچی کو دیکھیں تو اس زندگی کے دھوکوں سے چھٹکارا لے کر نروان کی حقیقی دولت پانے کی آرزو کرنی چاہیے۔

جب لذیذ کھانا ملے تو کفایت شعاری کے خیال کے ساتھ لالچ کو کم کر کے لگاؤ سے دور رہنے کی خواہش کرنی چاہیے۔ جب بدمزہ کھانا ملے تو لالچ کو ہمیشہ کے لیے دور کرنے کی خواہش کرنی چاہیے۔

گرمیوں کی شدید گرمی میں دنیاوی ہوس کی گرمی سے دور رہ کر نروان کی خنکی کو حاصل کرنے کی خواہش کرنی چاہیے۔ جاڑوں کی سخت سردی میں ان کو بدھ کی عظیم دردمندی کی گرمی کا خیال کرنا چاہیے۔

سوتروں کو پڑھتے وقت ان کو نہ بھولنے اور ان کی تعلیم کو عمل میں لانے کا عزم کرنا چاہیے۔

بدھ کا دھیان کرتے وقت بدھ کی طرح آنکھیں پانے کی تمنا کرنی چاہیے۔

رات کو سوتے وقت یہ خواہش کرنی چاہیے کہ بدن، دہن اور ذہن یہ تینوں پاکیزہ اور تروتازہ رہیں۔ صبح آنکھیں کھلنے پر یہ خواہش کریں کہ دن بھر ذہن تمام چیزوں کو سمجھنے کے لیے صاف رہے۔

۶. بدھ کی تعلیمات پر عقیدہ رکھنے والے پیروکار سبھی چیزوں کی اصل صورت، یعنی ”بے اصلی“ کی تعلیم کو جانتے ہیں، اس لیے وہ دنیا کے کاموں اور انسانوں کے درمیان کے مختلف معاملات کو حقیر نہیں سمجھتے بلکہ ان کو جوں کا توں قبول کر کے انہیں نروان کے لیے مناسب ذریعہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

ان کو یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ یہ دنیا بے معنی ہے اور پیچیدگی سے بھری ہوئی ہے جبکہ نروان کی دنیا معنی اور امن سے بھری ہوئی ہے۔ بلکہ ان کو اس دنیا کے سبھی معاملات میں نروان کے راستے کا مزہ لینا چاہیے۔

اگر ایک آدمی جہالت سے دھندلائی آنکھوں سے دیکھے تو اس کو یہ دنیا بے معنی اور غلط نظر آتی ہے۔ لیکن اگر شفاف حکمت سے دیکھے تو دنیا اسی صورت میں نروان کی دنیا نظر آئے گی۔

چیزوں میں بے معنی چیز اور بامعنی چیز کا فرق نہیں ہوتا، اچھی چیز اور بری چیز کا فرق بھی نہیں ہوتا۔ انسان کی فرق کرنے والی صلاحیت سے دوئی پیدا ہوتی ہے۔

اگر ان امتیازات سے چھٹکارا حاصل کر کے ذہن کو حکمت کے نور سے روشن کیا جائے تو یہ دنیا ایک وحدت اور تمام چیزیں بامعنی نظر آئیں گی۔

۷. جو لوگ بدھ پر عقیدہ رکھتے ہیں وہ ہر چیز میں کائنات کی وحدت کا مزہ لیتے ہیں اور اسی ذہن سے وہ تمام لوگوں کے ساتھ دردمندی محسوس کرتے ہیں اور انکسار سے دوسروں کی خدمت کرتے ہیں۔

لہذا ان کے ذہن میں غرور نہیں ہوتا بلکہ ان میں انکسار ذہن، دوسروں کی خدمت کرنے والا ذہن، زمین کی طرح سبھی چیزوں کی غیرجانب دارانہ پرورش کرنے والا ذہن، کسی شکایت کے بغیر ہر ایک کی خدمت کرنے والا ذہن، سارے دکھوں کو برداشت کرنے والا ذہن، سرگرم ذہن اور غریبوں کے ذہنوں میں بدھ کی تعلیم کے بیج بوکر ان کی خدمت کرنے سے اعلیٰ ترین مسرت پانے والا ذہن ہوتا ہے۔

اس طرح یہ ذہن، جس کو غریبوں سے ہمدردی ہو، تمام لوگوں کی ماں بنتا ہے، تمام لوگوں کی عزت کرتا ہے، سب کو اپنے ذاتی دوست تصور کرتا ہے اور ماں باپ کی طرح ان کی عزت کرتا ہے۔

لہذا اگر ہزاروں آدمیوں کو بدھ کے پیروکاروں سے نفرت اور عداوت ہو جائے تو بھی وہ نقصان نہیں پہنچا سکتے ہیں کیونکہ ایسا نقصان بڑے سمندر میں زہر کے ایک قطرہ کی مانند ہے۔

۸. بدھ کا پیروکار اپنی یاد، اپنے انعکاس اور اپنی ممنونیت کی عادات کی وجہ سے مسرتوں سے لطف اندوز ہوگا۔ وہ سمجھ جائے گا کہ اس کا عقیدہ خود

بدھ کی دردمندی ہے اور یہ کہ وہ بدھ کی عطا کردہ
ہے۔

دنیاوی ہوس کے کیچڑ میں عقیدے کے بیج
نہیں ہوتے لیکن بدھ کی دردمندی سے عقیدے کے بیج
بوئے جاتے ہیں اور بدھ پر عقیدہ لانے تک وہ بیج
ذہن کو پاک کرتے رہیں گے۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے، ایرنڈ کے
درختوں کے جنگل میں چندن کا خوشبودار درخت
نہیں اگتا ہے۔ اس طرح فریب کے سینے میں بدھ پر
اعتقاد کا بیج نہیں اگ سکتا۔

لیکن اب وہاں خوشی کے پھول کھلے ہوئے ہیں۔
اس لیے ہمیں یہ نتیجہ نکالنا چاہیے کہ پھول تو
دھوکے کے سینے میں ہیں لیکن ان کی جڑیں کہیں اور
موجود ہیں۔ یعنی بدھ کے سینے میں موجود ہیں۔

اگر عام پیروکار کو اپنی انا سے لگاؤ ہوا تو اس
میں لالچ ، غصہ اور جہالت پیدا ہوگی اور دوسروں
پر رشک کرے گا اور ان کو نقصان پہنچائے گا۔ لیکن
اگر وہ بدھ کی طرف واپس جائے تو بدھ کے لیے
متذکرہ بالا عظیم تر خدمت انجام دے گا۔ یہ واقعی
بیان سے باہر ہے۔

باب دوم

سچی طرز زندگی کا عملی راستہ

۱ گھریلو زندگی

۱. یوں سوچنا غلط ہے کہ مصائب مشرق یا مغرب کی طرف سے آتی ہیں۔ ان کا سرچشمہ آدمی کے ذہن میں ہوتا ہے۔ اس لیے اپنے اندر کے ذہن پر قابو پائے بغیر باہر سے آنے والے مصائب سے حفاظت کی تدبیر کرنا بڑی احمقانہ بات ہے۔

پرانے زمانے سے ایک رواج چلا آرہا ہے جس کی پابندی اب بھی عام لوگ کرتے ہیں۔ صبح جلدی اٹھ کر وہ منہ ہاتھ دھوتے ہیں اور ہاتھ جوڑ کر مشرق، مغرب، جنوب، شمال، نیچے اور اوپر کی چھ طرفوں کے لیے سر جھکاتے ہیں اور کسی سمت سے بھی مصائب کے نہ آنے اور دن بھر کے امن کی خواہش کرتے ہیں۔

لیکن بدھ کی تعلیم اس سے مختلف ہے۔ بدھ ہمیں سکھاتے ہیں کہ ہم حقیقت کی چھ سمتوں کا احترام کریں، عقلمندی اور نیکی کریں اور مصائب سے محفوظ رہیں۔

چھ سمتوں کے دروازوں کی حفاظت کرنے کے لیے

سچی طرز زندگی کا عملی راستہ

لوگوں کو چار اعمال کی آلودگیوں کو ترک کرنا ہوگا،
چار برے ذہنوں پر قابو پانا ہوگا اور دولت کو
نقصان پہنچانے والے چھ دہانوں کو بند کرنا ہوگا۔

چار اعمال کی آلودگیاں ہیں : قتل، چوری،
حرام کاری اور دھوکے بازی۔

چار برے ذہن ہیں : لالچ، غصہ، جہالت اور
خوف۔

دولت کو نقصان پہنچانے والے چھ دہانے ہیں :
شراب پینے کی خواہش اور بے وقوفی کی حرکات، رات
کو دیر تک کھیلنا، ناچ تماشے کا شوق، جوئے بازی،
برے لوگوں سے میل جول اور اپنے فرائض کو نظر
انداز کرنا۔

چار اعمال کی آلودگیوں کو ترک کر کے چار برے
ذہنوں سے بچ کر دولت کو برباد کرنے والے چھ دہانوں
کو بند کرنے کے بعد بدھ کے شاگرد سچائی کی چھ
سمتوں کا احترام کرتے ہیں۔

اب سچائی کی چھ سمتیں کونسی ہیں؟ مشرق
والدین اور اولاد کی سمت ہے، جنوب استاد اور شاگرد
کی سمت ہے، مغرب میاں بیوی کی سمت ہے، شمال
دوست کی سمت ہے، نیچے کی سمت آقا اور نوکر
کی ہے اور اوپر کی سمت بدھ کے پیروکار کی ہے۔

اولاد کو اپنے والدین کے لیے پانچ باتوں کی پابندی کرنی چاہیے : ان کی خدمت کرنی چاہیے، خاندانی سلسلے کا احترام کرنا چاہیے، جائداد کی حفاظت کرنی چاہیے اور ان کی موت کے بعد ان کے لیے یادگاری رسم ادا کرنی چاہیے۔

اس کے بدلے میں والدین کو اولاد کے لیے پانچ باتوں کی پابندی کرنی چاہیے : اپنی اولاد کو برائی سے بچانا چاہیے، اسے نیکیوں کی مثال دکھانا چاہیے، اسے تعلیم دینی چاہیے، شادی کا بندوبست کرنا چاہیے اور مناسب وقت پر اسے گھر کی جائداد کا وارث بنانا چاہیے۔ اگر والدین اور اولاد ان ضوابط کی پابندی کرتے رہیں تو خاندان ہمیشہ پر امن رہے گا۔

شاگرد کو استاد کے لیے پانچ باتوں کی پابندی کرنی چاہیے : استاد کے آنے پر اٹھ کر سلام کرنا چاہیے، اچھی طرح خدمت کرنی چاہیے، حکم بردار ہونا چاہیے، ان کو نذر دینی چاہیے اور احترام کے ساتھ ان کی تعلیم سننا چاہیے۔

ساتھ ہی استاد کو شاگرد کے لیے پانچ باتوں کی پابندی کرنی چاہیے : اسے شاگرد کے سامنے صحیح طور پر عمل کر کے اس کی مثال بننا چاہیے، جو کچھ انہوں نے سیکھا ہے اسے صحیح طور پر سکھانا چاہیے، صحیح طور پر درس اور تعلیم دینا چاہیے، شاگرد کو اعزازات کے لیے تیار کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور ہر طریقے سے شاگرد کی حفاظت کرنی چاہیے۔ اگر اس طرح استاد اور شاگرد ان ضوابط کی پابندی کریں تو ان کے تعلقات اچھے رہیں گے۔

شوہر کو اپنی بیوی کے ساتھ عزت، ادب اور وفاداری کا سلوک کرنا چاہیے، گھر کے کام کاج کو

بیوی کے سپرد کرنا چاہیے اور کبھی کبھی بیوی کو آرائش کا سامان مہیا کرنا چاہیے۔ ساتھ ہی بیوی کو گھر کے کام کاج میں دل لگانا چاہیے، اچھی طرح نوکروں کی نگرانی کرنی چاہیے، اپنی عصمت کی حفاظت کرنی چاہیے، شوہر کی آمدنی کو ضائع نہیں کرنا چاہیے اور اچھی طرح گھر کا انتظام کرنا چاہیے۔ اگر ان ضوابط کی پابندی کی جائے تو خوشحال گھر برقرار رہے گا اور لڑائی جھگڑا نہیں اٹھے گا۔

دوستوں کے درمیان باہمی ہمدردی ہونی چاہیے۔ آدمی کو اپنے دوست کے لیے ایسی چیزیں فراہم کرنی چاہئیں جن کی اس کے پاس کمی ہو اور دوست کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرنی چاہیے، ہمیشہ دوستانہ اور مخلصانہ الفاظ استعمال کرنا چاہیے۔

دوست کو برے راستے میں گرنے سے بچانا چاہیے اور اس کی جائداد اور دولت کی حفاظت کرنی چاہیے۔ اگر دوست مصیبت میں مبتلا ہو تو اس کی مدد کرنی چاہیے۔ ضرورت پڑے تو دوست کے خاندان کی بھی مدد کرنی چاہیے۔ اس طرح ان کی دوستی برقرار رہے گی اور ان کی خوشیاں ساتھ ساتھ بڑھتی رہیں گی۔

آقا کو اپنے نوکر کے ساتھ ان پانچ ضوابط کی پابندی کرنی چاہیے۔ اسے نوکر کو اس کی صلاحیت کے مطابق کام دینا چاہیے، اس کو مناسب تنخواہ دینی چاہیے، جب نوکر بیمار ہو تو اس کی تیمارداری کرنی چاہیے، خوشگوار چیزوں میں اس کو شریک کرنا چاہیے اور کبھی کبھی چھٹی دینی چاہیے۔

نوکر کو پانچ ضوابط کی پابندی کرنی چاہیے۔ اسے اپنے آقا کے اٹھنے سے پہلے اٹھنا اور آقا کے سونے کے بعد سونا چاہیے، ہمیشہ وفادار رہنا چاہیے، اپنے کام

میں مہارت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اپنے آقا کی شہرت کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ اگر ان ضوابط کی پابندی کی جائے تو آقا اور نوکر کے درمیان اختلاف نہیں ہوگا اور دونوں کے تعلقات پر امن رہیں گے۔

بدھ کے شاگرد کو اس بات پر توجہ دینی چاہیے کہ اس کے گھر والے بدھ کی تعلیمات کی پابندی کرتے ہیں یا نہیں۔ انہیں اپنے بدھ مذہب کے استاد کا احترام کرنا اور خیال رکھنا چاہیے، اس کے ساتھ مودبانہ سلوک کرنا چاہیے، اس کی تعلیم سن کر اس کی پابندی کرنی چاہیے اور ہمیشہ اسے نذر کرنی چاہیے۔

اس کے بدلے میں بدھ کی تعلیم و درس دینے والے استاد کو صحیح طور پر تعلیم کو سمجھنا چاہیے، برائیوں کو دور کر کے نیکیوں پر زور دینا چاہیے، پیروکاروں کو ہموار راستہ پر لے جانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر خاندان حقیقی تعلیم کو اپنا محور بنا کر اس راستے پر چلے تو وہ خوشحال و کامیاب ہوگا۔

ہاتھ جوڑ کر چھ سمتوں کی طرف سر جھکانے والا آدمی باہر کی مصائب سے بچنے کے لیے ایسا نہیں کرتا بلکہ وہ اپنے ذہن میں پیدا ہونے والی برائیوں سے محفوظ رہنے کے لیے ایسا کرتا ہے۔

۲. آدمی کو اپنے شناساؤں میں اس بات کی تمیز کرنی چاہیے کہ کس کے ساتھ دوستی کرے اور کس کے ساتھ نہ کرے۔

جن لوگوں سے آدمی کو میل جول نہیں کرنا چاہیے وہ ہیں لالچی، باتیں کرنے میں چالاک، خوشامدی اور فضول خرچ۔

جن لوگوں سے آدمی کو میل جول کرنا چاہیے وہ ہیں مددگار، خوشی اور دکھ دونوں میں شریک ہونے والے، اچھی نصیحت دینے والے اور گہری ہمدردی کا احساس رکھنے والے۔

جو ہمیں راست باز رہنے کے لیے نصیحت دیتا ہے، ہمارے پیچھے ہماری فکر کرتا ہے، مصیبت میں ہمیں تسلی دیتا ہے، ضرورت پڑنے پر امدادی ہاتھ بڑھاتا ہے، رازوں کا انکشاف نہیں کرتا ہے اور ہمیشہ راہ راست کی طرف لے جاتا ہے ایسے آدمی کے ساتھ ہی دوستی کرنی چاہیے۔

ایسا دوست ملنا آسان نہیں ہوتا اور خود ایسا دوست بننے کے لیے آدمی کو سخت کوشش کرنی چاہیے۔ بھلا آدمی اپنے اچھے عمل کی وجہ سے دنیا میں سورج کی طرح چمکتا ہے۔

۳. کتنی ہی خدمت کرنے سے بھی بیٹا اپنے والدین کی نوازشوں کا بدلہ نہیں اتار سکتا ہے۔ مثلاً اگر بیٹا اپنے دائیں کندھے پر والد کو اور بائیں کندھے پر اپنی والدہ کو رکھ کر سو سال تک چلے تو بھی ان کی شفقت کا بدلہ نہیں ہوسکتا۔

اور اگر وہ سو سال تک خوشبودار عطر سے اپنے والدین کے بدن کو دھوئے اور مثالی بیٹے کی طرح ان

کی خدمت کرے ، ان کے لیے تخت حاصل کرے اور ان کو دنیا کی سبھی عیش و عشرت دے تو بھی تسلی بخش طور پر ان کی نوازشوں کی تلافی نہیں ہو سکتی ۔

لیکن اگر وہ والدین کی رہنمائی کر کے ان میں بدھ کی تعلیمات پر عقیدہ پیدا کرے ، ان کو غلط راستے کو چھوڑ کر درست راستے کی پیروی کرنے پر مائل کرے اور لالچ کو چھوڑ کر نذر کرنے سے خوش ہو جانے کی طرف مائل کرے تو وہ ان کو ان کی نوازشوں کا بدلہ دے سکے گا اور یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس نے زیادہ کر لیا ۔

جس گھر میں والدین کی عزت کی جاتی ہے اور ان کا احترام کیا جاتا ہے اس گھر میں بدھ رہائش پذیر ہوتے ہیں ۔

۴. کنبہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں ذہن ایک دوسرے سے بہت قریب رہتے ہیں ۔ اگر یہ ذہن ایک دوسرے کو محبت کریں گے تو کنبہ ایک گلشن کی طرح خوبصورت رہے گا لیکن اگر ذہنوں کے درمیان ہم آہنگی مفقود ہو جائے تو وہ گلشن کو برباد کرنے والی آندھی کی مانند ہو جائیں گے ۔

اگر آدمی کے کنبے میں نااتفاقی پیدا ہو جائے تو اس کو دوسروں کی مذمت نہیں کرنی چاہیے بلکہ سب سے پہلے اپنے ذہن کی پڑتال کرنی چاہیے اور درست راستے پر چلنا چاہیے ۔

۵. پرانے زمانے میں ایک بہت ایماندار نوجوان تھا جس کے والد کی موت ہو چکی تھی اور والدہ کے ساتھ خوشحال زندگی بسر کرتا تھا ۔ پھر اس نے شادی کر لی اور والدہ ، بیٹا اور بہو ساتھ رہنے لگے ۔

شروع میں وہ سب خوشی کے ساتھ رہتے تھے لیکن چھوٹی سی غلط فہمی کی وجہ سے ساس اور بہو ایک دوسرے کو ناپسند کرنے لگیں۔ آخر بات یہاں تک بڑھ گئی کہ ماں نوجوان جوڑے کو چھوڑ کر اکیلی رہنے دوسری جگہ چلی گئی۔

ساس کے چلے جانے کے بعد نوجوان جوڑے کے ہاں بچی پیدا ہوا۔ ساس کے کان میں افواہ پڑی کہ بہو کہتی ہے۔ ”میری ساس ہمیشہ مجھے پریشان کرتی تھی اور جب تک وہ ساتھ رہتی تھی کوئی خوشی نہیں ہوئی۔ لیکن اس کے چلے جانے کے بعد اس طرح خوشی کا موقع آیا۔“

ساس غصے میں آ کر چلائی۔ ”اس دنیا سے سچائی کا جنازہ نکل گیا ہے۔ اپنے شوہر کی ماں کو نکالنے سے خوشی کا موقع آیا تو اس کا مطلب ہے کہ دنیا الٹ گئی۔“

پھر وہ چلائی۔ ”اب ہمیں اس ’سچائی‘ کو دفن کرنا چاہیے۔“ اور دیوانے کی طرح قبرستان کی طرف چل نکلی۔

یہ سن کر ایک دیوتا اس عورت کے سامنے نکل آیا اور اس نے اسے ہر طرح سے سمجھانے کی کوشش کی۔ لیکن ناکام رہا۔

آخر میں دیوتا نے اس سے کہا۔ ”اچھا، تو

میں تمہاری تسلی کے لیے تمہارے پوتے اور بہو کو جلا کر مار ڈالوں گا - تمہیں اس سے اطمینان ہوگا -"

یہ سن کر ساس کی آنکھیں کھل گئیں اور اس نے اپنے غصے کی معافی مانگتے ہوئے پوتے اور بہو کی جان بچانے کے لیے منت کی - اسی وقت بہو اور اس کے شوہر کو بوڑھی ماں کے ساتھ اپنی بے انصافیوں کا خیال آیا اور وہ دونوں اس کی تلاش میں قبرستان آئے - دیوتا نے ان کے درمیان صلح کروائی اور اس کے بعد وہ خوشی کے ساتھ رہنے لگے -

جب تک ہم خود سچائی کو نہ چھوڑ دیں وہ ہمیشہ کے لیے مٹ نہیں جاتی - کبھی کبھی لگتا ہے کہ سچائی مٹ گئی لیکن حقیقت میں وہ مٹ نہیں جاتی - جب آدمی کو ایسا لگتا ہے کہ سچائی مٹ رہی ہے تو یہ اس کے ذہن سے سچائی کے مٹ جانے سے ہوتا ہے -

دلوں کی نااتفاقی بڑی مصیبت لاتی ہے - چھوٹی سی غلط فہمی بھی آخر میں بڑی مصیبت بن جاتی ہے - گھریلو زندگی میں اس کی طرف خاص توجہ دینی چاہیے -

۶. گھریلو زندگی میں روز کے خرچ کا بہت خیال کیا جانا چاہیے - گھر کے ہر آدمی کو محنتی چیونٹی اور سرگرم شہد کی مکھی کی طرح محنت کرنی چاہیے - کسی کو بھی دوسروں کی محنت کا محتاج نہیں رہنا چاہیے اور ان کی مہربانی کی توقع نہیں رکھنی چاہیے -

ساتھ ہی آدمی کو اس طرح محنت سے کمائی گئی دولت کو اپنی ہی دولت سمجھ کر اپنے ہی لیے

خرچ نہیں کرنا چاہیے۔ اس میں سے کچھ حصہ دوسروں کو بانٹ دینا چاہیے، کچھ حصہ ہنگامی حالت کے لیے بچا رکھنا چاہیے اور کچھ حصہ ملک ، سماج اور دھرم کے مبلغوں کے لیے خرچ کر خوشی محسوس کرنا چاہیے ۔

آدمی کو ہمیشہ یاد کرنا چاہیے کہ اس دنیا میں ایسی کوئی چیز نہیں جسے ”میری“ کہا جا سکے۔ جو بھی چیز ایک آدمی کے پاس آتی ہے وہ سب اسباب و کیفیات سے آتی ہے اور عارضی طور پر اس کے پاس رہتی ہے ۔ لہذا اس کو چاہیے کہ کسی چیز کو خود غرضی سے یا بے مقصد استعمال نہ کرے ۔

۷۔ جب راجا اڈین کی رانی شیا ماوتی نے آئند کو پانچ سو کپڑوں کی نذر کی تو آئند نے بڑے اطمینان سے ان کو وصول کیا ۔

راجا کو یہ سن کر شک ہوا کہ کہیں آئند نے لالچ کا شکار ہو کر تو وصول نہیں کیا ہے ۔ اس نے آئند کے پاس جا کر پوچھا ۔ ” حضور ، آپ ان پانچ سو کپڑوں کو ایک ساتھ وصول کر کے کیا کریں گے ؟“

آئند نے جواب دیا ۔ ” اے راجا ، بہت سے بھکشو پھٹے ہوئے کپڑے پہنتے ہیں ۔ اس لیے ان کو یہ کپڑے بانٹ دوں گا ۔“

” تو پھر پھٹے ہوئے کپڑوں کا کیا کریں گے ؟“

” ہم ان سے چادریں بنائیں گے ۔“

” پرانی چادروں کا کیا کریں گے ؟“

” ان سے ہم غلاف بنائیں گے ۔“

” پرانے غلافوں کا کیا کریں گے ؟“

” ہم ان سے فرش بنائیں گے ۔“

"ہم ان سے پاؤں پونچھنے کے تولیے بنائیں گے۔"
 "پرانے تولیوں کا کیا کریں گے؟"
 "ہم ان کو جھاڑو کے طور پر استعمال کریں گے۔"
 "پرانے جھاڑوؤں کا کیا کریں گے؟"
 "اے مہاراج، میں ان جھاڑوؤں کو ٹکڑے
 ٹکڑے کر کے کیچ میں ملا کر گھر بناتے وقت دیوار
 پر پلستر کریں گے۔"

جو بھی چیز ہمارے سپرد کی گئی اس کو
 احتیاط کے ساتھ کارآمد مقصد کے لیے استعمال کرنا
 چاہیے۔ کیونکہ یہ "ہماری" نہیں ہے بلکہ عارضی
 طور پر ہمارے سپرد کی گئی ہے۔

۲

عورتوں کی زندگی

۱. دنیا میں چار قسم کی عورتیں ہیں - پہلی
 قسم کی عورتیں وہ ہیں جو معمولی سی باتوں سے
 ناراض ہو جاتی ہیں، جو متلون مزاج اور لالچی
 ہیں، دوسروں کی خوشی پر رشک کرتی ہیں اور
 نذر کرنا نہیں جانتیں -

دوسری قسم کی عورتیں معمولی سی باتوں سے
 ناراض ہو جاتی ہیں، متلون مزاج اور لالچی ہیں -
 لیکن وہ دوسروں کی خوشی پر رشک نہیں کرتیں
 اور نذر کرنا جانتی ہیں -

تیسری قسم کی عورتیں فراخ دل ہیں اور اکثر
 ناراض نہیں ہو جاتیں - وہ لالچ پر قابو پانا جانتی

ہیں لیکن دوسروں پر رشک کرنے سے باز نہیں رہ سکتیں اور نذر کرنا نہیں جانتیں -

چوتھی قسم کی عورتیں فراخ دل ہیں اور ناراض نہیں ہو جاتیں - وہ لالچ پر قابو پا سکتی ہیں اور پرسکون رہتی ہیں - وہ دوسروں پر رشک نہیں کرتیں اور نذر کرنا جانتی ہیں -

۲. شادی کرنے والی لڑکی کو مندرجہ ذیل عزم کرنا چاہیے - ”مجھے اپنے ساس سسر کی عزت اور خدمت کرنی چاہیے - انہوں نے ہم دونوں کو سب فوائد پہنچائے ہیں اور وہ ہمارے محافظ ہیں - اس لیے احسان کے ساتھ ان کی خدمت کرنی چاہیے اور ہر وقت ان کی مدد کرنے کو تیار رہنا چاہیے -“

”مجھے اپنے شوہر کے استاد کا احترام کرنا چاہیے کیونکہ انہوں نے میرے شوہر کو مقدس تعلیم دی ہے جس مقدس تعلیم کے بغیر ہم انسان کی زندگی بسر نہیں کر سکتے -“

”مجھے اپنے آپ کو مہذب بنانا چاہیے تاکہ میں اپنے شوہر کو سمجھ سکوں اور اس کے کام میں مدد دے سکوں - اپنے شوہر کے کام کو پرائے آدمی کا کام سمجھ کر اس کے کام سے بے تعلقی نہیں برتنا چاہیے -“

”مجھے اپنے کنبے میں کام کرنے والے سبھی نوکروں کی طبیعت ، ان کی صلاحیت اور کھانے کے ذوق کو سمجھ لینا چاہیے اور مہربانی سے ان کی

دیکھ بھال کرنی چاہیے - مجھے اپنے شوہر کی آمدنی کو اچھی طرح محفوظ رکھنا اور اپنے پر خود غرضی سے کبھی فضول خرچ نہیں کرنا چاہیے -

۳. شوہر اور بیوی کا تعلق صرف ان کی سہولتوں کے لیے نہیں بنایا گیا ہے - یہ تو جسموں کے ایک گھر میں ایک ساتھ رہنے سے کہیں زیادہ اہمیت رکھتا ہے - شوہر اور بیوی کو چاہیے کہ اپنے قریبی تعلقات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک ہی مقدس تعلیم کے ذریعے اپنے ذہنوں کی تربیت کریں -

ایک بوڑھا جوڑا " مثالی جوڑا " کہلاتا تھا - اس نے ایک بار بدھ کے پاس آکر ان سے کہا - " حضور ، ہم بچپن میں ایک دوسرے سے آشنا ہو گئے اور ہماری شادی ہوئی اور اب تک ہماری ایک دوسرے کی پاک دامنی برقرار رہی - مہربانی فرما کر اگلے جنم میں پھر ہماری شادی ہونے کا راستہ بتائیں -"

بدھ نے جواب دیا - " اگر تم ایک ہی عقیدہ رکھو ، ایک ہی تعلیم قبول کرو ، ایک ہی طریقے سے اپنے ذہن کی تربیت کرو ، ایک ہی طرح نذر کرو اور ایک ہی حکمت رکھو تو اگلے جنم میں بھی ایک ہی ذہن سے پیدا ہو سکو گے -"

۴. سجاتا ، جس کی شادی انا تھ پنڈک نامی ایک امیر تاجر کے سب سے بڑے بیٹے سے ہوئی ، بہت مغرور تھی اور دوسروں کی عزت کرنا نہیں جانتی تھی - وہ اپنے شوہر اور ساس سسر کی ہدایت کی نافرمانی کرتی تھی - اس لیے گھر میں نا اتفاقی ہوتی رہتی تھی -

ایک دن بدھ اناتھ پنڈک کے گھر تشریف لائے اور گھر کی یہ حالت دیکھ کر انھوں نے سجاتا کو اپنے پاس بلا کر اس طرح تعلیم کی :

”سجاتا ، دنیا میں سات قسم کی بیویاں ہوتی ہیں ۔ پہلی قسم کی بیوی قاتل کی مانند ہوتی ہے۔ اس کا ذہن گندا ہوتا ہے ، وہ اپنے شوہر کا احترام نہیں کرتی ۔ اس کے نتیجے میں اس کا دل دوسرے مرد کی طرف منتقل ہو جاتا ہے ۔“

” دوسری قسم کی بیوی چور کی مانند ہوتی ہے ۔ وہ کبھی اپنے شوہر کے کام کو نہیں سمجھتی ہے ۔ صرف اپنی عشرت کی خواہش پورا کرنے کی فکر میں رہتی ہے ۔ وہ اپنی بھوک مٹانے کے لیے شوہر کی آمدنی کو ضائع کرتی ہے اور اس طرح شوہر کی دولت کی چوری کرتی ہے ۔“

” تیسری قسم کی بیوی آقا کی مانند ہوتی ہے۔ وہ اپنے شوہر پر طعنہ زنی کرتی ہے ، گھر کے کام کاج کو نظر انداز کرتی ہے اور ہمیشہ شوہر کو کھردرے الفاظ سے ڈانٹتی رہتی ہے ۔“

”چوتھی قسم کی بیوی ماں کی مانند ہوتی ہے۔ وہ اپنے شوہر کا اس طرح خیال رکھتی ہے گویا وہ اس کا بیٹا ہو ، ماں جس طرح بیٹے کی حفاظت کرتی ہے ویسے ہی اس کی حفاظت کرتی ہے اور اس کی آمدنی کو سنبھال کر خرچ کرتی ہے ۔“

”پانچویں قسم کی بیوی بہن کی مانند ہوتی ہے ۔ وہ اپنے شوہر کے ساتھ وفادار رہتی ہے اور بہن کی مانند انکسار اور محبت کے ساتھ اس کی خدمت کرتی ہے ۔“

”چھٹی قسم کی بیوی دوست کی مانند ہوتی

ہے۔ وہ اپنے شوہر کو دیکھ کر اتنا خوش ہوتی ہے گویا بہت دنوں کے بعد دوست سے ملاقات ہوئی ہو۔ وہ منکسر ہے، اس کی حرکت درست ہے اور اپنے شوہر کا بہت احترام کرنے والی بیوی ہے۔"

"ساتویں قسم کی بیوی نوکرانی کی مانند ہوتی ہے۔ وہ اپنے شوہر کی اچھی طرح خدمت کرتی ہے، اس کا احترام کرتی ہے اور اس کے ہر حکم کی فرمانبرداری کرتی ہے۔ اس کو اپنے شوہر سے کوئی خفگی یا غصہ نہیں ہوتا اور ہمیشہ اس کو خوش کرنے کی کوشش کرتی ہے۔"

بدھ نے پوچھا۔ "سجاتا، تم ان میں سے کس قسم کی بیوی بننا چاہو گی؟"

یہ تعلیم سن کر سجاتا کو بہت شرم آئی اور پچھتاوا ہوا۔ اس نے جواب دیا کہ وہ آج کے بعد نوکرانی کی طرح کی بیوی بن کر اپنے شوہر کی مدد کرے گی اور اس کے ساتھ نروان کی تلاش کرے گی۔

۵. امرپالی ویشالی کی امیر اور مشہور طوائف تھی اور اپنے پاس بہت سی نوجوان اور خوبصورت طوائفیں رکھتی تھی۔ ایک دن وہ اچھی تعلیم سننے کے لیے بدھ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔

بدھ نے اس سے فرمایا۔ "امرپالی، عورت کا دل آسانی سے پریشان ہو جاتا ہے اور بے راہروی کا شکار ہو جاتا ہے۔ مرد کے مقابلے میں وہ زیادہ آسانی سے اپنی خواہشیں اور رشک کے جذبے کی اطاعت کرتی ہے۔"

”اس لیے مرد کے مقابلے میں عورت کے لیے نروان کے راستے پر چلنا مشکل ہے۔ خاص کر نوجوان اور خوبصورت عورت کے لیے چنداں مشکل ہے۔ تمہیں ہوس اور ترغیب پر قابو پا کر نروان کے راستے کی طرف قدم بڑھانا چاہیے۔“

”امریالی، عورتوں کے لیے دولت اور محبت میں بڑی کشش ہوتی ہے۔ لیکن وہ دونوں ہرگز پایدار خزانہ نہیں ہیں۔ صرف نروان ہی پایدار خزانہ ہے۔ طاقتور آدمی پر بھی بیماری حملہ کرتی ہے، جوان بھی بڑھاپے کی اطاعت کرتا ہے اور موت زیست کا پیچھا کرتی ہے۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آدمی اپنے محبوب سے جدا ہو کر دشمن کے ساتھ رہنے پر مجبور ہو جاتا ہے، پھر ہوسکتا ہے کہ آدمی جس چیز کو وہ مدتوں حاصل کرنا چاہتا ہے نہیں ملتی ہے۔ یہ اس دنیا کا قانون ہے۔“

”اس لیے ایسی دنیا میں جو تمہاری حفاظت کرتا ہے وہ صرف نروان کا راستہ ہے۔ تمہیں جلد از جلد نروان کی تلاش کرنی چاہیے۔“

یہ تعلیم سن کر وہ بدھ کی شاگرد بن گئی اور اس نے اخوت کو خوبصورت باغ نذر کیا۔

۶. نروان کے راستے پر مرد اور عورت کا فرق نہیں ہوتا۔ اگر ایک عورت نروان تلاش کرنے کا فیصلہ کرے تو وہ ”نروان کی متلاشی“ کہلاتی ہے۔

راجا پرسین جت کی بیٹی، ایودھیا کی رانی ملکا بھی ”نروان کی متلاشی“ تھی۔ وہ بدھ کی تعلیم پر گہرا عقیدہ رکھتی تھی اور اس نے ان کے سامنے یہ دس قسمیں کھائیں۔

”حضور، اب نروان حاصل کرنے تک میں مقدس ضوابط نہیں توڑوں گی۔ بڑوں کے سامنے مغرور نہیں رہوں گی۔ کسی بھی آدمی سے ناراض نہیں ہوں گی۔

دوسروں کی شکل و صورت یا ان کے مال پر رشک نہیں کروں گی۔ ذہنی طور پر یا چیزوں کے معاملے میں لالچی نہیں رہوں گی۔ اپنے لیے دولت کا ذخیرہ نہیں کروں گی بلکہ جو کچھ حاصل کیا وہ غریبوں کو دے کر ان کو خوش کروں گی۔

نذر کرنا، شفقت کے ساتھ بولنا، دوسروں کو فائدہ پہنچانا اور دوسرے کے احوال کا خیال کرنا ، یہ کرتے وقت اپنی خاطر نہیں کروں گی اور سبھی لوگوں کو غیرجانبدارانہ طریقے سے فائدہ پہنچانے کی کوشش کروں گی۔

اگر میں نے دوسروں کو تنہائی ، قید ، بیماری یا دوسری تکلیف میں مبتلا دیکھا تو اسباب اور قانون کی تشریح کر کے ان کو چھٹکارا دلانے اور انہیں خوش کرنے کی کوشش کروں گی ۔

اگر میں آدمیوں کو جانداروں کو پکڑ کر ان کے ساتھ ظلم کرتے دیکھوں یا ضوابط کی خلاف ورزی کرتے دیکھوں تو قابل سزا کو سزا دوں گی یا اگر وہ تعلیم کے اہل ہوں تو انہیں تعلیم دوں گی۔ پھر جو کچھ انہوں نے کہا تھا اس کی تلافی کی کوشش کروں

گی اور اپنی پوری صلاحیت کے مطابق ان کی غلطیوں کی تصحیح کروں گی۔
”میں درست تعلیم کے حصول کو نہیں بھولوں گی۔ کیونکہ میں جانتی ہوں کہ اگر ایک آدمی درست تعلیم بھولے گا تو حقیقت ہے، جو سب پر حاوی ہے، دور ہو جائے گا اور نروان کے اس کنارے تک نہیں پہنچ سکے گا۔“

”ان مصیبت زدہ لوگوں کو بچانے کے لیے میں مزید تین خواہشیں کروں گی۔
(۱) میں اس حقیقی تعلیم کے ذریعے سبھی لوگوں کو سکون دوں گی اور اس نیکی کی جڑ کی وجہ سے، مجھے کوئی بھی جنم لے، اس جنم میں درست تعلیم کی حکمت حاصل کروں گی۔“

(۲) ”درست تعلیم کی حکمت حاصل کرنے کے بعد میں لوگوں کو انتھک درس دوں گی۔“

(۳) ”میں اپنے بدن، جان یا جائداد کو قربان کر کے بھی اس درست تعلیم کی حفاظت کروں گی۔“

گھریلو زندگی کی حقیقی اہمیت اسی میں ہے کہ اس میں نروان کے راستے پر چلنے کے لیے باہمی ہمت افزائی اور آپس میں مدد دی جاسکتی ہے۔ کوئی بھی معمولی عورت اگر نروان کے راستے پر چلنے کا فیصلہ کرے اور رانی ملکا کی طرح عظیم قسمیں کھائے تو واقعی وہ بھی بدھ کی عظیم شاگرد بن سکے گی۔

۳ خدمت کے لیے

۱. سات تعلیمات ایسی ہیں جو ملک کو خوشحالی کی طرف لے جاتی ہے۔ پہلی، لوگوں کو بار بار جمع ہو کر سیاسی امور پر بحث کرنی اور سختی سے ملک کا دفاع کرنا چاہیے۔

دوسری، معاشرت کے سبھی طبقوں کے لوگوں کو متحد ہو کر ایک جگہ اپنے ملکی معاملات پر بحث کرنی چاہیے۔

تیسری، لوگوں کو اپنی پرانی رسوم کا احترام کرنا چاہیے اور ان کو بغیر کسی سبب کے تبدیل نہیں کرنا چاہیے۔ ساتھ ہی ان کو تقریب کے قواعد کا احترام کرنا چاہیے اور عدل کو برقرار رکھنا چاہیے۔

چوتھی، ان کو جنس کے فرق اور بزرگی کی شناخت کرنی چاہیے اور خاندانوں اور معاشرتوں کی پاکیزگی کو محفوظ رکھنا چاہیے۔

پانچویں، ان کو اپنے والدین کی فرمانبرداری کرنی چاہیے اور اپنے استادوں اور بزرگوں کے ساتھ وفادار رہنا چاہیے۔

چھٹی، ان کو آبا و اجداد کے مقبروں کی عزت کرنی چاہیے اور سالانہ رسوم ادا کرنی چاہیے۔

ساتویں، ان کو اخلاق کا احترام کرنے کے ساتھ نیک عمل کی عزت کرنی چاہیے اور معزز استادوں سے

تعلیم سن کر ان کو نذر کرنی چاہیے۔

کوئی بھی ملک اگر ان سات تعلیمات کی اچھی طرح پابندی کرے تو تقریباً وہ فروغ پائے گا اور دوسرے ملک اس کے ساتھ احترام کا سلوک کریں گے۔

۲. پرانے زمانے میں ایک راجا جو اپنے ملک پر نہایت کامیابی کے ساتھ حکمرانی کرتا تھا۔ وہ اپنی حکمت کی وجہ سے راجا عظیم نور کہلاتا تھا۔ اس نے اپنی حکمرانی کے اصولوں کی اس طرح تشریح کی تھی۔

حکمران کے لیے اپنے ملک پر حکومت کرنے کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے اپنے آپ پر حکومت کرے۔ حکمران کو ہمدردی کے ساتھ اپنی رعایا کے سامنے آنا چاہیے، ان کو تعلیم دے کر ان کے ذہنوں سے تمام گندگیوں کو دور کرنا چاہیے اور انہیں اچھی تعلیم کی خوشی، جو دنیاوی خوشیوں سے کہیں زیادہ بہتر ہے، حاصل کرانا چاہیے۔ اس سے وہ اپنی رعایا کو اچھی تعلیم دے سکتا ہے اور ان کے ذہن اور بدن کو پرسکون کر سکتا ہے۔

جب غریب لوگ اس کے پاس آئیں تو اسے اپنے خزانے کو کھول کر ان کی خواہش کے مطابق انہیں دینا چاہیے اور اس موقع سے فائدہ اٹھا کر سبھی لالچوں اور برائیوں سے دور رہنے کی ہدایت دینی چاہیے۔

ہر آدمی اپنے ذہن کی کیفیت کے مطابق اپنا اپنا نقطہ نظر رکھتا ہے۔ بعض لوگ اپنے شہر کو خوبصورت دیکھتے ہیں، دوسرے لوگ اس کو گندہ دیکھتے ہیں۔ یہ ان کے ذہنوں کی کیفیت پر منحصر ہے۔

جو لوگ تعلیمات کا احترام کرتے ہیں اور جن کے ذہن درست اور سادہ ہیں انہیں معمولی سے درختوں اور پتھروں میں بھی لاجورد کے نور اور رنگ دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن جو لوگ لالچی ہیں اور اپنے ذہن پر قابو پانا نہیں جانتے ہیں وہ سونے کے محل کی شان و شوکت سے بھی اندھے رہتے ہیں۔

رعایا کی روزمرہ زندگی میں ہر معاملہ اسی طرح ہے۔ ذہن سبھی چیزوں کا سرچشمہ ہے۔ لہذا حکمران کو سب سے پہلے اپنی رعایا کے ذہن کی تربیت کرنی چاہیے۔

۳. راجا عظیم نور کے قول کی طرح حکومت کا بنیادی اصول یہ ہے کہ رعایا کے ذہن کی تربیت کروانا ہے۔

ذہن کی تربیت کا مطلب نروان کی تلاش ہے۔ اس لیے حکمران کو سب سے پہلے بدھ کی تعلیمات پر عقیدہ رکھنا چاہیے۔

اگر حکمران بدھ اور ان کی تعلیمات پر عقیدہ رکھتا ہے اور نیک اور رحم دل لوگوں کی عزت کرے ان کو نذر دیتا ہے تو جانبداری یا دشمنی نہیں ہوگی اور اس کے ملک میں ہمیشہ خوشحالی رہے گی۔

اگر ایک ملک خوشحال ہو تو کسی دوسرے ملک پر حملہ کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی اور حملے کے لیے ہتھیاروں کی ضرورت بھی نہیں ہوگی۔

جب لوگ خوشحال اور مطمئن ہوں تو طبقاتی کشمکش مٹ جاتی ہے، نیکیاں بڑھ جاتی ہیں، اوصاف میں اضافہ ہوتا ہے اور لوگ ایک دوسرے کی عزت کرنے لگتے ہیں۔ لہذا لوگ اور زیادہ خوشحال ہو جاتے ہیں۔ موسم اور درجہ حرارت ٹھیک ہو جاتا ہے ، سورج، چاند اور ستارے معمول کے مطابق چمکتے ہیں وقت کی مناسبت سے ہوا چلتی ہے اور بارش ہوتی ہے۔ اس طرح مختلف مصائب بھی دور ہو جاتی ہیں۔

۴۔ راجا کا فرض اپنی رعایا کی حفاظت کرنا ہے۔ والدین کے اپنے بچوں کو پالنے کی طرح راجا اپنی رعایا کی پرورش کرتا ہے۔ جیسے والدین بچوں کے رونے سے پہلے گیلے کپڑے کو بدل کر نئے کپڑے پہناتے ہیں ویسے راجا اپنی رعایا کو شکایت کا موقع ملنے سے پہلے ہی ان کے دکھ دور کرتا ہے اور خوشی دیتا ہے۔ سچ مچ راجا کے لیے رعایا ہی ملک کا خزانہ ہے کیونکہ جب تک رعایا پر امن نہ ہو تب تک راجا کی حکومت کامل نہیں ہوتی۔

لہذا راجا ہمیشہ اپنی رعایا کا خیال کرتا ہے اور ایک لمحے کے لیے بھی ان کو بھول نہیں جاتا۔ وہ ان کی مشکلات کا خیال کرتا ہے اور ان کی خوشحالی کے لیے منصوبہ بناتا ہے۔ عقلمندی سے حکومت کرنے کے لیے اسے سبھی باتوں کا علم ہونا چاہیے۔ پانی کے بارے میں، سیلاب کے بارے میں، آندھی اور بارش کے بارے میں، فصل کے بارے میں، فصلوں کو کاٹنے کے مناسب وقت کے بارے میں اور لوگوں کی خوشیوں اور غموں کے بارے میں۔ لوگوں کو ٹھیک طرح سے انعام اور سزا

دینے کے لیے اسے برے آدمیوں کے گناہوں اور اچھے آدمیوں کی نیکیوں سے اچھی طرح واقف ہونا چاہیے۔

اس طرح رعایا کے دل سے واقف ہو کر جو کچھ دینا ہے وہ ان کو موقع پر دیتا ہے۔ اور جو لینا چاہیے ان سے لیتا ہے۔ محصولات کو زیادہ سے زیادہ کم کر کے رعایا کو تسلی دینا چاہیے۔

حکمران اپنی طاقت اور شان و شوکت سے اپنی رعایا کی حفاظت کرتا ہے۔ جو اس طرح رعایا پر حکومت کرتا ہے وہی راجا کہلاتا ہے۔

۵. اس دنیا کے راجاؤں کے راجا کو چکرورتی راجا کہتے ہیں۔ اس کا سلسلہ خاندان سب سے پاک اور شریف ہے۔ وہ نہ صرف دنیا کی چار سمتوں پر حکومت کرتا ہے بلکہ تعلیم کی حفاظت بھی کرتا ہے۔

جہاں جہاں یہ راجا جاتا ہے وہاں جنگ ختم ہو جاتی ہے اور عداوت مٹ جاتی ہے۔ وہ تعلیم کے ذریعے اعتدالی سے حکومت کرتا ہے اور سبھی برائیوں کو ہٹا کر رعایا کو امن دیتا ہے۔

چکرورتی راجا کبھی قتل، چوری یا زناکاری نہیں کرتا۔ وہ کبھی دھوکا نہیں دیتا، دوسروں کی برائی نہیں کرتا، جھوٹ نہیں بولتا اور گپ نہیں لگاتا۔ اس کا ذہن لالچ، غصہ اور جہالت سے خالی ہے۔ وہ ان دس برائیوں کو دور کر کے ان کی جگہ دس نیکیوں کو قائم کرتا ہے۔

وہ دھرم کی بنا پر حکومت کرتا ہے اس لیے اپنی خواہش کے مطابق سب کچھ کرسکتا ہے۔ جہاں جہاں وہ جاتا ہے وہاں جنگ، عداوت اور لڑائی جھگڑا مٹ جاتا ہے۔ لہذا لوگ پرسکون اور پر امن رہتے ہیں۔ فقط اس کی موجودگی ان میں امن اور مسرت لاتی ہے۔ اس لیے وہ دھرم کا راجا کہلاتا ہے۔

کیونکہ چکرورتی راجا راجاؤں کا راجا ہے، دوسرے سبھی راجا اس کے گن گاتے ہوئے اس کی تعلیم کے مطابق اپنے اپنے ملک پر حکومت کرتے ہیں۔

اس طرح چکرورتی راجا سبھی راجاؤں سے اپنی رعایا کو امن دلوا کر دھرم کے مطابق اپنے فرائض انجام کرواتا ہے۔

۶. راجا کو مقدمے کا فیصلہ کرتے وقت ہمدردی کا خیال رکھنا چاہیے، واضح حکمت سے ہر مقدمے پر غور کرنا چاہیے اور پانچ اصولوں کے مطابق فیصلہ کرنا چاہیے۔

یہ پانچ اصول ہیں : پہلے، اسے پیش کی گئی حقیقتوں کی سچائی کی پڑتال کرنی چاہیے۔

دوسرے، اسے یہ جانچنا چاہیے کہ معاملہ اس کے اختیار میں ہے یا نہیں۔ اگر وہ پورے اختیار سے فیصلہ دے سکے تو وہ فیصلہ موثر ہوگا لیکن اختیار کے بغیر فیصلہ دے گا تو اس سے پیچیدگیاں پیدا ہو جائیں گی۔ اسے سازگار وقت کا انتظار کرنا چاہیے۔

تیسرے اسے عدل سے فیصلہ کرنا چاہیے یعنی اسے ملزم کے دل میں داخل ہو کر یہ دیکھنا چاہیے کہ جرم ارادتاً کیا گیا ہے یا غیر ارادی طور پر۔ اگر غیر ارادی طور پر جرم کیا گیا تو اس ملزم کو رہا کرنا چاہیے۔

چوتھے، اسے شفقت بھرے قول سے فیصلہ سنانا چاہیے تلخ قول سے نہیں۔ اس طرح اسے اعتدال سے سزا دینی چاہیے، بے اعتدالی سے نہیں۔ اسے نرم اور شفقت بھرے قول سے ملزم کو ہدایت دے کر غلطیوں پر سوچنے کا وقت دینا چاہیے۔

پانچویں، اسے ہمدردی سے فیصلہ دینا چاہیے غصے سے نہیں اور اسے جرم کی مذمت کرنی چاہیے ملزم کی نہیں۔ اسے ہمدردی کی بنا پر فیصلہ کر کے ملزم کو غلطیاں سمجھنے کا موقع دینا چاہیے۔

۷. اگر راجا کا کوئی عالی وزیر اپنے فرائض کو نظر انداز کر کے اپنے فوائد کے لیے کام کرتا ہے یا رشوت لیتا تو وہ عوامی اخلاق کے فوری زوال کا باعث بنے گا۔ لوگ ایک دوسرے کو دھوکا دیں گے، طاقتور کمزور پر حملہ کرے گا، اونچا آدمی نیچے آدمی کو حقارت کی نظر سے دیکھے گا یا دولت مند غریب سے فائدہ اٹھائے گا اور کسی بھی آدمی کے لیے عدل نہیں ہوگا۔ اس لیے مصیبت اور زیادہ بڑھ جائے گی۔

اب سے ماحول میں وفادار وزیر سبکدوش ہو جائیں گے، عقلمند آدمی بھی پیچیدگیوں کے خوف سے خاموشی کا رویہ اختیار کریں گے اور صرف خوشامدی

ہی عالی عہدہ سنبھالیں گے اور وہ اپنی سیاسی طاقت کو استعمال کر کے اپنے آپ کو مالا مال کریں گے اور لوگوں کی مفلسی کا خیال نہیں کریں گے۔

ان حالات میں حکومت کی قوت بے اثر ہو جاتی ہے اور اس کی صحیح پالیسیاں شکستہ ہو کر بکھر جاتی ہیں۔

ایسے غلط عہدے دار عوام کی خوشیوں کے چور ہوتے ہیں بلکہ چوروں سے بھی بدتر، کیونکہ وہ حکمران اور عوام دونوں کو فریب دیتے ہیں اور ملک کی مصیبتوں کا سبب ہوتے ہیں۔ راجا کو ایسے وزیروں کو برطرف کر کے سزا دینی چاہیے۔

لیکن ایک ملک میں جہاں ایک اچھے راجا اور منصفانہ قوانین کی حکمرانی ہو وہاں بھی بے وفائی ایک دوسری شکل میں موجود ہوتی ہے۔ وہاں ایسے بیٹے کو سب سے بڑے گناہگاروں میں شمار کیا جانا چاہیے جو صرف اپنی بیوی بچوں سے محبت کرتا ہے اور اپنے والدین، جو کئی برسوں تک اسکی پرورش کرتے رہے، کی نوازشوں کو بھول جاتا ہے۔ وہ اپنے والدین کو نظر انداز کرتا ہے، ان کی چیزوں کو چھین لیتا ہے اور ان کی تعلیم کی نافرمانی کرتا ہے۔

کیونکہ والدین کی نوازشیں اتنی عظیم ہیں کہ اگر بیٹا زندگی بھر ان کی عزت اور خدمت کرے تو بھی ان کی نوازشوں کا قرض چکانا ممکن نہیں ہے۔ جو لوگ نہ صرف اپنے حکمران سے بے وفا ہوں

بلکہ اپنے والدین کی نوازشوں کے احسان فراموش بھی ہوں انہیں سب سے برے مجرموں کے طور پر سزا دی جانی چاہیے۔

اور ایک ملک میں جہاں ایک اچھے راجا اور منصفانہ قوانین کی حکمرانی ہو وہاں ایسے آدمی سب سے برے مجرموں میں شمار ہوتے ہیں جو بدھ ، دھرم اور اخوت کے تین جواہر پر عقیدہ نہیں رکھتے ہیں، بدھ مذہب کے مندروں کو برباد کر کے مقدس کتابوں کو جلاتے ہیں، سچے راستے کے استادوں کو پکڑ کر اپنی خدمت کرواتے ہیں اور بدھ کی مقدس تعلیمات کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔

کیوں؟ یہ اس لیے ہے کہ وہ اپنی قوم کے روحانی عقیدے کو برباد کرتے ہیں جو اس کی بنیاد ہے اور اس کے اوصاف کا سرچشمہ ہے۔ ایسے لوگ دوسروں کے عقیدے کو جلا کر اپنی قبر کھودتے ہیں۔

ان تین بے وفائیوں کے جرم سب سے سنگین ہیں۔ اس لیے مجرموں کو سخت سزا دی جانی چاہیے۔ دوسرے جرم ان کے مقابلے میں ہلکے تصور کیے جا سکتے ہیں۔

۸. درست تعلیم کی بنا پر حکومت کرنے والے راجا کے خلاف جب سازش ہو یا بیرونی دشمن اس کی سلطنت پر حملہ کریں تو راجا کو تین فیصلے کرنے چاہئیں۔

اسے فیصلہ کرنا چاہیے: ”اول، یہ سازش کرنے والا یا بیرونی دشمن ہماری سلطنت کے اچھے نظام اور ملکی

فلاح کو دھمکی دیتے ہیں - مجھے مسلح طاقت سے اپنی رعایا اور سلطنت کی حفاظت کرنی چاہیے -

”دوم ، افواج کے استعمال کے بغیر ان کو شکست دینے کا طریقہ دریافت کروں گا -

”سوم ، اگر ہو سکا تو میں ان کو قتل کیے بغیر زندہ پکڑنے اور ان کو غیرمسلح کرنے کی کوشش کروں گا -“

ان تین فیصلوں کو اختیار کر کے راجا کو ضروری عہدوں کے تعین اور ہدایات دینے کے بعد نہایت دانائی سے آگے بڑھنا چاہیے -

اس طرح کرنے سے سلطنت اور اس کے سپاہیوں کو راجا کی حکمت اور عظمت سے حوصلہ افزائی ملے گی اور وہ اس کی ثابت قدمی اور وقار کا احترام کریں گے - جب سپاہیوں کو حاضری کی ضرورت پڑے گی تو وہ جنگ کا سبب اور اس کی نوعیت کو پوری طرح سمجھیں گے - پھر وہ ہمت اور وفاداری کے ساتھ راجا کے دانا اور شفیق اقتدار اعلیٰ کا احترام کرتے ہوئے میدان جنگ میں جائیں گے - ایسی جنگ نہ صرف فتح لائے گی بلکہ سلطنت میں خوبیوں کا اضافہ بھی ہوگا -

باب سوم

بدھ کی سرزمین کی تعمیر

۱

اخوت کی ہم آہنگی

۱. فرض کیجیے کہ ایک وسیع اور گہری تاریکی میں ڈوبا ہوا ویرانی ہے جہاں بے شمار جاندار اندھا دھند بھٹک رہے ہیں -

وہ تاریکی کی وجہ سے ایک دوسرے کو پہچان نہیں سکتے اور ہر ایک احساس تنہائی کا شکار ہو کر تنہا سہما ہوا بھٹکتا رہتا ہے - واقعی یہ قابل رحم منظر ہے -

پھر فرض کیجیے کہ ایک عظیم شخص ہاتھ میں مشعل لیے ظہور میں آتا ہے اور اردگرد کی سبھی چیزیں یکدم روشن اور واضح ہو جاتی ہیں -

اب تک تاریکی میں بھٹکتے ہوئے جاندار کھڑے ہو کر اردگرد دیکھنے لگتے ہیں اور یہ جان کر کہ اس پاس اپنے جیسے جاندار ہیں ، حیران ہو کر اور خوشی کی آواز نکال کر دوڑے دوڑے ایک دوسرے کے پاس جا کر گلے ملتے ہیں اور باتیں کر کے خوشی مناتے ہیں -

” ویرانی ” کا مطلب ہے زندگی - ” تاریکی ” کا مطلب ہے درست حکمت کا فقدان - جن کے ذہن میں حکمت کا نور نہ ہو وہ احساس تنہائی اور خوف کے ساتھ بھٹکتے رہتے ہیں اور تنہا پیدا ہوتے

ہیں اور تنہا مر جاتے ہیں۔ وہ اپنے آس پاس کے آدمیوں سے ملنے کے باوجود بھی ان سے پرسکون ہم آہنگی کے ساتھ میل جول کرنا نہیں جانتے اور قدرتی طور پر وہ مایوس اور ڈرپوک ہوتے ہیں -

” ایک عظیم شخص ہاتھ میں مشعل لیے ظہور میں آیا ” کا مطلب ہے کہ بدھ نے انسانی صورت میں اپنی حکمت اور دردمندی کے نور سے دنیا کو منور کیا۔

اس نور میں لوگ اپنے آپ کو دریافت کرنے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو دریافت کرتے ہیں اور انسانی رشتوں اور ہم آہنگ تعلقات کو قائم کر کے وہ خوش ہوتے ہیں۔

ہزاروں افراد کے ایک جگہ رہنے کو بھی حقیقی رفاقت نہیں کہا جا سکتا ہے جب تک لوگ ایک دوسرے کو نہیں جانتے ہوں اور آپس میں ہمدردی کا احساس نہیں رکھتے ہوں -

حقیقی معاشرے میں اس کو منور کرنے والا عقیدہ اور حکمت ہوتی ہے - وہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں لوگ ایک دوسرے کو جانتے ہوں ، آپس میں اعتماد کرتے ہوں اور سماجی ہم آہنگی موجود ہو -
درحقیقت ہم آہنگی ہی معاشرے یا تنظیم کی جان اور حقیقی معنی ہے -

۲. اس دنیا میں تین قسم کی تنظیمیں ہوتی ہیں۔ پہلی قسم کی تنظیم وہ ہے جو کسی عظیم رہنما کی طاقت یا دولت کی بنا پر قائم کی گئی ہے۔

دوسری قسم کی تنظیم اس کے ارکان کی سہولت کے لیے قائم کی گئی ہے اور جب تک اس کے ارکان کو سہولت ملتی رہتی ہے اور آپس میں لڑائی جھگڑا نہیں ہوتا ہے تب تک وہ تنظیم قائم رہتی ہے -

تیسری قسم کی تنظیم اچھی تعلیمات کو اپنا جوہر اور ہم آہنگی کو اپنی جان بناتی ہے -

بے شک ان تین قسم کی تنظیموں میں سے تیسری قسم کی تنظیم ہی حقیقی تنظیم ہے - چونکہ اس تنظیم میں ارکان ایک ہی روح کے ساتھ رہتے ہیں اور اس میں سے مختلف قسم کی نیکیاں پیدا ہوتی ہیں اس لیے ایسی تنظیم میں ہم آہنگی ، خوشی ، اطمینان اور خوشحالی پھیلتی ہے -

نروان پہاڑ پر ہونے والی بارش کی طرح ہے جو چھوٹے چھوٹے نالوں سے آبجو اور پھر دریا بن کر آخر میں سمندر کی موجوں میں شامل ہو جاتی ہے -

اسی طرح مختلف ماحول میں پلے ہوئے لوگ بھی ایک ہی تعلیم کی بارش میں بھیگ کر رفتہ رفتہ چھوٹے گروہوں سے تنظیم اور تنظیم سے معاشرہ بنا کر آخر میں نروان کے عظیم سمندر میں داخل ہو جاتے ہیں -

سب کے ذہن دودھ اور پانی کی طرح گھل مل جاتے ہیں اور پھر وہاں ایک ہم آہنگ اخوت پیدا ہوتی ہے -

بدھ کی سرزمین کی تعمیر

لہذا حقیقی تعلیم ہی اس دنیا میں کامل تنظیم بنانے والی بنیادی طاقت ہے اور جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے ، وہ لوگوں کو آپس میں آشنائی دینے والا نور ہے اور لوگوں کے ذہنوں کی ناہمواریوں کو ہموار کر کے متحد کرنے کی طاقت بھی ہے ۔

چونکہ یہ حقیقی تنظیم بدھ کی کامل تعلیمات کی بنا پر قائم کی جاتی ہے اس لیے اس کو اخوت کہہ سکتے ہیں ۔

سبھی لوگوں کو ان تعلیمات کی پابندی کرنی چاہیے اور ان کے مطابق ذہن کی تربیت کرنی چاہیے۔ لہذا اصولی طور پر سبھی لوگ بدھ کی اس اخوت میں شامل ہیں لیکن حقیقت میں ایک ہی عقیدہ رکھنے والے ہی اس کے ارکان ہیں ۔

۳۔ اس اخوت میں دو قسم کے ارکان ہوں گے :
دنیا داروں کو تعلیم دینے والے اور اس کے بدلے خوراک اور کپڑے نذر کرنے والے ۔ یہ دونوں مل کر تعلیم کی اشاعت کریں گے اور اسے بقا دیں گے ۔

پھر اخوت کو کامل بنانے کے لیے اس کے ارکان کے درمیان کامل ہم آہنگی ہونی چاہیے ۔ استاد عام پیروکاروں کو تعلیم دیتے ہیں اور عام پیروکار استادوں کا احترام کرتے ہیں تاکہ اس سے ان کے درمیان ہم آہنگی قائم رہے ۔

اخوت کے ارکان کو آپس میں محبت اور ہمدردی کے ساتھ میل جول کرنا چاہیے ، ہم عقیدہ افراد کے ساتھ رہنے سے خوش ہونا چاہیے اور دوسروں کا ہم نفس بننے کی کوشش کرنی چاہیے ۔

۴ . اخوت کو ہم آپس بنانے کے لیے چھ اصول ہیں ۔ پہلا ، قول کی صداقت ، دوسرا ، خلوص اور عمل کی نرمی ، تیسرا ، روح کی صداقت و ہمدردی ، چوتھا ، مشترکہ دولت کی مساوی تقسیم ، پانچواں ، ایک ہی پاکیزہ ضوابط کی پابندی کرنا اور چھٹا ، درست نقطہ نظر رکھنا ۔

ان اصولوں میں درست نقطہ نظر جوہر بن کر دوسرے پانچ اصول اس کا احاطہ کرتے ہیں ۔

اخوت کو فروغ دینے کے لیے دو قسم کے سات اصول ہیں ۔ پہلی قسم کے سات اصول گروہ کے لیے ہیں ۔

(۱) ان کو بار بار اکٹھا ہو کر تعلیمات سننی چاہیے اور ان پر بحث کرنی چاہیے ۔

(۲) ان کو کھلے دل سے آپس میں ملنا اور ایک دوسرے کا احترام کرنا چاہیے ۔

(۳) ان کو تعلیمات کا احترام کرنا چاہیے اور ضوابط کی پابندی کرنی اور ان کو تبدیل نہیں کرنا چاہیے ۔

- (۴) بڑوں اور نوجوانوں کو آپس میں ادب کے ساتھ میل جول کرنا چاہیے -
- (۵) اپنے ذہن کی حفاظت کر کے اخلاص اور احترام کا برتاؤ کرنا چاہیے -
- (۶) پرسکون جگہ پر رہ کر اپنے عمل کو پاک کرنا اور دوسروں کو آگے رکھ کر ان کے پیچھے راستے پر چلنا -
- (۷) ان کو سبھی لوگوں سے محبت کرنی چاہیے ، اچھی طرح مہمان نوازی کرنی چاہیے اور بیماروں کی اچھی طرح تیمارداری کرنی چاہیے -
- ان ضوابط کی پابندی کرنے والی اخوت کا کبھی زوال نہیں ہوگا -

دوسری قسم کے سات ضوابط ہر فرد کے لیے ہیں :

- (۱) اپنے ذہن کو پاک رکھ کر ضرورت سے زیادہ چیزوں کی خواہش نہیں کرنی چاہیے - (۲) قناعت کو برقرار رکھ کر لالچ کو دور کرنا چاہیے - (۳) تحمل کو برقرار رکھ کر بحث نہیں کرنی چاہیے - (۴) خاموشی کو برقرار رکھ کر فضول باتیں نہیں کرنی چاہئیں - (۵) ضوابط کی پابندی کرنی اور مغرور نہیں ہونا چاہیے - (۶) ایک ہی تعلیم کی پابندی کر کے دوسری تعلیموں کا پیچھا نہیں کرنا چاہیے - (۷) روزمرہ کی زندگی میں کفایت شعار رہنا چاہیے -

اگر اخوت کا ہر رکن ان ضوابط کی پابندی کرے گا تو اخوت کا زوال نہیں ہوگا۔

۵. جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے ، اخوت کی جان ہم آہنگی ہے اور جس میں ہم آہنگی نہ ہو اس کو اخوت نہیں کہا جا سکتا - اس لیے ہر رکن کو

نہ اتفاقی نہ ہونے دینا چاہیے اور تنازعہ اٹھتے ہی اس کو فوری طور پر دور کرنے کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔

خون کے داغ خون سے دھوئے نہیں جا سکتے۔
 عداوت کا خاتمہ عداوت سے نہیں ہو سکتا۔ بلکہ
 عداوت کو بھولنے سے ہی عداوت مٹائی جا سکتی ہے۔

۶. پرانے زمانے میں آفت نامی ایک راجا تھا جس کے ملک کو پڑوس کے ایک جنگجو راجا برہمہدت نے فتح کر لیا۔ راجا آفت کچھ عرصے اپنی رانی اور شہزادے کے ساتھ چھپا رہا لیکن آخر دشمنوں نے اسے پکڑ لیا۔ اس وقت خوش قسمتی سے شہزادہ فرار ہو گیا۔

شہزادے نے اپنے والد کو بچانے کا موقع تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ اپنے والد کی پہانسی کے دن وہ بھیس بدل کر پہانسی کی جگہ پر گیا اور اپنے والد کی موت کو دیکھنے کے سوا کچھ بھی نہیں کر سکا۔

والد نے ہجوم میں اپنے بیٹے کو پہچانا اور یوں بڑبڑایا جیسے خودکلامی کر رہا ہو۔ ”دیر تک نہ ڈھونڈو۔ جلدبازی نہ کرو۔ عداوت کو صرف بھلانے سے ٹھنڈا کیا جا سکتا ہے۔“

اس کے بعد شہزادہ دیر تک انتقام لینے کی تجویز سوچتا رہا۔ آخر میں اس کو برہمہدت کے محل میں خدمتگار کی نوکری ملی اور راجا کی عنایات

حاصل ہو گئی -

ایک دن راجا شکار پر نکلا - شہزادے نے انتقام لینے کی غرض سے راجا کو اس کی فوج سے الگ کیا اور اس کے ساتھ جنگل میں گھومتا پھرا - راجا سخت تھک گیا اور معتمد شہزادے کی گود میں سر رکھ کر آرام کی نیند سونے لگا -

شہزادے نے اپنا خنجر نکالا اور راجا کے گلے پر رکھ دیا لیکن اسی لمحے اس کو اپنے والد کا آخری قول یاد آیا اور اس کے بعد بار بار خنجر مارنے کی کوشش کرنے کے باوجود راجا کو نہ مار سکا - اتنے میں اچانک راجا جاگ اٹھا اور اس نے کہا کہ اس نے ایک ڈراونا خواب دیکھا ہے جس میں راجا آفت کا بیٹا اسے مارنے کی کوشش کر رہا تھا -

شہزادے نے راجا کو دبوچ کر خنجر لہراتے ہوئے اپنا نام بتایا اور کہا کہ آخر آج والد کے قتل کا انتقام لینے کا وقت آگیا ہے - لیکن وہ راجا کو مار نہ سکا اور خنجر کو پھینک کر راجا کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا -

جب راجا نے شہزادے سے راجا کا آخری قول سنا تو وہ بہت متاثر ہوا اور اس نے شہزادے سے معافی مانگی - بعد میں اس نے شہزادے کو اس کا ملک واپس لوٹا دیا اور ان دونوں ملکوں میں بہت زمانے تک دوستانہ تعلقات رہے -

یہاں ” دیر تک نہ ڈھونڈو “ کا مطلب ہے کہ دیر تک عداوت نہیں رکھنی چاہیے ۔ ” جلدبازی نہ کرو “ کا مطلب ہے کہ دوستی کو جلدی سے توڑنا نہیں چاہیے ۔

عداوت کو عداوت سے مطمئن نہیں کیا جا سکتا۔ اس کو صرف بھلانے سے ختم کیا جا سکتا ہے ۔

درست تعلیم کی ہم آہنگی کی بنا پر قائم شدہ اخوت میں ہر رکن کو اس کہانی کی روح کی قدر کرنی چاہیے ۔

نہ صرف اخوت کے ارکان کو بلکہ عام لوگوں کو بھی روزمرہ کی زندگی میں اس جذبے کی قدر کرنی چاہیے اور اس کو عملی جامہ پہنانا چاہیے ۔

۲

بدھ کی سرزمین

۱۔ جیسا کہ پہلے وضاحت کی گئی ہے ، اگر اخوت ہم آہنگی کے ساتھ رہنے اور بدھ کی تعلیم کی تبلیغ کرنے کا فرض نہ بھولے تو اس کا دائرہ وسیع ہو جاتا ہے اور تعلیم پھیل جاتی ہے ۔

تعلیم پھیلنے کا مطلب ہے کہ اور زیادہ لوگ نروان کی تلاش کرنے لگیں گے ۔ اور لالچ ، غصہ اور حماقت کی فوج ، جس کا سربراہ جہالت اور ہوس کا شیطان ہے ، جس کا اس دنیا میں تسلط رہا وہ پیچھے ہٹ جائے گی اور پھر حکمت ، نور ، عقیدہ

اور خوشی برسر اقتدار آ جائے گی -

شیطان کی سرزمین لالچ ، تاریکی ، لڑائی
جھگڑے ، جنگ ، تلوار اور خونریزی سے بھری
ہوئی ہے اور حسد ، تعصب ، نفرت ، دھوکا ،
خوشامد ، رازداری اور گالی سے لبریز ہے -

اب وہاں حکمت کی روشنی چمکنے لگتی ہے ،
دردمندی کی بارش ہونے لگتی ہے ، عقیدہ جڑ پکڑنے
لگتا ہے ، خوشی کے پھول کھلنے لگتے ہیں اور شیطان
کی سرزمین ایک دم بدھ کی سرزمین بن جائے گی -

جیسے خوشگوار نسیم یا شاخوں پر کچھ پھول
بہار کی آمد کی خبر دیتے ہیں ویسے جب ایک آدمی
نروان حاصل کرتا ہے تو گھاس ، درخت ، پہاڑ ،
دریا اور دوسری سبھی چیزیں ایک نئی زندگی
حاصل کرتی ہیں -

اگر ایک آدمی کا ذہن پاک ہو جائے تو اس کے
اردگرد کا ماحول بھی پاک ہو جاتا ہے -

۲. جس زمین پر حقیقی تعلیم رائج ہے وہاں کے
باشندوں کے ذہن پاکیزہ اور پرسکون رہتے ہیں -
واقعی بدھ کی دردمندی سبھی لوگوں کو فائدہ
پہنچاتی ہے اور ان کی منور روح ان لوگوں کے ذہنوں
سے گندگیاں دور کرتی ہے -

ایک پاکیزہ ذہن جلد گہرا ذہن بن جاتا ہے جو
ارفع راستے سے موافق رکھتا ہے، ضوابط کی پابندی کرنے

والا ذہن ، تحمل کرنے والا ذہن ، محنت کرنے والا ذہن ، پرسکون ذہن ، حکمت والا ذہن ، ترس کرنے والا ذہن بن جاتا ہے اور طرح طرح کے ذرائع سے لوگوں کو نروان کی طرف لے جانے والا ذہن بھی بن جاتا ہے ۔ اسی طرح بدھ کی سرزمین تیار ہوتی ہے ۔

بیوی اور بچوں کے ساتھ رہتے ہوئے بھی کسی شخص کا گھر بدھ کے رہنے والا گھر بن جاتا ہے ۔ جو ملک معاشرتی تفریق سے مصیبتوں کا شکار ہو وہ بھی دردمندی کا ملک بن جاتا ہے جہاں بدھ برساقتدار ہوتے ہیں ۔

ہوسوں کے داغ رکھنے والا سونے کا محل بدھ کی رہائش گاہ نہیں ہے ۔ اگر مالک مکان کا ذہن پاک ہو تو اس کی ٹوٹی پھوٹی جھونپڑی ، جس کی چھت کے سوراخوں سے چاندنی ٹپکتی ہو ، میں بھی بدھ رہیں گے ۔

ایک آدمی کے پاکیزہ ذہن پر قائم کی گئی بدھ کی سرزمین ہم عقیدوں کو اپنی طرف کھینچ کر اخوت قائم کرتی ہے ۔ ایک فرد سے خاندان ، خاندان سے گاؤں ، گاؤں سے قصبوں ، شہروں ، ملکوں اور آخر میں ساری دنیا میں پھیل جاتی ہے ۔

درحقیقت دھرم کی تعلیم کو پھیلانے کا مطلب ہے کہ بدھ کی اس سرزمین کو وسعت دینا ۔

۳. ایک پہلو سے دیکھا جائے تو یہ دنیا واقعی شیطان کی سرزمین ہے ، ہوسوں اور بے انصافیوں کی دنیا ہے اور خونریزی کا میدان ہے ۔ لیکن لوگ بدھ کے نروان پر عقیدہ رکھنے لگیں گے تو خون دودھ میں اور لالچ دردمندی میں بدل جائے گا اور پھر شیطان کی سرزمین بدھ کی پاکیزہ سرزمین بن جائے گی ۔

ایک کفگیر سے سمندر کے پانی کو خالی کرنا ناممکن سا لگتا ہے ۔ لیکن بدھ پر عقیدہ رکھنے والوں کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ چلے کتنے جنموں کی ضرورت ہو پھر بھی اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں ۔

بدھ اس کنارے پر کھڑے انتظار کر رہے ہیں ۔ اس کنارے کا مطلب ہے نروان کی دنیا ، جہاں لالچ ، غصہ ، جہالت ، دکھ اور اذیت نہیں ہوتی ۔ وہاں صرف حکمت کا نور چمکتا ہے اور دردمندی کی بارش ہوتی ہے ۔

یہ ایسی سرزمین ہے جہاں اس دنیا میں دکھ ، اذیت اور غم سہنے والے اور دھرم کی تبلیغ سے تھک جانے والے لوگ آرام کرتے ہیں ۔

اس سرزمین میں بے پایاں نور اور لافانی زندگی ہے ۔ جو اس جنت میں پہنچے وہ کبھی دھوکے کی دنیا میں واپس نہیں لوٹیں گے ۔

سچ مچ یہ سرزمین ، جہاں پھول حکمت سے

فضا کو مہکاتے ہیں اور چڑیاں مقدس دھرم کے گیت گاتی ہیں - یہی بنی نوع انسان کی آخری منزل ہے۔

اگرچہ یہ سرزمین آرام کرنے کی جگہ ہے لیکن کاپلی کی جگہ نہیں - معطر پھول کے بستر تو کاپلی کے لیے نہیں ہوتے بلکہ تازہ دم کرنے اور آرام کرنے کے لیے ہوتے ہیں - وہاں آدمی بدھ کے نروان کی تبلیغ جاری رکھنے کے لیے توانائی اور جوش دوبارہ حاصل کر کے تازہ دم ہوتے ہیں -

بدھ کے کام کی کوئی انتہا نہیں ہے - جب تک انسان رہیں گے ، مخلوقات موجود ہوں گی اور جب تک خود غرض اور آلودہ ذہن اپنی اپنی دنیا بناتے رہیں گے اس وقت تک بدھ کے کام کی انتہا نہیں ہوگی -

اب بدھ کے بچے امتابھ بدھ کی عظیم طاقت سے اس کنارے کی سرزمین میں داخل ہو گئے ہیں - وہ دوبارہ پرعزم ہوں کہ اپنی دنیا میں واپس جائیں اور بدھ کے کام میں شریک ہوں گے -

جس طرح ایک چھوٹی سی شمع کی لو ایک کے بعد دوسری شمعوں کو مسلسل جلاتی رہے گی اسی طرح بدھ کی دردمندی کی شمع بھی انسانوں کے ذہنوں کی شمعوں کو ایک کے بعد ایک مسلسل جلاتی رہے گی -

بدھ کے بچے بھی ان کی دردمندی کو محسوس کر کے بدھ کے اس کام میں حصہ لیتے ہیں اور لوگوں کے ذہنوں کو نروان اور پاکیزگی تک پہنچانے اور بدھ

کی سرزمین کو خوبصورتی سے آراستہ کرنے کے لیے ہمیشہ کے لیے کام کرتے رہیں گے

۳

بدھ کی سرزمین میں حشمت یافتگان

۱. راجا اڈین کی رانی شیاماوتی بدھ پر گہرا عقیدہ رکھتی تھی -

وہ محل کے سب سے اندرونی حصے میں رہتی تھی اور باہر نہیں جاتی تھی - لیکن اس کی کبڑی کنیز اُترا ، جس کی قوت حافظہ عمدہ تھی ، اکثر باہر جاتی اور بدھ کی تعلیمات سنا کرتی تھی - واپس آ کر وہ رانی کو بدھ کی تعلیمات سناتی تھی اور اس سے رانی کا بدھ پر عقیدہ اور گہرا ہوتا گیا -

راجا کی دوسری رانی ماگن دیا شیاماوتی پر رشک کرتی تھی اور اسے مارنے کے لیے راجا اڈین سے اس کے بارے میں جھوٹی باتیں کہتی تھی - آخر راجا نے اس سے متاثر ہو کر شیاماوتی کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا -

اس وقت شیاماوتی اتنے سکون کے ساتھ کھڑی ہوگئی کہ راجا اس کی معصوم شکل سے متاثر ہو گیا اور دوبارہ ذہن پر قابو پا کر اپنی وحشتناک حرکت کی معافی مانگی -

ماگن دیا کا غصہ اور بڑھ گیا اور آخر میں اس نے راجا

کی عدم موجودگی میں بدمعاشوں کو بھیج کر
شیاموتی کے سب سے اندرونی محل میں آگ لگوا دی
- رانی کو نہ حیرت ہوئی نہ خوف - اور اس نے
گھبرا کر چلائے والی اپنی نوکرانیوں کو تعلیم دے کر
ان کی ہمت افزائی کی اور پھر بدھ کی تعلیم کے
مطابق سکون کے ساتھ مر گئی - کبڑی اترا بھی اس کے
ساتھ جل کر مر گئی -

بدھ کی کئی خاتون شاگردوں میں رانی
شیاموتی کو اس کے جذبہٴ دردمندی کے لحاظ سے اور
اترا کو اچھی سامع ہونے کے لحاظ سے بہت سراہا گیا
پے -

۲. شاکھی قوم کا شہزادہ مہانام ، جو بدھ کا
چچیرا بھائی تھا ، بدھ کی تعلیم پر گہرا عقیدہ
رکھتا تھا اور ان کے سب سے ایماندار پیروؤں میں سے
ایک تھا -

جب کوسل کے سنگدل راجا ورودک نے شاکھی
قوم پر فتح حاصل کی تو مہانام نے فاتح راجا کے
پاس جا کر اپنی رعایا کی جان بخشی کی درخواست
کی - لیکن راجا نے اس کی بات نہیں مانی - تب
مہانام نے تجویز کی کہ جب تک وہ تالاب میں ڈوبا
رہتا ہے اس وقت تک قلعے کے دروازے کو کھول کر
قیدیوں کو بھاگنے کا موقع دیا جائے -

راجا نے یہ سوچ کر اجازت دی کہ وہ تو بہت
تھوڑی دیر کے لیے پی پانی کے اندر رہ سکے گا -

جب مہانام نے تالاب میں غوطہ لگایا تو قلعے کا دروازہ کھولا گیا اور لوگ اپنی جان بچانے کے لیے بھاگنے لگے۔ لیکن مہانام بہت دیر کے بعد بھی پانی سے باہر نہیں نکلا۔ اس نے تالاب کے اندر اپنے بالوں کو بید کے درخت کی جڑ سے باندھ کر اپنے آپ کو قربان کر کے لوگوں کو بچا لیا تھا۔

۳. اتپل ورنہ مشہور مبلغ تھی جس کی حکمت کو مودگیان کی حکمت سے تشبیہ دی جاتی تھی اور ان کو تعلیم دینے سے نہیں تھکتی تھی۔

دیودت نے راجا اجاتسترو کو ترغیب دے کر بدھ کی تعلیمات کے خلاف بغاوت کی طرف مائل کر دیا۔ لیکن بعد میں راجا بدھ کا معتقد ہو گیا اور دیودت سے دوستی کو ترک کر دیا۔

ایک دن جب دیودت راجا سے ملنے کی غرض سے قلعے کے دروازے تک گیا لیکن اسے وہاں سے ہٹا دیا گیا۔ اسی وقت قلعے کے دروازے سے باہر آئے والی اتپل ورنہ کو دیکھ کر دیودت کو بہت غصہ آیا اور اس نے اتپل ورنہ کو مار مار کر زخمی کر دیا۔

اتپل ورنہ شدید درد کو برداشت کر کے اپنی خانقاہ میں واپس لوٹی۔ شاگردوں کو حیران اور رنجیدہ ہوتے ہوئے دیکھ کر اس نے تسلی دی۔ ”بھنو، انسانی زندگی اندیکھی ہے۔ ہر چیز سریع الزوال اور بے انا ہے۔ صرف نروان کی دنیا ہی پرسکون اور

پرامن ہے۔ تمہیں اپنی تربیت جاری رکھنی چاہیے۔“
اور وہ سکون سے چل بسی ۔

۴. انگلی مالیا نامی ایک خوفناک ڈاکو تھا جس نے
کئی لوگوں کو قتل کیا تھا۔ لیکن بدھ نے اس کو
بچایا اور وہ بدھ کا شاگرد بن گیا۔

ایک بار وہ بھیک کے لیے شہر میں گیا اور اپنی
سابقہ بد اعمالیوں کی وجہ سے اسے سخت مشکلات اور
دکھوں کا سامنا کرنا پڑا۔

گاؤں والے اس پر ٹوٹ پڑے اور اسے بری طرح
پیٹا لیکن وہ خون سے لت پت بدھ کے پاس واپس لوٹا
اور ان کے پاؤں پر گر کر شکر ادا کیا ۔

”حضور ، میرا پہلا نام ’اپنسک‘ تھا لیکن
اپنی جہالت کی وجہ سے میں نے بہت سے لوگوں کی
جانیں لیں اور ہر ایک کی انگلی کاٹ کر جمع کیا۔
اس لیے میرا نام انگلی مالیا یعنی انگلیاں جمع کرنے
والا رکھا گیا۔

”اب تو میں نے بدھ، دھرم اور اخوت کے تین
جواہرات پر عقیدہ رکھ کر نروان کی حکمت حاصل
کی ہے۔ گھوڑے یا بیل کو چلانے کے لیے کوڑے یا رسی
کا استعمال کرنا پڑتا ہے لیکن حضور نے کوڑے یا
رسی یا انکڑے کے بغیر میرے ذہن کو پاک کر
دیا ہے۔

”آج، حضور میں نے اپنے کیے کا پھل بھگتا ہے۔
میں نہ جینا چاہتا ہوں نہ مرنے۔ میں صرف سکون
کے ساتھ وقت کا انتظار کروں گا۔“

۵. مودگلیاین سارپتر کے ساتھ بدھ کا عظیم تریں
شاگرد تھا۔ جب دوسرے مذہبوں کے استادوں نے دیکھا
کہ بدھ کی تعلیم کا پاک پانی لوگوں میں پھیلتا جا
رہا ہے اور لوگ شوق سے اسے پی رہے ہیں تو ان کو
حسد ہوا اور انہوں نے ان کی تبلیغ میں طرح طرح
کی رکاوٹیں ڈالیں۔

لیکن کوئی رکاوٹ ان کی تعلیم کے پھیلاؤ کو
روک نہ سکی۔ تب دوسرے مذہبوں کے پیروؤں نے
مودگلیاین کو قتل کرنے کی کوشش کی۔

دوبار وہ بچ گیا لیکن تیسری بار دوسرے
مذہب والوں نے اس کو گھیر لیا اور وہ ان کی ضربات
کا شکار ہو گیا۔

اس کی ہڈیاں اور گوشت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔
پھر بھی وہ ان کے ضربوں کو خاموشی کے ساتھ
برداشت کرتا رہا۔ نروان کے سہارے وہ سکون کے
ساتھ مر گیا۔

فہرست ماخذات ”بدھ کی تعلیمات“

مخفف : د ن براے دیگھ نکایی
 م ن براے مجھم نکایی
 س ن براے سمیٹئی نکایی
 ا ن براے انگڑ نکایی

ابواب صفحہ سطر ماخذ

بدھ

باب ۱		
مختلف سوتر	۱	۲
۱ ن ۳ - ۳۸ ، سکھملا ست	۱	۵
۱۳ م ن ۳ - ۲۶ ، اریہ	۱۳	۵
پریسن ست		
مختلف سوتر	۱	۶
۱ م ن ۹ - ۸۵ ،	۱	۷
بودھراجکمار ست		
مختلف سوتر	۹	۷
۱۴ ست نپات ۲-۳ ، پدھان	۱۴	۷
ست		
مختلف سوتر	۲۰	۷
۱ ونیہ ، مہاوگ	۱۲	۸
۱۰ د ن ۱۶ ، مہاپرنبان - ست	۱۰	۹
۱۷ د ن ۱۶ ، مہاپرنبان - ست	۱۷	۱۰
۱۱ پرنبان - ست	۱۱	۱۱
۱۱ پرنبان - ست	۱۱	۱۲
۱۷ د ن ۱۶ ، مہاپرنبان - ست	۱۷	۱۳

باب ۲		
۱ امتایر - دھیان اور	۱	۱۵
۱ وملکیرتنر دیشسوتر		

ابواب	صفحہ	سطر	ماخذ
	۱۵	۶	شورنگم سوتر
	۱۵	۱۱	وملکیرتی - نردیش اور
			مہاپر نروان سوتر
	۱۶	۷	سدھرم پنڈریک - سوتر ۱۶
	۱۷	۱	مہایان - جاتک -
			چتبھومپریکش - سوتر
	۱۷	۷	مہاپر نروان - سوتر
۲	۱۹	۱	سدھرم پنڈریک - سوتر ۳
	۲۰	۱	سدھرم پنڈریک - سوتر ۴
	۲۱	۱۱	سدھرم پنڈریک - سوتر ۵
۳	۲۲	۱۶	سدھرم پنڈریک - سوتر ۱۶
باب ۳			
۱	۲۵	۱	اوتنسک - سوتر ۵
	۲۶	۵	مہاپر نروان - سوتر
	۲۶	۱۰	اوتنسک - سوتر
	۲۶	۱۹	سورن پرہاسوت امراج -
			سوتر ۳
۲	۲۹	۸	اوتنسک - سوتر
	۲۹	۱۶	اوتنسک - سوتر ۳۴ ،
			گنڈویوہ
	۲۹	۲۰	سنکشپت سکھاوتی ویوہ -
			سوتر
	۲۹	۲۵	اوتنسک - سوتر
	۳۰	۶	س ن ، ۳۵ - ۵
	۳۰	۱۰	مہاپر نروان - سوتر

ابواب	صفحہ	سطر	ماخذ
۳	۳۲	۱۱	م ن ۸ - ۷۷ ، مہاسکلو دایی - ست
	۳۳	۶	مہاپرنروان - سوتر
	۳۳	۱۹	لنکاوتار - سوتر
	۳۴	۴	اوتننسک - سوتر ۳۲
	۳۴	۲۰	سدھرم پنڈریک - سوتر ۲۵
	۳۵	۱	مہاپرنروان - سوتر
	۳۵	۱۵	سدھرم پنڈریک - سوتر ۲
	۳۵	۲۱	سدھرم پنڈریک - سوتر ۲

دھرم

باب ۱			
۱	۳۸	۱	ونیہ، مہاواگ ۱-۶ اور س ن ۱۱-۱۲-۵۶ ، دھم چکر پرورتن - ست
	۳۹	۱۶	اتوتک ۱۰۳
	۴۰	۴	م ن ۲ ، سباسو - ست
	۴۰	۱۳	بیالیس فصلوں کا سوتر ۱۸
۱	۱۴	۱	شری مالادیوی سنھناد - سوتر
۳	۴۲	۲۱	اوتننسک - سوتر ۲۲ ، دشبھومک

باب ۲			
۱	۴۶	۱	م ن ۴-۳۵ ، چولسچک - ست
	۴۸	۱۱	ا ن ۵ - ۴۹ ، راج - منڈ- ست
	۴۸	۲۲	ا ن ۴ - ۱۸۵ ، سمن - ست
	۴۸	۲۵	ا ن ۳ - ۱۳۴ ، اپاد - ست

ابواب	صفحہ	سطر	ماخذ
۲	۴۹	۹	لنکاوتار - سوتر
	۴۹	۱۳	اوتنسک - سوتر ۲
	۵۰	۱	اوتنسک - سوتر ۱۶
	۵۰	۱۷	اوتنسک - سوتر ۲۲ ، دشبھومک
	۵۱	۱	لنکاوتار - سوتر
	۵۱	۱۷	۱ ن ۴ - ۱۸۶ ، امگ - ست
	۵۱	۱۱	دھم پد ۱ ، ۲ ، ۱۷ ، ۱۸
	۵۲	۱	س ن ۲-۱-۶ ، کامد - ست
۳	۵۲	۱۳	اوتنسک - سوتر ۱۶
	۵۲	۲۱	لنکاوتار - سوتر
	۵۳	۱۳	م ن ۳ - ۲۲ ، الگدوپم - ست
	۵۴	۱۴	لنکاوتار - سوتر
	۵۴	۱۸	لنکاوتار - سوتر
۴	۵۷	۶	ونیی ، مھاوگ ۱ - ۶
	۵۸	۱	لنکاوتار - سوتر
	۵۸	۸	س ن ۳۵ - ۲۰۰ ، دارکھندھ - ست
	۵۸	۱۹	لنکاوتار - سوتر وغیرہ
	۵۹	۷	م ن ۲ - ۱۸ ، مدھینڈک - ست
	۵۹	۲۲	لنکاوتار - سوتر
	۶۰	۱۲	لنکاوتار - سوتر
	۶۱	۱۳	وملکیرتی - نردیش سوتر
	۶۳	۱	اوتنسک - سوتر ۳۴ ، گنڈویوہ
	۶۳	۲۳	لنکاوتار - سوتر وغیرہ

ابواب	صفحہ	سطر	ماخذ
باب ۳			
۱	۶۵	۱	ونیی ، مہاوگ ۱ - ۵
	۶۵	۱۹	ونیی ، چولوگ ۵ - ۲۱
	۶۶	۵	شورنگم - سوتر
۲	۷۱	۹	شورنگم - سوتر
	۷۳	۶	مہاپرنروان - سوتر
	۷۳	۱۴	سدھرم پنڈریک سوتر ۷ اور
			شورنگم - سوتر
	۷۴	۶	اوتنسک - سوتر ۳۲
	۷۴	۱۱	مہاپرنروان - سوتر
	۷۴	۱۷	برہمجال - سوتر
	۷۵	۱	مہاپرنروان - سوتر
۳	۷۵	۲۲	مہاپرنروان - سوتر
باب ۴			
۱	۸۱	۱	شری مالادیوی سنہناد - سوتر
	۸۲	۱۰	۱ ن ۲ - ۱۱
	۸۲	۱۴	اتوتک ۹۳
	۸۲	۲۰	ونیی ، مہاوگ
	۸۳	۱۰	۱ ن ۳ - ۶۸ ، اناتھک - سوتر
	۸۳	۲۶	۱ ن ۳ - ۳۴ ، آلوک - ست
	۸۴	۱۷	ویپلیی - سوتر
	۸۴	۲۵	ونیی ، مہاوگ ۱-۶ ، دھم چکر
			پرورترن - ست
	۸۵	۱۸	م ن ۲-۱۴ ، چول دکھکھندھ - ست
	۸۵	۲۴	مہاپرنروان - سوتر
	۸۶	۱۹	اتوتک ۲۴
۲	۸۸	۱۹	م ن ۶ - ۵۱ ، کندرک ستنت

ابواب	صفحہ	سطر	ماخذ
	۸۹	۱۱	۱ ن ۳ - ۱۳۰
	۸۹	۲۲	۱ ن ۳ - ۱۱۳
۳	۹۰	۱۰	اتو تک ۱۰۰
	۹۰	۲۴	سنیکت رتنپٹک - سوتر
	۹۱	۲۳	مہاپرنروان - سوتر
	۹۳	۲	۱ ن ۳ - ۶۲
	۹۳	۱۸	۱ ن ۳ - ۳۵، دیودوت - ست
	۹۴	۲۰	تھیریگاتھا اٹھکتھا
۴	۹۵	۲۰	سکھاوتی ویوہ - سوتر جلد دوم

باب ۵			
۱	۱۰۲	۱	سکھاوتی ویوہ - سوتر جلد اول
	۱۰۵	۱۹	سکھاوتی ویوہ - سوتر جلد دوم
	۱۰۷	۶	امتاہیر - دھیان - سوتر
۲	۱۱۰	۱۲	سنکھشپت سکھاوتی ویوہ - سوتر

عملی راستہ

باب ۱			
۱	۱۱۶	۱	م ن ۲، سباسو - ست
	۱۱۷	۲۲	م ن ۳ - ۲۶، اریہ پریسن - ست
	۱۱۸	۱۸	س ن ۳۵ - ۲۰۶، چھپان - ست
	۱۱۹	۱۴	بیالیس فصلوں کا سوتر ۲۱ - ۲
	۱۲۱	۲۲	م ن ۲ - ۱۹، دویدھاوتک - ست
	۱۲۲	۱۶	دھم پد اٹھکتھا
۲	۱۲۳	۱۳	۱ ن ۳ - ۱۱۷
	۱۲۴	۱	م ن ۳ - ۲۱، ککچوپم - ست
	۱۲۷	۱	م ن ۳ - ۲۳، ومیک - ست

ابواب	صفحہ	سطر	ماخذ
	۱۲۸	۱۶	جاتک ۴ - ۲۹۷ ، ماتنگ - جاتک
	۱۳۲	۱	بیالیس فصلوں کا سوتر ۹
	۱۳۲	۱۱	بیالیس فصلوں کا سوتر ۱۱
	۱۳۳	۷	بیالیس فصلوں کا سوتر ۱۳
	۱۳۴	۴	ان ۲ - ۴ ، سمچت - ست
۳	۱۳۴	۲۱	سنیکت رتنپٹک - سوتر
	۱۴۴	۲۰	مہاپرنروان - سوتر
	۱۴۵	۱۹	سنیکت رتنپٹک - سوتر
باب ۲			
۱	۱۵۰	۱	م ن ۷ - ۶۳ ، چولمانکی - ستنت
	۱۵۲	۱۱	م ن ۳ - ۲۹ ، مہاساروپم - ست
	۱۵۴	۱	مہامایا - سوتر
	۱۵۴	۱۴	تھیرگاتھا اٹھکتھا
	۱۵۶	۸	م ن ۳ - ۲۸ ، مہاپستھپدوپم - ست
	۱۵۶	۲۶	مہاپرنروان - سوتر
	۱۵۷	۱۰	اودانشتک - سوتر
	۱۵۸	۲۰	مہاپرنروان - سوتر
	۱۶۰	۱۱	پنچونشت - ساہسرکا - پرجنا پارمتا - سوتر
	۱۶۱	۱۹	اوتنسک - سوتر ۳۴ ، گنڈویوہ

ابواب	صفحہ	سطر	ماخذ
۲	۱۶۳	۲	۱ ن ۳ - ۸۸
	۱۶۴	۹	۱ ن ۳ - ۸۱
	۱۶۴	۲۰	۱ ن ۳ - ۸۲
	۱۶۵	۱۰	پرنبان - ست جلد دوم
	۱۶۶	۷	۴ ن ۱۴ - ۱۴۱، سچوبہنگ - ست
	۱۶۷	۱۹	پرنبان ست جلد دوم
	۱۶۸	۱۴	۱ ن ۵ - ۱۶، بل - ست
	۱۶۸	۲۰	اوتنسک - سوتر
	۱۶۹	۱۶	مہاپرنروان - سوتر
	۱۷۰	۵	سنیکت رتنپٹک - سوتر
	۱۷۱	۱	سورن پرہاس - سوتر ۲۶
	۱۷۱	۱۷	مہاپرنروان - سوتر
	۱۷۲	۱۸	تھیرگاتھا اٹھکتھا
	۱۷۳	۷	جاتک ۵۵، پنچاودھ - جاتک
	۱۷۴	۱۱	اتوتک ۳۹ اور ۴۰
	۱۷۴	۲۲	مہاپرنروان - سوتر
	۱۷۴	۲۵	مہاپرنروان - سوتر
	۱۷۵	۱	۱ ن ۵ - ۱۲
	۱۷۵	۷	پرنبان - ست
	۱۷۵	۲۰	شورنگم - سوتر
۳	۱۷۶	۲۳	۵۵ - ۲۱، ۲۲، س ن ۵۵
	۱۷۷	۱۶	مہانام - ست
	۱۷۷	۱۶	۱ ن ۵ - ۳۲، چندی - ست
	۱۷۸	۱	وملیکرتی - نردیش - سوتر
	۱۷۸	۱۴	شورنگم - سوتر
	۱۷۹	۱	سکھاوتی ویوہ - سوتر جلد دوم
	۱۷۹	۸	۱ ن ۱ - ۴ - ۶

ابواب	صفحہ	سطر	ماخذ
	۱۷۹	۱۱	اوتنسک - سوتر ۳۳
	۱۸۰	۹	اوتنسک - سوتر ۲۲
	۱۸۰	۲۳	سورن پرہاس - سوتر ۲
	۱۸۱	۸	امتایر - دھیان - سوتر
	۱۸۱	۱۲	سکھاوتی ویوہ - سوتر
	۱۸۱	۱۹	مہاپرنروان - سوتر
	۱۸۲	۱۲	م ن ۲-۱۶، چیتوکھل-ست
	۱۸۳	۷	سکھاوتی ویوہ - سوتر جلد دوم

۲	۱۸۴	۱	دھم پد
	۱۹۲	۱	س ن ۱ - ۴ - ۶
	۱۹۲	۱۵	ا ن
	۱۹۲	۱۹	مہاپرنروان - سوتر

اخوت

باب ۱			
۱	۱۹۴	۱	اتوتک ۱۰۰ اورم ن ۱ - ۳، دھمدایاد - ست
	۱۹۴	۸	اتوتک ۹۲
	۱۹۵	۱	ونیمی، مہاوگ ۱ - ۳۰
	۱۹۵	۲۱	م ن ۴-۳۹ مہا-اسپر-ست
	۱۹۷	۴	م ن ۴-۴۰ چول-اسپر-ست
	۱۹۸	۱	سدھرم پنڈریک سوتر ۱۹
	۱۹۸	۸	سدھرم پنڈریک سوتر ۱۹
	۱۹۹	۱	سدھرم پنڈریک سوتر ۱۴
۲	۲۰۰	۱۴	س ن ۵۵-۳۷، مہانام-ست
	۲۰۱	۱	ا ن ۳ - ۷۵
	۲۰۱	۸	س ن ۵۵-۳۷، مہانام-ست
	۲۰۱	۱۲	س ن ۵۵-۵۴، گلاینین-ست

ابواب	صفحه	سطر	ماخذ
	۲۰۱	۱۸	اوتنسک - سوتر ۲۲
	۲۰۳	۱۲	مهاپرنروان - سوتر
	۲۰۶	۶	اوتنسک - سوتر ۷
	۲۰۹	۱	مهامایا - سوتر
	۲۱۰	۱	اوتنسک سوتر ۲۱
	۲۱۰	۲۳	مهاپرنروان - سوتر

باب ۲

۱	۲۱۲	۱	د ن ۳۱ ، سنگالوواد - ست
	۲۱۷	۱۸	ا ن ۲-۴ ، سمچت - ست
	۲۱۸	۱۵	ا ن ۳-۳۱
	۲۱۸	۲۵	جاتک ۴۱۷ ، کچان - جاتک
	۲۲۰	۲۰	د ن ۳۱ ، سنگالوواد - ست
	۲۲۱	۴	دهم پد اٹھکتھا ۱
۲	۲۲۲	۱۵	ا ن ۴-۱۹۷
	۲۲۳	۶	ا ن ۵-۳۳۳ اگم - ست
	۲۲۴	۲	(برمی شرحیں)
	۲۲۴	۱۹	ا ن ۷-۵۹ ، سجات - ست
	۲۲۶	۱۸	د ن ۱۶ ، مهاپرنبان - ست
	۲۲۷	۲۱	شری مالا دیوی سنهندا - سوتر

۳	۲۳۰	۱	د ن ۱۶ ، مهاپرنبان - ست
	۲۳۱	۲	اوتنسک - سوتر ۳۴ ، گندویوه
	۲۳۲	۱۱	سورن پریهاس - سوتر ۱۲
	۲۳۳	۱۰	بودھی ستو - گوچروپایی - وشیمی وکرون نردیش - سوتر

ابواب	صفحہ	سطر	ماخذ
باب ۳			
۱	۲۴۰	۱	مہاپرنروان - سوتر
	۲۴۱	۲۲	۱ ن ۳ - ۱۱۸، سوچین - ست
	۲۴۳	۱۴	س ن
	۲۴۴	۵	ونیم، مہاوگ ۱۰-۱ اور ۲
	۲۴۴	۱۳	د ن ۱۶، مہاپرنبان - سوتر
	۲۴۵	۲۶	ونیم-مہاوگ ۱۰-۱ اور ۲
۲	۲۴۸	۱۵	س ن
	۲۴۹	۱۰	چوئن کیو - سوتر
	۲۴۹	۱۷	وملکیرتی - نردیش - سوتر
	۲۵۱	۱	مہاپرنروان - سوتر
	۲۵۱	۲۰	سنکشپت سکھاوتی ویوہ - سوتر
	۲۵۲	۳	سکھاوتی ویوہ - سوتر
	۲۵۲	۱۸	وملکیرتی - نردیش - سوتر
۳	۲۵۳	۱	دھم پد - اٹھکتھا ۱
	۲۵۳	۹	۱ ن ۳۴ - ۲
	۲۵۴	۱	دھم پد اٹھکتھا ۱
	۲۵۵	۷	۱ ن ۵ - ۱
	۲۵۵	۱۰	سرواستواد - سنگھ
			ویدکوست ۱۰
	۲۵۶	۳	م ن ۹ - ۸۶، انگلماں - ست
	۲۵۷	۴	۱ ن ۲۶

ضمیمہ

بدھ مت کی مختصر تاریخ

۱ ہندوستان

نوع انسان کی روحانی تاریخ میں وہ ایک تاریخ ساز عہد تھا جب وسط ہندوستان میں "ایشیا کا نور" چمک اٹھا اور دوسرے الفاظ میں کہیں تو جس وقت وہاں حکمت اور دردمندی کا ایک چشمی پھوٹ نکلا جو بعد کے کئی قرون تک ایشیا کے لوگوں کے دلوں کو مالا مال کرتا رہا۔

گوتم بدھ جو بعد میں بدھ مت کے پیروؤں سے شاکھی منی یعنی "شاکھی قوم کے خردمند" کہلانے لگے ' دنیا سے قطع تعلق کر شرمن بن گئے اور جنوب کی طرف مگدھ چلے گئے۔ قیاس کیا جاتا ہے کہ پانچویں صدی قبل مسیح کے وسط میں انھوں نے بودھی کے درخت کے نیچے نروان حاصل کیا۔ تب سے لے کر "عظیم موت" تک کے پینتالیس سال انھوں نے حکمت اور دردمندی کے درس دیتے تبلیغ کا سفر جاری رکھا۔ اس کے نتیجے میں اسی صدی کے آخر تک وسط ہندوستان کے مختلف علاقوں اور قبیلوں میں بدھ مت کے بڑے پیرو مستقل طور پر سامنے آئے رہے۔

موریہ سلطنت کے تیسرے راجا اشوک کے زمانے میں (۲۶۸-۲۳۲ ق۔ م) بدھ گوتم کی تعلیمات سارے ہندوستان میں پھیل گئیں اور ملک کی سرحدوں سے باہر دور غیر ملکوں میں بھی ان کی تبلیغ کی جانے لگی۔

موریہ سلطنت ہندوستان میں سب سے پہلی متحد سلطنت تھی۔ اس کے پہلے راجا چندرگپت (لگ بھگ ۳۱۶-۲۹۳ ق۔ م) کے زمانے میں ہی یہ سلطنت شمال میں کوہ ہمالیہ سے لے کر مشرق میں خلیج بنگال تک مغرب میں ہندوکش اور جنوب میں سلسلہ کوہ وندھیی کے اس پار تک پھیل گئی تھی۔ اشوک نے کلنگ اور دوسری ریاستوں کو فتح کر کے اس سلطنت کی سرحدوں کو دکن تک بڑھا دیا۔

کہا جاتا ہے کہ راجا اشوک پہلے بہت تیز مزاج تھا اور رعایا اسے چند اشوک (خوفناک اشوک) کہتی تھی - لیکن کلنگ کی فتح کے وقت اس نے بھیانک حالات دیکھے تو اس کے بعد اس کا مزاج بدل گیا اور حکمت اور دردمندی کی تعلیمات کا سرگرم پیرو بن گیا۔ اس وقت سے اس راجا نے بدھ مت کے پیرو کی حیثیت سے جو کارنامے انجام دیے ہیں ان میں دو کارنامے قابل توجہ ہیں۔

پہلا ہے ”اشوک کے احکامات کے کتبے“ یعنی پتھر کی لاثوں اور چٹانوں پر کندہ کیے گئے فرمان ہیں جو بدھ کی تعلیمات کے مطابق تھے اور وہ ملک کی مختلف جگہوں میں قائم کیے گئے۔ دوسرا ہے، پورے ہندوستان میں بدھ کی تعلیمات پھیلانے کے ساتھ ہی ساتھ اس نے دوسرے ملکوں میں سفیر بھیج کر حکمت اور دردمندی کی تعلیمات سے باخبر کیا۔ اس میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ کئی سفیر شام، مصر، کرینے، میسیڈونیا اور اپرس جیسے دور ملکوں تک بھیجے گئے۔ اور اس طرح بدھ مت مغرب کی دنیا میں وسیع پیمانے پر پھیل گیا۔ اس وقت مہیندر، جو سفیر کی حیثیت سے تامرپرنی یعنی لنکا بھیجا گیا، ”خوبصورت لنکا دوپہ میں خوبصورت تعلیم قائم کرنے میں“ کامیاب ہوا اور اس طرح اس جزیرے میں بدھ مت کی تعلیم کی بنیاد ڈالی گئی۔

۲ مہایان بدھ مت کا ظہور

بعد کے زمانے کے بدھ مت والوں نے بار بار ”بدھ مت کے مشرق کی جانب بڑھنے والی تحریک“ کی بات کی ہے۔ لیکن قبل از مسیح کے کئی قرون تک بدھ مت کا رخ مغرب کی طرف مڑا ہوا تھا۔ لگ بھگ سن عیسوی کے کچھ پہلے یا شروع میں بدھ مت کا رخ مشرق کی طرف مڑنے لگا۔ لیکن اس بات کے بارے میں ذکر کرنے سے پہلے ہمیں بدھ مت کے اندر جو تبدیلی آرہی تھی اس کے بارے میں ذکر کرنا چاہیے۔ یہ تبدیلی تھی ’مہایان بدھ مت‘ کہلانے والی ایک نئی لہر جو اس وقت ایک مستقل شکل اختیار کر چکی تھی -

کب، کیسے اور کن لوگوں سے اس ” نئی لہر “ کا آغاز ہوا ؟ کوئی بھی ان سوالات کا واضح طور پر جواب نہیں دے سکتا ہے۔ ہم اتنا ہی جانتے ہیں کہ یہ رجحان ترقی پسند بھکشوؤں کے ہاتھ سے مہاسنگھک کے سلسلہ خیالات میں سے پیدا ہو گیا اور حقیقت یہ ہے کہ قبل از مسیح کی پہلی یا دوسری صدی سے لے کر سن عیسوی کی پہلی صدی کے دوران مہایان سوتروں کے کچھ اہم حصے پہلے ہی سے موجود تھے۔ اور جب مہایان سوتروں کو پس منظر کے طور پر استعمال کر کے ناگارجن نے اپنے شاندار خیالات کو ترقی دی تب مہایان بدھ اپنے کو بدھ مت کی تاریخ کے اسٹیج پر پیش کر گیا ہے۔

بدھ مت کی طویل تاریخ میں مہایان بدھ مت نے جو کردار ادا کیا وہ بہت بڑا تھا۔ بعد میں ہم چین اور جاپان میں بدھ مت کی تاریخ کا ذکر کریں گے اور ان ملکوں میں بدھ مت کی ساری تاریخ میں ہمیشہ مہایان بدھ مت کا بہت بڑا اثر پایا جاتا تھا ۔ لیکن اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ، کیونکہ اس میں عوام الناس کی نجات جیسا نیا نصب العین شامل تھا اور اس نصب العین کو عملی جامی پہنانے کے لیے بودھی ستو نامی ایک زندہ بزرگ کا تصور بنایا گیا ہے ۔ ساتھ ہی ساتھ اس کی حمایت کے لیے مابعد الطبیعیات اور نفسیات کے میدان میں مہایان مفکروں کے قائم کیے ہوئے عملی نتائج بھی بہت شاندار تھے ۔ اس طرح مہایان بدھ مت تو ایک طرف بدھ گوتم کی تعلیمات سے تعلق رکھتا تھا اور دوسری طرف اس نے حکمت اور دردمندی کی تعلیمات میں مختلف نئی چیزوں کا اضافہ کیا ۔ اس سے بدھ مت اور زیادہ جوش و توانائی سے بھر گیا اور ایک بڑے دریا کی طرح سیراب کرنے کے لیے مشرق کے ملکوں میں بہنے لگا ۔

۲ وسطی ایشیا

چین کے لوگوں نے سب سے پہلے وسطی ایشیا کے ملکوں سے ہی بدھ مت کے بارے میں علم حاصل کیا ۔ اس لیے ہندوستان

سے چین تک بدھ مت کی اشاعت کے بارے میں کہنے کے لیے شاہراہ ریشم (سلک روڈ) کے بارے میں کہنا ضروری ہوگا۔ یہ راستہ مغرب اور مشرق کو جوڑنے کے لیے وسطی ایشیا کے پشمار ویران علاقوں میں سے گزرتا تھا اور ہان سلطنت کے راجا وو (۱۴۰-۸۷ ق۔م) کے زمانے میں تجارت کے لیے کھول دیا گیا تھا۔ اس وقت ہان سلطنت دور مغرب تک پھیلی ہوئی تھی اور اس کے ساتھ لگے ہوئے فرگنا، سگدیانا، تخارا اور پارٹھیا جیسے ملکوں میں بھی وہ تجارتی روح، جسے سنکندراعظم نے پھونکا تھا، ابھی تک گرم تھی۔ اور ان ملکوں سے گزرنے والے اس پرانے تجارتی راستے کی اہمیت میں چین کے ریشم نے بہت بڑا کردار ادا کیا تھا۔ اس لیے اس کا نام شاہراہ ریشم ہو گیا۔ سن عیسوی کے کچھ پہلے یا آغاز میں ہندوستان اور چین کے درمیان تہذیبی تعلقات اس تجارتی راستے سے ہی شروع ہو گئے تھے۔ اس لیے اس شاہراہ ریشم کو ”بدھ مت کا راستہ“ بھی کہا جا سکتا ہے۔

۴ چین

چینی بدھ مت کی تاریخ کا آغاز چینی لوگوں کے بدھ مت سوتروں کو قبول کرنے اور ان کا ترجمہ کرنے سے شروع ہوا۔ اس کا سب سے پرانا گرنٹھ ”سو۔شی۔ایر۔چانگ۔چنگ“ (بدھ کے اقوال کا بیالیس جلدوں والا سوتر) کہا جاتا ہے جس کا ترجمہ کاسیپ ماتنگ اور دوسرے لوگوں کے ہاتھ سے بعد کے مشرقی ہان کے راجا منگ کے ینگ پنگ دور (۵۸-۷۶ ع) میں کیا گیا تھا۔ لیکن آج اسے ایک مشتبہ روایت مانا جاتا ہے۔ یہ یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ آن۔شی۔کاو۔لو۔یانگ میں لگ بھگ ۱۴۸ سے ۱۷۱ عیسوی تک ترجمہ کے کام میں مصروف رہا تھا۔ اس وقت سے لے کر شمالی سنگ سلطنت (۹۶۰-۱۱۲۹ ع) کے زمانے تک ترجمے کا یہ کام کوئی ایک ہزار سال تک باقاعدہ چلتا رہا۔ شروع میں سوتروں کو لانے اور ان کا ترجمہ کرنے میں وسطی ایشیا سے آئے بھکشوؤں نے مرکزی کردار ادا کیا۔ مثلاً اوپر ذکر کیا گیا

آن - شی - کاو تو پارٹھیا سے آیا تھا - کانگ - سینگ - کائی جس نے تیسری صدی عیسوی میں لو یانگ آکر " سکھاوتی ویوہ " کا ترجمہ کیا تھا سمرقند سے یہاں پہنچا تھا - اور چو - فا - پو یا دھرم رکش جو " سدھرم پنڈریک " کے مترجم کی حیثیت سے بہت مشہور تھا تخارا سے آیا تھا اور لو - یانگ یا کانگ - آن میں تیسری صدی کے آخر سے چوتھی صدی کے شروع تک رہا - اور پانچویں صدی کے شروع میں کچا سے آئے کمارجیو سے چین میں ترجمہ کا کام اپنے نقطہ عروج تک پہنچ گیا -

اس زمانے سے سنسکرت پڑھنے کے لیے بھکشو چین سے ہندوستان کا دورہ کرنے لگے - ایسے بھکشوؤں میں سب سے پہلا بھکشو تھا فا - بیان (۳۳۹ - ۴۲۰ ع) جس نے سن ۳۹۹ میں چانگ - آن چھوڑا اور پندرہ برس کے بعد گھر لوٹا - ہندوستان کا دورہ کرنے والے بھکشوؤں میں سب سے مشہور تھا ہسوان - تسانگ (۶۰۰ - ۶۶۴ ع) جو سن ۶۲۷ میں ہندوستان کے لیے روانہ ہو گیا اور سن ۶۴۵ میں انیس برس کے بعد گھر لوٹا - اور ای - چنگ (۶۳۵ - ۷۱۳ ع) سن ۶۷۱ میں سمندری راستے سے پچیس برس بعد گھر لوٹا -

یہ بھکشو خود سنسکرت پڑھنے کے لیے ہندوستان گئے اور وہاں سے سوتروں کو منتخب کر کے اپنے ملک لائے اور پھر ان کا ترجمہ کرنے میں انھوں نے مرکزی کردار ادا کیا۔ خصوصاً ہسوان۔ تسانگ نے جو لسانی قابلیت دکھائی وہ نمایاں تھی اور اس کے مستعد کام سے چین میں سوتروں کے ترجمہ کا سلسلہ ایک اور بلندی پر پہنچ گیا۔ یہی وجہ ہے کہ کمار جیو جیسے بھکشوؤں کے ہاتھ سے کیے گئے سوتروں کو پرانے ترجمے اور ہسوان۔ تسانگ اور اس کے بعد کے لوگوں کے کیے گئے ترجموں کو " نئے ترجمے " کہا جاتا ہے۔ اس طرح سنسکرت سے کیے گئے بے شمار سوتروں کو بنیاد بنا کر ان عالموں نے جن خیالات اور مذہبی سرگرمیوں میں اضافہ کیا وہ آہستہ آہستہ چینیت کی طرف مائل ہوتے گئے - یہاں قوم کی فطرت، ضروریات اور خود اعتمادی ظاہری طور پر دکھائی

دیتی ہے۔ ابتدائی دور کے بھکشو تو خاص کر پرجینا پارماتا کے سوتروں میں شامل ”بے ذات و بے اصل“ کے تصور کی طرف مائل ہوتے تھے۔ وہ اس رجحان کو ظاہر کرتا ہے۔ بعد میں انھوں نے ”ہین یان“ کو ترک کر کے اپنا دھیان خصوصیت کے ساتھ ”مہایان“ پر مرکوز کیا۔ یہ بھی اسی رجحان کو ظاہر کرتا ہے۔ آپستی آپستی یہ رجحان تین دائی فرقہ میں نمایاں ہونے لگا اور زین فرقہ کے ظہور سے اپنے نقطۂ عروج تک پہنچ گیا۔

چین میں تین دائی فرقہ کی تکمیل چھٹی صدی کے نصف آخر میں اس کے تیسرے گرو تین دائی دائشی چی - ای (۵۳۸ - ۵۹۷ ع) کے ہاتھ سے ہوئی۔ وہ بدھ مت کے افکار میں نمایاں حصہ لینے والے مفکروں میں سے ایک تھا۔ بدھ کی تعلیم کو پانچ زمانوں اور آٹھ تعلیموں میں درجہ بندی کرنے والا اس کا تنقیدی جائزہ چین اور جاپان کے بدھ مت پر وسیع اثرات ڈالتا رہا۔

جائزہ لینے پر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چین میں سوتر ان کے زمانہ ترتیب کے لحاظ سے نہیں لائے گئے اور ان کے ترجمے ہو گئے۔ ان بے شمار سوتروں کا مطالعہ کرتے وقت یہ مسئلہ پیش آیا کہ ان کے ماخذات کیسے معلوم کریں اور ان کی اہمیت کا اندازہ کیسے کریں۔ یہ ضروری تھا کہ بدھ مت کا مجموعی طور پر جائزہ لیا جائے اور یہ دکھایا جائے کہ آدمی کو اپنی تفہیم کے مطابق اپنا موقف کیسے قائم کرنا چاہیے۔ چینی افکار کا رجحان سب سے پہلے سوتروں کی درجہ بندی کے بارے میں سامنے آگیا۔ سب سے بڑھ کر چی - ای کا تنقیدی جائزہ سب سے بااِصول اور محرک تھا۔ لیکن دور جدید کی بدھ مت پر تحقیقی کام کے ظہور کے ساتھ اس کے زبردست اثرات کا خاتمہ ہو گیا۔

چین کے بدھ مت کی تاریخ میں ”جو سب سے آخر میں آیا“ وہ زین فرقہ تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا بانی ایک غیرملکی شرمین، بودھی دھرم (- ۵۲۸ ع) تھا۔ لیکن جو بیج اس نے بویا تھا اس کا شاندار پھول اس کے چھٹے رشی

ہوئی نینگ (۶۳۸ - ۷۱۳ ع) کے زمانے کے بعد ہی کھلا -
 اٹھویں صدی کے بعد یکے بعد دیگرے کئی باصلاحیت عالم
 سامنے آئے جنہوں نے کئی صدیوں تک زین کو فروغ دیا -

دیکھا جا سکتا ہے کہ اس بدھ مت میں ایک نیا طریقہ
 فکر تھا جس کی جڑیں چینی لوگوں کی فطرت میں بہت
 مضبوط تھیں - یہ چینی طریقہ فکر سے رنگا گیا بدھ مت
 تھا - اور گوتم بدھ کی تعلیم کے دھارے میں اس تازہ دھارے
 کا اضافہ ہو کر وہ مزید بڑا دریا بن گیا اور اس نے مشرق کے
 ممالک کو مالا مال کر دیا -

۵ جاپان

جاپان میں بدھ مت کی تاریخ کا آغاز چھٹی صدی
 عیسوی میں ہوا - ۵۳۸ء میں پوچی (کڈرہ ، کوریا) کے
 بادشاہ نے کینمیٹی بادشاہ کے شاہی دربار میں بدھ کا
 مجسمہ اور لیٹے ہوئے سوتروں کو پیش کرنے کے لیے ایک وفد
 بھیجا - یہ اس ملک میں بدھ مت کا سب سے پہلا تعارف ہے
 - لہذا اب جاپان میں اس مذہب کی تاریخ ۱۴۰۰ سال سے
 زیادہ پرانی ہوگئی ہے -

اس طویل تاریخ میں تین سنگ میل کے حوالے سے ہم
 جاپانی بدھ مت کے بارے میں سوچ سکتے ہیں - پہلا سنگ
 میل ساتویں اور اٹھویں صدی کا بدھ مت ہے - اس کو مادی
 طور پر دکھانے کے لیے ہم ہوریوجی مندر (۶۰۷ ع) اور
 تودائی جی مندر جن کی تعمیر اس دور میں ہوئی ، کا
 حوالہ دے سکتے ہیں - اس زمانے پر نگاہ ڈالنے کے لیے یہ امر
 فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ اس دور میں سارے ایشیا میں
 تہذیب غیر معمولی طور پر عروج میں تھی - جبکہ مغرب
 کی تہذیب گہری تاریکی میں اسیر تھی -

چین میں ، وسط ایشیا میں ، ہندوستان میں اور جنوبی ساحلی ممالک میں عملی ، مذہبی اور فنی سرگرمیاں زبردست پیمانے پر ہو رہی تھیں - بدھ مت ان تحریکوں کو آپس میں ملا کر انسانیت کے مد اکبر سے مشرقی دنیا کو دھو رہا تھا - اور اس زمانے کا جاپانی کلچر ، جس کا ثبوت شاندار پوریوجی مندر اور عظیم الشان تودائی جی مندر کی تعمیر اور ان سے تعلق رکھنے والی مذہبی اور فنی سرگرمیوں میں ملتا ہے ، مشرق بعید میں عام ثقافتی مد کی تحلیل کو ظاہر کرتا ہے جو سارے ایشیا کے وسیع علاقوں پر غالب تھا -

اس ملک کے لوگ ، جو صدیوں سے وحشی حالت میں تھے ، اب ایک عظیم کلچر کے دھارے میں نہانے لگے - اور اچانک تہذیب کا پھول کھل اٹھا - ان صدیوں میں جاپان کو یہ خوش قسمتی میسر ہوئی - اور اس تہذیب کے عروج میں بدھ مت ہی نے مرکزی کردار ادا کیا - اس زمانے کے بدھ مت کے مندر بہت اہم سماجی مرکز بنے اور اس کے عالم جدید علوم کے رہنما تھے - وہاں صرف ایک مذہب ہی نہیں بلکہ وسیع اور عظیم تہذیب کی ترقی ہوئی - یہ تھی جاپان میں بدھ مت کی منتقلی کی ابتدائی صورت حال -

نویں صدی عیسوی میں دوعظیم رشی ، سائیچو (دینگو دائیشی ۷۶۷-۸۲۲) اور کوکائی (کوبو دائیشی ۷۷۴-۸۳۵) سامنے آئے اور انھوں نے بدھ مت کے دو فرقوں کی بنیاد ڈالی جن کا حوالہ پیٹی آن بدھ مت کے نام سے دیا جاتا ہے - یہ خالص جاپانی بدھ مت کا قیام تھا - انھوں نے بدھ مت کا اصل موقف اور تربیت کی تفہیم کر کے بالترتیب کوہ پی اے ای اور کوہ کویا میں مرکزی خانقاہیں قائم کیں - ان کے قیام کے تین سو سال بعد کاماکورا دور تک یہ دونوں مخفی فرقے تیندائی اور شینگون خاص طور پر امراء اور شاہی درباروں میں فروغ پاتے رہے

دوسرا سنگ میل بارہویں اور تیرہویں صدی کے بدھ مت پر ملے گا - اس زمانے میں ہونین (۱۱۳۳-۱۲۱۲ء) شین ران (۱۱۷۳-۱۲۶۲ء) ، دوگین (۱۲۰۰-۱۲۵۳ء) ایسے عظیم

رشی ظہور میں آئے۔ جب ہم جاپانی بدھ مت کا ذکر کرتے ہیں تو یہی ان عظیم رشیوں کا حوالہ دینے کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اچھا تو پھر کیوں ان ہی صدیوں نے ایسے ممتاز معلموں کو پیدا کیا؟ یہی اسی لیے ہے کہ اس وقت ان سب کو ایک مشترکہ مسئلے کا سامنا تھا۔ وہ مشترکہ مسئلہ کیا تھا؟ یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہی تھا بدھ مت کو منفرد جاپانی طریقے کے سے قبول کرنا۔

اس بیان سے ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ ”کیا بدھ مت کا تعارف اس سے پہلے تو نہیں ہوا تھا؟“ یہی تاریخ کے اعتبار سے درست ہے لیکن یہ بھی درست ہے کہ اس ملک کے لوگوں کو بدھ مت کو مکمل طور پر اپنانے کے واسطے درآمد شدہ بدھ مت کو پوری طرح جذب اور اس کی تشکیل نو کرنے کے لیے سیکڑوں سال کی ضرورت تھی۔ المختصر اس ملک میں ساتویں اور آٹھویں صدی میں بدھ مت کو قبول کرنے کی کوشش شروع ہوئی اور ان کوششوں کے نتیجے میں بارہویں اور تیرہویں صدی کے بدھ مت کے پیروؤں نے مذہبی بہار کا دور دکھایا۔

اس کے بعد جاپان میں بدھ مت ان ممتاز معلموں کی قائم کردہ بنیاد پر تاحال اپنا کام کرتا رہا۔ ان ممتاز معلموں کے ظہور کے بعد جاپانی بدھ مت کی تاریخ میں ان صدیوں کی سی شان و شوکت کبھی نہیں آئی۔ لیکن راقم الحروف کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جاپانی بدھ مت کی تاریخ میں ایک اور قابل توجہ امر بھی ہے۔ وہ اصل بدھ پر جدید دور میں کی گئی تحقیق کا ثمر ہے۔

اس ملک میں بدھ مت اپنے ابتدائی دور سے چینی بدھ مت کے اثر کے تحت سارا کا سارا مہایان بدھ مت رہا ہے۔ خاص طور پر بارہویں اور تیرہویں صدی میں عظیم معلموں کے ظہور میں آئے کے بعد فرقے کے بانیوں کو مرکزی حیثیت دے کر مہایان کی تعلیم نے مرکزی دھارے کی تشکیل کی۔ یہ سلسلہ تا حال جاری ہے۔ اس ملک میں بدھ مت کی تاریخ میں اصل بدھ مت کا مطالعہ میٹجی دور کے وسط میں

شروع ہوا۔ بدھ کی صورت ان لوگوں کے سامنے واضح طور پر ظاہر ہوئی جو اکثر یہ بھول جاتے تھے کہ فرقے کے بانیوں کے علاوہ بدھ مت کی منظم تعلیم واضح ہوئی - یہ نئی صورت حال علمی میدان تک محدود رہی اور عوام الناس میں مذہبی جذبات جگانے میں ابھی تک کامیاب نہیں ہوئی ہے، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بدھ مت کے بارے میں اس ملک کے لوگوں کا علم اب کروٹ لے رہا ہے۔ راقم الحروف اس مرحلے پر تیسرے اور آخری سنگ میل رکھنا چاہتا ہے۔

بدھ کی تعلیمات کی اشاعت

شاکھی منی اپنی زندگی میں پینتالیس سال تک تبلیغ کرتے رہے۔ بدھ مت ان کی تعلیمات کی بنیادوں پر بنایا گیا مذہب ہے۔ لہذا جو الفاظ انہوں نے اپنے درس میں استعمال کیے ان کو اقتدار مطلق حاصل ہے۔ اور دھرم کے چوراسی ہزار دروازوں اور بے شمار فرقوں کے ہونے کے باوجود وہ سب شاکھی منی کی تعلیمات سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن دستاویزات میں بدھ کی تعلیمات درج ہیں وہ اسائی کیو یا دائی زو کیو یعنی مقدس کتابوں کا مکمل مجموعہ کہلاتی ہیں۔

شاکھی منی نے انسانی مساوات پر زور دیا اور انہوں نے روزمرہ کی زبان میں تعلیم دی تاکہ ہر آدمی پوری طرح سے سمجھ سکے۔ اسی سال کی عمر میں جب ان کا انتقال ہوا تو اپنے آخری دم تک بے شمار لوگوں کے فائدے کے لیے درس دیتے رہے۔

شاکھی منی کے انتقال کے بعد ان کے شاگردوں نے لوگوں کو اپنے کانوں سے سنی شاکھی منی کی تعلیم کے مطابق درس دیا۔ لیکن یہ ممکن ہے کہ تعلیم کی اشاعت کے دوران بعض شاگردوں کو لاشعوری غلط فہمیوں اور غلط حافظوں کی وجہ سے کچھ تفاوت پیدا ہو جائے۔ لیکن شاکھی منی کے اقوال کی اشاعت ہمیشہ صحیح طور پر ہونی چاہیے اور ہر آدمی کو مساوی طور پر تعلیم سننے کا موقع دیا جانا چاہیے۔ لہذا بہت سے بزرگ معلم شاکھی منی کی تعلیمات کو صحیح شکل میں آنے والی نسلوں تک پہنچانے کے لیے جمع ہو گئے۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے جو اقوال اور تعلیمات اپنے حافظے میں تھیں ان کو آپس میں پڑھ کر موازنہ کیا۔ اور کئی مہینے تک ان پر بحثیں کی گئیں۔ جو کام اس طریقہ کار کے نتیجے میں نکل کر آیا وہ کیتسوجو کہلاتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کتنی ایمانداری اور سوچ بچار کے ساتھ شاکھی منی کے اقوال کو اشاعت کرنا چاہتے تھے۔ اس طریقے سے مرتب کی گئی تعلیمات کی قلم بندی شروع ہوئی۔ بدھ کی قلم بند شدہ تعلیمات میں بعد کے زمانے کے فاضل معلموں کی شرحوں

یا تفہیمات کا اضافی ہو گیا۔ اس کو رون یا شرحیں کہتے ہیں۔ خود بدھ کی تعلیم ، بعد کے زمانے میں اضافی کی گئی شرحیں اور بدھ مت کے ضوابط یہ تینوں سانزو کیو (بدھ مت کی مقدس کتابوں کے تین حصے) یا سنسکرت زبان میں تری پٹک کہلانے لگے۔

سانزو کیو یا تری پٹک میں کیوزو ، ریتسوزو اور رونزو شامل ہیں : لفظ زو کا مطلب ہے برتن یا ڈبی ۔ کیو بدھ مت کی مقدس کتابوں کا حوالہ دیتا ہے ، ریتسو بدھ مت کی اخوت کے ضوابط کا حوالہ دیتا ہے اور رون اعلیٰ معلموں کی لکھی گئی شرحوں کا حوالہ دیتا ہے ۔

روایت کے مطابق یہ کہا جاتا ہے کہ چین میں بدھ مت کا تعارف ۶۷ء دوسری مشرقی ہان سلطنت (۲۵ - ۲۲۰ع) کے بادشاہ مینگ کے عہد حکومت میں ہوا ۔ لیکن درحقیقت بدھ مت کی مقدس کتابوں کا تعارف اور ان کے ترجمے اس کے چوراسی سال بعد (۱۵۱ ع) اسی سلطنت کے بادشاہ ہوان نے کیے ۔ اس کے بعد ۱۷۰۰ سال سے زیادہ طویل مدت تک مقدس کتابوں کا چینی زبان میں ترجمہ کرنے کی کوششیں جاری ہیں ۔ جن کتابوں کے ترجمے ہو چکے ہیں ان کی تعداد ۱۴۴۰ ہے اور ۵۵۸۶ جلدوں پر مشتمل ہیں ۔ ترجمہ شدہ ان مقدس کتابوں کی حفاظت کرنے کی کوشش ویٹی سلطنت کے زمانے ہی سے شروع ہوئی ۔ لیکن تقریباً شمالی سونگ سلطنت کے زمانے میں ان کی چھپائی شروع ہوئی ۔ لیکن تقریباً اسی زمانے سے بدھ مت کی مقدس کتابوں میں چین کے اعلیٰ معلموں کی تصانیف شامل کی جانے لگیں اور ان کتابوں کو تری پٹک کہنا اب مناسب نہیں ہو گیا ۔ جب سوئی کا دور آیا تو ان کتابوں کو اسائی کیو یا مقدس کتابوں کا مکمل مجموعی کا عنوان دیا گیا ۔ اور تانگ کے دور میں اسے نئے عنوان ، دائی زو کیو یا بدھ مت کی مقدس کتابوں کے قوانین اور صحیفے کا مجموعی کے نام سے پکارا جانے لگا ۔

تبت میں بدھ مت کا تعارف تقریباً ساتویں صدی عیسوی میں ہوا اور نویں صدی سے لے کر گیارہویں صدی تک کے کوئی ۱۵۰ سال تک بدھ مت کی مقدس کتابوں کے ترجمے کی کوششیں رہیں اور اس زمانے میں تقریباً ساری کتابوں کے ترجمے ہو گئے ۔

مقدس کتابوں کا ترجمہ نہ صرف کوریائی ، جاپانی ، سیلونی ، کمپوچیائی ، ترکی اور بیشتر مشرقی زبانوں میں ہو گیا بلکہ لاطینی ، فرانسیسی ، انگریزی ، جرمنی اور اطالوی زبان میں بھی ہو گیا ہے ۔ اس امر سے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ بدھ کی تعلیمات کی نعمت اب ساری دنیا میں پھیل چکی ہے ۔

لیکن دوسری طرف اگر تراجم کے معیار کو اس مذہب کی دو ہزار سال سے زیادہ طویل ارتقائی تاریخ اور کتابوں کے دس ہزار سے زیادہ تراجم کے لحاظ سے دیکھا جائے تو شاکھی منی کے اقوال کے حقیقی معنی سمجھنا ” دائی زو کیو ” کی مدد سے بھی دشوار معلوم ہوتا ہے ۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ ” دائی زو کیو ” سے اصل نکات کو منتخب کر کے اپنے عقیدے کا معیار اور بنیاد بنائیں ۔

بدھ مت میں شاکھی منی کے اقوال ہی اعلیٰ ترین اقتدار رکھتے ہیں ۔ لہذا بدھ مت کی تعلیم ایسی تعلیم ہونی چاہیے جو ہماری روزمرہ زندگی کی حقیقتوں سے گہرا تعلق ہو اور ربط رکھتی ہو ورنہ ہزاروں مقدس کتابیں بھی ہمارے ذہنوں کو جنبش دینے میں ناکام ہوں گی۔ اس لحاظ سے اپنے پاس رکھنے کے لیے وہی مقدس کتاب خاطر خواہ ہوگی جو سادہ و سلیس ہو نوعیت کے لحاظ سے غیر جانبدارانہ ہو، کل کی نمائندگی کے لیے کافی ہو، درست ہو اور اصطلاحات کے لحاظ سے ہماری روزمرہ کی زبان کے قریب ہو۔

یہ کتاب مندرجہ بالا نقطہ نظر سے مرتب کی گئی ہے۔ اس میں، دو ہزار اور کئی سو سال کے دائی زو کے دھارے کا ورثہ محفوظ کیا گیا ہے۔ البتہ یہ اشاعت کامل نہیں۔ بدھ کے اقوال اپنے معنی کے لحاظ سے بے حد عمیق ہیں اور ان کے اوصاف اتنے بے کران ہیں کہ آدمی آسانی سے ان کی تفہیم نہیں کر سکتا ہے۔

لہذا یہ دلی خواہش ہے کہ آئندہ شائع ہونے والے ایڈیشنوں میں یہ کتاب اور زیادہ صحیح اور گراں بہا بن جائے۔

”بدھ کی تعلیمات“ کی تاریخ

بدھ مت کی اس مقدس کتاب کی بنیاد جولائی سن ۱۹۲۵ء میں شائع شدہ ”بدھ مت کی مقدس کتاب کا نیا ترجمہ“ کا جاپانی ایڈیشن ہے۔ اس کی ترتیب و نظر ثانی کا کام بدھ مت کی مقدس کتاب کے نئے ترجمے کی انجمن نے کیا تھا جس کے سربراہ محترم کیزو موآن تھے۔ پہلا جاپانی ایڈیشن جاپان میں بدھ مت کے کئی عالموں کے تعاون سے پروفیسر آکانوما چیزیں پروفیسر یامایے شوگا کو نے پانچ سال کی انتہائی دقیق کوششوں کے بعد مرتب کیا تھا۔

شووا دور (۱۹۲۶-) میں اسی انجمن نے جاپانی زبان میں ”بدھ مت کی مقدس کتاب کا عام ایڈیشن“ شائع کیا اور جاپان بھر میں وسیع پیمانے پر اس کی تقسیم ہوئی۔

جولائی، سن ۱۹۳۲ء میں جب کل بحرالکاہل بدھ نوجوانوں کی تنظیم کا ایک اجلاس جاپان میں منعقد ہوا۔ اس وقت بدھ کی تعلیمات کا انگریزی ترجمہ، جو ”بدھ مت کی مقدس کتاب کا عام ایڈیشن“ سے کیا گیا تھا، آل جاپان یوتھ فیڈریشن نے مسٹر ڈی گوڈارڈ کے تعاون سے شائع کیا۔ سن ۱۹۶۲ء میں میتسوئیو کوپریشن کے بانی جناب نوماتا ایہان نے امریکہ میں بدھ مت کے تعارف کی سترویں سالگرہ کے مبارک موقع پر اپنی جانب سے بدھ کی تعلیمات کا انگریزی ایڈیشن کو شائع کیا۔

سن ۱۹۶۵ء میں جب جناب نوماتا ایہان نے ٹوکیو میں انجمن فروغ تعلیمات بدھ قائم کی تو انگریزی ایڈیشن کو تمام دنیا میں مقبول بنانے کا منصوبہ بھی انجمن کی کئی سرگرمیوں میں سے ایک اہم سرگرمی قرار دی گئی۔

اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے سن ۱۹۶۶ء میں ”بدھ کی تعلیمات“ پر نظر ثانی کے لیے ایک کمیٹی قائم کی گئی۔ اس کمیٹی کے اراکین میں پروفیسرز کینو کارویوشی، سائیکی شنکو، ماتسونامی کودو، باندو شوجن اور تاکاسے تاکیمی شامل تھے اور پروفیسر ماسوتانی ہومیو، این اے واڈل اور جناب شیمیزو توشیتاکے نے بھی نظر ثانی میں حصہ لیا تھا۔ اس طرح بدھ کی تعلیمات کا انگریزی - جاپانی ایڈیشن ایک نئے انداز کے ساتھ شائع ہوا - سن

۱۹۷۲ء میں پروفیسرز کاناوکا شویو، ایشیگامی زینو، ہانایاما شویو، تامورا کانسیٹی اور تاکاسے تاکیمی نے ٹائپ کی کچھ غلطیوں کی تصحیح کی اور کتاب کو دوبارہ ترتیب دی۔ پھر سن ۱۹۷۴ میں انگریزی کے غیر مناسب اور نادرست الفاظ کی تصحیح کے لیے، جن کی طرف جناب رچارڈ کے۔ سٹینر نے توجہ دلائی تھی، ان کی رہنمائی میں پروفیسرز باندو شوچن، ماتسونامی کودو سائیکی شنکو، تامورا کانسیٹی، توکوناگا دویو اور ہانایاما شویو (مدیر اعلیٰ) نے کتاب پر دوبارہ نظرثانی کے لیے ایک اجلاس ہوا۔ مندرجہ بالا ادارتی عملوں کے ساتھ ساتھ پروفیسر کاماتا شیگیو اور پروفیسر نارا یاسواکی نے مل کر کتاب پر نظرثانی کا کام انجام دیا۔

سن ۱۹۸۰ء میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ انگریزی، فرانسیسی، پرتگالی اور ہسپانوی کے علاوہ دیگر زبانوں میں بھی اس کتاب کا ترجمہ کیا جائے۔ یوں انجمن نے جناب اسٹیر کو انگریزی کو بہتر اور رواں بنانے کے لیے دوبارہ مدعو کیا تاکہ جس سے جرمن، اطالوی، یونانی، چینی، ولندیزی اور نیپالی زبانوں کے ایڈیشن شائع کیے جا سکیں۔ سن ۱۹۸۱ء میں کتاب کی مطالعاتی مقبولیت بڑھانے کے لیے ہم نے جاپانی اور امریکی ہائی اسکولوں کے کئی طلباء کو اسے پڑھنے کے لیے کہا۔ اس کے بعد مدیروں کے ایک اجلاس میں ان طلباء کے ساتھ تبدیلیوں پر گفتگو ہوئی اور اس کے نتیجے میں کتاب پر پھر سے نظر ثانی کی گئی۔

ستمبر ۱۹۸۳ء

بدھ کی تعلیمات کا یہ اردو ترجمہ انگریزی - جاپانی ایڈیشن سے کیا گیا ہے۔ ترجمہ کرتے وقت ہندی ایڈیشن کو بھی سامنے رکھا گیا۔ ترجمے کے دوران جامعہ ٹوکیو برائے زبانہائے خارجی کے شعبہ اردو کے صدر پروفیسر سوزوکی تاکیشی صاحب اور مہمان پروفیسر جناب محمد رئیس علوی صاحب نے موقعے موقعے پر مناسب ہدایات دیں اور اپنا قیمتی وقت صرف کر کے نظر ثانی بھی فرمائی۔ میں ان دونوں حضرات کی خدمت میں دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہ کام مارچ ۱۹۸۷ء میں پایہ تکمیل تک پہنچ پایا۔

مترجم ہاگیتا ہیروشی

اشاری

”بدھ کی تعلیمات“

انسانی زندگی	صفحہ	سطر
زندگی کے معنی.....	۵	۱۳
اس دنیا کی اصل صورت حال.....	۹۶	۲۲
مثالی طریق زندگی.....	۲۴۹	۱۷
زندگی کے غلط نقطہائے نظر.....	۴۲	۲۰
زندگی کا صحیح تصور.....	۴۱	۸
متعصب زندگی.....	۵۷	۸
دھوکا کھانے والوں کے لیے (حکایت)....	۱۲۷	۱
آدمی کی زندگی (حکایت).....	۹۰	۲۴
پوس اور جذبے کی زندگی بسر نے سے		
(حکایت).....	۹۰	۱۰
بڈھے ، مریض اور مردہ کیا سکھاتا ہے		
(افسانہ).....	۹۳	۱۸
موت ناگزیر ہے (افسانہ).....	۹۴	۲۰
پانچ باتیں جن کی تکمیل اس		
دنیا میں کوئی بھی نہیں کر سکتا..	۴۸	۱۱
اس دنیا کے چار حقائق.....	۴۸	۲۲
دھوکا اور نروان دونوں کا سرچشمہ		
ذہن ہے.....	۴۹	۹
بیس باتیں جن کی تکمیل عام آدمی کے لیے		
مشکل ہے لیکن فائدہ مند ہے.....	۱۳۳	۷

عقیدہ

عقیدہ آگ ہے.....	۱۷۹	۸
عقیدے کے تین اہم پہلو ہیں.....	۱۷۰	۲۳
عقیدہ ایک اظہار ہے.....	۱۸۲	۱
عقیدہ مخلص ذہن میں پیدا ہوتا ہے..	۱۸۱	

		حقیقت کو دریافت کرنا اتنا مشکل ہے جتنا کہ اندھے ہاتھی کو ہاتھ لگا کر اس کی شکل بیان کرنے کی کوشش کرے (حکایت).....	۷۵	۱
		بدھ مت کی صحیح تعلیم سے فطرت بدھ کے مقام کا پتہ ملنا (حکایت)....	۷۷	۲۱
		فطرت بدھ ہوس کی تہ میں ہے (حکایت).....	۷۳	۱۴
		شک عقیدے میں رکاوٹ ہوتا ہے.....	۱۸۲	۱۲
		بدھ ساری کائنات کے والد ہیں اور انسان ان کے بچے ہیں.....	۳۵	۲۱
		بدھ کی حکمت سمندر کی مانند وسیع اور عمیق ہے.....	۳۲	۸
		بدھ کی روح دردمندی سے بھرپور ہے...	۱۵	۱
		بدھ کی دردمندی پائدار ہے.....	۱۶	۷
		بدھ کا کوئی مادی بدن نہیں ہوتا...	۱۳	۲۳
		بدھ اپنی زندگی بھر تعلیم دیتے رہے...	۲۳	۱۸
		بدھ نے لوگوں کو نجات دلانے کے لیے زندگی اور موت کا فسانہ دکھایا....	۲۳	۱۸
		بدھ نے لوگوں کو ان کے دکھوں سے نجات دلانے کے لیے مناسب حکایات کا استعمال کیا.....	۱۹	۵
		بدھ نے لوگوں کو ان کے دکھوں سے نجات دلانے کے لیے مناسب حکایات کا استعمال کیا.....	۲۰	۱
		نروان کی دنیا.....	۲۵۱	۱۲
		بدھ، دھرم اور اخوت کا پیرو بننا..	۱۷۸	۱
		ضوابط کی پابندی، دھیان اور حکمت عملی کے طرائق سیکھنا.....	۱۶۳	۱۳
		اٹھ درست طرائق.....	۱۶۶	۷
		نروان کے حصول کے لیے چھ راستے.....	۱۶۸	۲۰
		چار درست طریق کار.....	۱۶۸	۷

صفحہ	سطر	
۱۶۷	۱۹	چار قابل غور نکات.....
		نروان کے حصول کے لیے پانچ
۱۶۸	۱۳	صلاحیتیں.....
۱۷۱	۱۷	ذہن کی چار لانتھا کیفیات.....
		جو لوگ چار اعلیٰ حقائق سے آگاہ ہو
۳۹	۱۶	چکے ہیں.....
		انسان کی موت اور زندگی کی
۱۳	۱	پیشباتی.....
		جو امتابھ بدھ کا نام لیتا ہے وہ
		اس کی پاکیزہ سرزمین میں پیدا
۱۱	۲۱	ہوگا.....
		اپنے آپ کو چراغ بناؤ اور اپنے پر
۱۰	۱۹	اعتماد کرو.....

ذہنی تربیت

		اپنے آپ کے لیے سب سے اہم مسئلہ کی
۱۵۰	۱۰	تمیز (حکایت).....
۱۳۳	۱	پہلے قدم پر چوکس رہو.....
		اپنے اصل مقصد کو بھول نہ جاؤ
۱۵۲	۱۱	(حکایت).....
		کسی بھی امر میں کامیاب ہونے
		کے لیے آدمی کو بہت سی مشکلات
۱۵۸	۲۰	سہنا چاہیے (افسانہ).....
		ناکامی کی تکرار سے بھی کمر کس کر
۱۷۳	۷	باندھو (افسانہ).....
		غیر اطمینان بخش ماحول سے بھی نہ
۱۲۴	۱	گھبراؤ (افسانہ).....
		آدمی کا اعلیٰ راستے پر چلنا روشنی
		لے کر تاریکی میں داخل ہونے کی
۴۰	۱۳	طرح ہے.....
		آدمی جہاں بھی جائے وہاں اس کو
۱۶۱	۱۹	تعلیمات ملیں گی (افسانہ).....

صفحہ سطر

۲۲	۱۲۱	انسان میں اپنے ذہن کی رو کی طرف مائل ہونے کا رجحان.....
		تعلیم کا محور اپنے ذہن پر قابو
۱۶	۱۱	پانے پر ہے.....
۱	۲۱۲	سب سے پہلے اپنے ذہن پر قابو پاؤ.....
۱	۱۲۲	اگر تم اپنے ذہن پر قابو پا لو تو.....
۱۸	۱۱۸	ذہن کی مختلف کیفیات (حکایت)...
۱۵	۴۶	ذہن انا کی شخصیت نہیں ہے.....
۲۳	۱۰	ذہن کے بہاو کے ساتھ مت جاؤ.....
۱۴	۱۵۴	ذہن کو فتح کرو.....
۲۱	۱۱	ذہن کے مالک بنو.....
		سبھی برائیاں بدن، دہن اور ذہن
۲	۸۷	سے آتی ہیں.....
۸	۱۲۵	ذہن اور قول کا تعلق.....
۶	۱۴۳	یہ بدن مستعار ہے (افسانہ).....
		یہ بدن مختلف گندگیوں سے بھرا
۲۳	۱۳۰	ہوا ہے.....
۲۳	۱۰	کسی بھی چیز کا لالچ نہ کرو.....
		بدن، دہن اور ذہن کو پاکیزہ
۱۳	۱۲۳	رکھو.....
		غیر جانبدار رہو اور محنت کرو
۱۸	۱۷۲	(افسانہ).....

انسانی دکھ

انسانی دکھ لگاؤ والے ذہن سے پیدا

۱۲	۴۲	ہوتے ہیں.....
۱۱	۱۳	دکھوں سے محفوظ رہنے کا طریقہ....
		دھوکا اور جہالت نروان کا دروازہ
۱۶	۵۹	بنتا ہے.....
۱	۱۱۶	دکھوں سے نجات پانے کا طریقہ.....

صفحہ سطر

		جب ہوس کا شعلہ بجھ جائے گا تب تازہ
۲۳	۱۴۱	کرنے والا نروان حاصل ہو سکے گا.....
۱۸	۸۵	ہوس پی دھوکے کا سرچشمی ہے.....
		ہوس کو پھولوں میں چھپا ہوا
۲۲	۸۵	زہریلا سانپ سمجھو.....
۱۷	۱۹	جلتے گھر سے لگاؤ نہ رہو (حکایت)...
۹	۱۱۸	ہوس برائیوں کا سرچشمی ہے.....
۲۱	۸۲	یہ دنیا جلتی آگ میں ہے.....
		آدمی شہرت اور عزت کا پیچھا
۱۴	۱۱۹	کرنے سے اپنے آپ کو جلاتے ہیں.....
		اگر آدمی دولت اور جنسی ہوس
		کا پیچھا کرے تو وہ اپنے آپ کو
۲۱	۱۱۹	برباد کرے گا.....
		عقلمند آدمی اور جاہل آدمی
۱	۱۳۴	بنیادی فطرت.....
		کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں جاہل
۲	۱۳۴	آدمی اپنی غلطیوں سے بے خبر.....
۷	۱۴۱	رہتا ہے (حکایت).....
		جاہل آدمی صرف نتیجے کو دیکھ کر
۷	۱۴۱	دوسرے پر حسد کرتا ہے (حکایت)....
		وہ طریقہ جس پر جاہل آدمی عمل
۱	۱۴۷	کرتا ہے (حکایت).....

روزمرہ زندگی

۱۶	۱۶۹	نذر کرو اور اس کو بھول جاو.....
۵	۱۷۰	بغیر دولت کے سات قسم کی نذریں..
		دولت حاصل کرنے کا طریقہ
۱۹	۱۴۵	(افسانہ).....
۱۵	۱۴۲	خوشی حاصل کرنے کا طریقہ.....
		اپنے پر کی گئی مہربانی کو نہ

صفحہ	سطر	
۱۳۹	۱	بھولو (افسانہ).....
۸۹	۱۱	لوگوں کے کردار کی اقسام.....
		بدنصیبی انتقام کی خواہش کا
۱۳۲	۱	ہمیشہ پیچھا کرتی ہے.....
۲۴۶	۶	غصہ مٹانے کا طریقہ (افسانہ).....
		دوسروں کی گالی سے نہ گھبراؤ
۱۲۲	۱۶	(افسانہ).....
		تم لوگ لباس ، خوراک یا پناہ گاہ
۲۰۵	۱۴	کے لیے زندہ نہیں رہتے.....
		خوراک اور لباس آرام یا مسرت
۱۱۷	۲	کے لیے نہیں ہوتے ہیں.....
		کھانا کھاتے وقت کس امر کا خیال
۲۰۸	۶	کرنا ہے.....
		لباس پہنتے وقت کس امر کا خیال
۲۰۷	۹	کرنا ہے.....
۲۰۸	۱۹	سوئے وقت کس امر کا خیال کرنا ہے..
		سردی یا گرمی میں کس امر کا
۲۰۸	۱۰	خیال کرنا ہے.....
		روزمرہ زندگی میں کس امر کا خیال
۲۰۶	۱۴	کرنا ہے.....

سیاست

۲۳۰	۱	قوم کے فروغ کا راستہ.....
۲۳۳	۱۹	حکمران کا راستہ.....
		حکمران کو پہلے اپنے آپ پر قابو
۲۳۱	۹	پانا چاہیے.....
		مثالی حکمرانی رعایا کے ذہنوں کی
۲۳۲	۱۱	تربیت میں ہے.....
۲۳۶	۱۴	وزیر اور نوکر کا راستہ.....
۲۳۵	۱۳	مجرم کے ساتھ انصاف کرنے کا طریقہ..

صفحہ	سطر	
۲۳۲	۱	تعلیم کا عوام پر اثر.....
		سماجی کشمکش کا سامنا کرنے کا
۲۳۲	۲۱	طریقہ.....

اقتصادیات

		چیزوں کو صحیح طریقے سے استعمال
۲۲۱	۱۰	کرنا چاہیے (افسانہ).....
		کوئی دولت ہمیشہ کے لیے اپنی
۲۲۰	۲۶	نہیں ہوتی.....
		آدمی کو اپنے لیے پی مال و اسباب کا
۲۲۸	۱۱	ذخیرہ نہیں کرنا چاہیے.....
		دولت حاصل کرنے کا طریقہ
۱۴۵	۱۹	(افسانہ).....

گھریلو زندگی

		کنبی ایک ایسی جگہ ہے جہاں
		اس کے اراکین کے ذہن ایک دوسرے سے
۲۱۸	۱۵	رابطہ رکھتے ہیں.....
		کنپے کو نقصان پہنچانے والی
۳۱۲	۷	حرکتیں.....
		والدین کے عظیم احسانات کا قرض
۲۱۸	۵	ادا کرنے کے طریقے.....
		اپنے والدین کے ساتھ بیٹے کا
۲۱۴	۱	درست سلوک.....
		شوہر اور بیوی کے درمیان درست
۲۱۵	۱	راستی.....
		شوہر اور بیوی کو ایک ہی عقیدہ
۲۲۴	۸	رکھنا چاہیے (افسانہ).....

عورتوں کی زندگی

۲۲۲	۱۵	چار قسم کی عورتیں.....
-----	----	------------------------

صفحہ	سطر
۲۲۵	۳ مختلف قسم کی بیویاں (افسانہ)
۲۲۴	۱۹ نوجوان بیوی کے لیے تعلیم.....
۲۲۳	۸ شادی ہونے والی لڑکیوں کے لیے.....
۱۳۰	۱۰ مردوں کو عورتوں کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہیے.....
۲۲۴	۲ شوہر اور بیوی کا راستہ.....
۲۲۸	۵ مثالی عورت کے وعدے اور خواہشیں..
۲۲۵	۵ بری بیوی کیا ہے؟.....

بھکشوؤں کا راستہ

۱۹۷	۸ کوئی صرف بھکشو کا لباس پہن کر سوتروں کی تلاوت کرنے سے بھکشو نہیں بن سکتا.....
۱۹۴	۱ بھکشو مندر اور اس کی جائداد کے وارث نہیں ہیں.....
۱۹۴	۸ لالچی آدمی حقیقی بھکشو نہیں بن سکتے.....
۱۹۶	۱ وہ حقیقی زندگی جس کی بھکشو کو پابندی کرنی چاہیے.....

معاشرتی زندگی

۲۴۱	۱۶ معاشرتی زندگی کا مفہوم.....
۹۶	۲۲ اس دنیا میں معاشرتوں کی صورت حال.....
۲۴۱	۲۲ تین قسم کی تنظیمیں.....
۲۴۲	۷ حقیقی معاشرتی زندگی.....
۲۴۰	۱۱ تاریکی کو روشن کرنے والا عظیم نور.....

صفحہ	سطر	
۲۴۲	۱۲	انسانی رشتوں میں ہم آہنگی.....
		تنظیموں میں ہم آہنگی لانے کا
۲۴۴	۵	طریقہ.....
۲۴۳	۶	مثالی اخوت.....
		بدھ مت کے پیروؤں کا معاشرتی
۲۵۱	۱	مطمع نظر.....
		نظام توڑنے والے برباد ہو جاتے ہیں
۱۴۰	۳	(حکایت).....
		جو لوگ حاسد ہیں اور دوسروں سے
		لڑتے جھگڑتے ہیں وہ برباد ہو جاتے
۱۲۰	۳	ہیں (حکایت).....
۱۳۴	۲۱	بوڑھوں کا احترام کرو (افسانہ).....
۲۱۴	۱۳	استاد اور شاگرد کا راستہ.....
۲۱۵	۱۱	دوست کا راستہ.....
		اچھے دوستوں کو منتخب کرنے کا
۲۱۶	۲۳	طریقہ.....
		مالک اور اس کے نوکروں کو آپس
۲۱۵	۲۳	میں کیسا سلوک کرنا چاہیے.....
۲۲۸	۱۷	مجرموں کے ساتھ رویہ.....
		جو لوگ دھرم کی تعلیم کرنا
		چاہتے ہیں ان کو کن امروں پر
۱۹۹	۱	توجہ دینی چاہیے.....

سنسکرت کے الفاظ

اناتمن (بے انانیت)

یہ بدھ مت میں سب سے بنیادی نکات میں سے ایک ہے۔ اس دنیا میں سبھی وجود اور مظاہر قدرت کی آخر الامر کوئی اصل حقیقت نہیں ہوتی - بدھ مت ، جو تمام موجودات کی بے ثباتی کی تائید کرتا ہے، کے لیے اس امر پر اصرار کرنا فطری بات ہے کہ ایسے بے ثبات وجود میں کوئی دائمی جوہر موجود ہو نہیں سکتا - اناتمن کو بے انانیت بھی کہا جاسکتا ہے۔

انتیمی (بے ثباتی)

یہ بدھ مت کا دوسرا بنیادی نکتہ ہے - اس دنیا میں سبھی وجود اور مظاہر قدرت مسلسل طور پر بدلتے رہتے ہیں اور ایک لمحے کے لیے بھی مستقل نہیں رہتے - ہر چیز کو آئندہ مرنا یا ختم ہونا ہے - اور ایسا منظر دکھ کا سبب ہوتا ہے - لیکن اس تصور کو صرف قنوطیت کے حوالے سے نہ دیکھا جانا چاہیے - کیونکہ ترقی اور ازسرنو پیدائش بھی اس مسلسل تبدیلی کے اظہار ہیں -

بودھی ستو (نروان کے لیے محنت کرنے والا)

اصل میں جب تک بدھ نے نروان حاصل نہ کیا تھا اس وقت تک کے بدھ کے لیے یہ نام استعمال ہوتا تھا - لیکن مہایان بدھ مت کے عروج کے بعد جو لوگ بدھتہا کے لیے محنت کرتے ہیں ان کو اس نام سے پکارا جانے لگا - آخر میں جو لوگ اپنی عظیم دردمندی کے ذریعے سے ایک ہی نصب العین کے لیے محنت کرنے والے دوسرے لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں ان کو بودھی ستو کی حیثیت سے علامتی طور پر تجسیم کی گئی - آولوک تیشور (کان نون)، کشت گربھ (جی زو) اور مانجوسری (مون - جو) مشہور بودھی ستوؤں میں سے ہیں۔

بدھ (نروان والا)

اصل میں گوتم سدھارتی (شاکیہ منی)، جو بدھ مت کے بانی ہیں، کو اس نام سے پکارا جاتا ہے - کیونکہ ان کو بھارت میں کوئی دو ہزار پانچسو سال پہلے نروان ملا -

بدھ مت کے سبھی پیروؤں کا نصب العین اپنے فرقوں یا سلسلوں سے قطع نظر بدھ بننا ہے۔ چونکہ اس حالت تک پہنچنے کے لیے مختلف ذرائع ہوتے ہیں اس لیے بدھ مت مختلف فرقوں اور مکتبوں میں منقسم ہو گیا ہے۔ مہایان بدھ مت میں تاریخی بدھ شاکیہ منی کے علاوہ امتابھ (آمدہ) ، مہاویروچن (دائی نیچی) ، ویشجیہ گرو (یاکوشی) وغیرہ کی طرح بہت سے بدھ ، بدھ مت کی تعلیمات کی علامات کے طور پر مقبول ہیں۔ جاپان میں بدھ مت کی پاکیزہ سرزمین کے تصور (آدمی پاکیزہ سرزمین میں دوبارہ جنم لینے سے بدھ بن جاتا ہے) کے اثر سے جو بھی لوگ انتقال کر گئے ہیں ان کو عام طور پر ”بدھ“ یا ہوتو کے کہتے ہیں۔

دھرم (حقیقی تعلیم)

نروان کو سر کرنے والا ، بدھ نے یہ تعلیم دی تھی۔ تعلیمات میں تین قسم کے قانون ہیں : سوتر (وہ تعلیمات جو بدھ نے خود سکھائیں) ، ونیہ (وہ ضوابط جو بدھ نے قائم کیے) ، اور ابھی دھرم (سوتروں اور ونیوں پر وہ شرحیں اور مباحث جو بعد کے زمانے کے عالموں نے تحریر کیے) یہ تینوں تری پٹک کہلاتے ہیں۔ دھرم بدھ مت کے تین جوہروں میں سے ایک ہے۔

کرم (اعمال)

اگرچہ اس اصطلاح کے اصل معنی صرف ” اعمال “ ہیں لیکن اسباب و کیفیات کے نظریے کے حوالے سے یہ ایک قسم کی اندرونی طاقت تصور کیا جانے لگا جو ماضی میں کیے گئے ہر عمل کے نتیجے میں آدمی کو میسر ہو گی۔ یعنی ہمارے ہر عمل کا نتیجہ اچھا ہو یا برا ، دکھ ہو یا خوشی وہ عمل پر منحصر ہے اور وہ ہمارے مستقبل پر اثر انداز ہونے کی طاقت رکھتا ہے اور یہ ایک آدمی کا کرم تصور کیا جاتا ہے۔ یوں سمجھا جاتا ہے کہ اگر اچھے عمل کی تکرار ہوگی تو اچھائی جمع ہو جائے گی اور یہ اندرونی طاقت مستقبل پر فائدہ مند اثر ڈالے گی۔ اس تصور میں تین قسم کے اعمال ہیں : جسمانی ، زبانی اور روحانی۔

مہایان (بڑی سواری)

بدھ مت کی تاریخ میں دو مرکزی خیالات کے دھارے نمایاں ہوئے : مہایان اور تھیرواد (یا ہین یان) مہایان بدھ مت تبت ، چین ، کوریا اور جاپان وغیرہ میں پھیل گیا اور تھیرواد بدھ مت برما ، سری لنکا ، تھائی لینڈ وغیرہ میں - اس اصطلاح کے معنی ہیں ” بڑی سواری ” جو پیدائش اور موت کی اس دنیا میں دکھ اٹھانے والے سبھی مخلوقات کو قبول کر سکتی ہے اور ان سب کو کسی امتیاز کے بغیر نروان کی حالت تک لے جا سکتی ہے -

نروان (کامل سکون)

اس کے لغوی معنی ہیں ” پھونک مارنا ” یہ ایسی حالت ہے جہاں درست حکمت کی بنا پر کی گئی مقررہ تربیتوں اور دھیان کے ذریعے سے تمام انسانی گندگیاں اور پوسیں مکمل طور پر مٹائی گئی ہوں - جن لوگوں کو یہ حالت حاصل ہوئی ان کو بدھ کہتے ہیں - گوتم بدھ کو پینتیس سال کی عمر میں یہ حالت حاصل ہوئی اور بدھ بن گئے - اب یوں سمجھا جاتا ہے کہ وہ اپنی موت کے بعد ہی اس حالت تک پہنچے - کیونکہ جب تک ان کا مادی بدن موجود تھا تب تک انسانی گندگی کا کچھ جزو موجود رہا ہوگا -

پالی (زبان)

یہ ایسی زبان ہے جو تھیرواد بدھ مت میں استعمال ہوتی ہے - یوں سمجھا جاتا ہے کہ بدھ مت کی قدیم ترین مقدس کتابیں اسی زبان میں لکھی گئی ہیں - کیونکہ یہ پراکرت زبان (سنسکرت کی ایک بولی) کی ایک قسم ہے پالی اور سنسکرت میں کوئی بڑا فرق نہیں ہے - سنسکرت میں دھرم ، پالی میں دھم ، سنسکرت میں نروان ، پالی میں نبان - دیکھیے - سنسکرت

پار متا (دوسرے کنارے تک پار کرنا)
 ”دوسرے کنارے تک پار کرنا“ کا مطلب ہے کہ بدھ کی مختلف تربیتوں کو عمل میں لانے سے بدھ کی سرزمین تک پہنچنا۔ عموماً یہ سمجھا جاتا ہے کہ مندرجہ ذیل چھ تربیتیں آدمی کو پیدائش اور موت کی اس دنیا سے نروان کی دنیا تک پار کرنے کے لائق بناتی ہیں: نور، اخلاق، تحمل، کوشش، دھیان اور درست حکمت۔ جاپان میں بہار اور خزاں میں روایتی ہیگان ہفتی منایا جاتا ہے اس کا ماخذ بدھ مت کے اس تصور سے تعلق رکھتا ہے۔

پرچنیا (حکمت)

چھ پارمتاؤں میں سے ایک ہے۔ یہ ایک ایسی لیاقت ہے جو آدمی کو غلطی کے بغیر زندگی سمجھنے سچ اور جھوٹ میں تمیز کرنے کے قابل بناتی ہے۔ جس آدمی کو مکمل طور پر یہ حاصل ہوئی وہ بدھ کہلاتا ہے۔ لہذا یہ سب سے شستہ اور منور حکمت ہے اور معمولی انسانی عقل سے ممتاز ہے۔

سنگھ (اخوت) (بدھ مت کے پیروؤں کی برادری)

یہ بھکشوؤں، بھکشونیوں اور عام پیروؤں پر مشتمل ہے۔ ابتدائی زمانے میں یہ بے گھر بھکشوؤں اور بھکشونیوں پر مشتمل تھا۔ بعد میں جب مہایان تحریک اٹھی تو چاہے دنیا دار ہو یا بھکشو جن لوگوں کا نصب العین بودھی ستو کی حالت تک پہنچنا ہے وہ سنگھ میں جمع ہو گئے۔ بدھ مت کے تین جوہروں میں سے ایک ہے۔

سنسکرت (زبان)

قدیم بھارت کی کلاسیکی ادبی زبان : انڈو۔یورپی زبانوں میں سے ایک ہے۔ یہ ویدک اور کلاسیکی سنسکرت میں منقسم ہے۔ مہایان روایت کی مقدس کتابیں اس زبان میں لکھی گئیں جس کا طرز بدھ مت کا شستہ سنسکرت کہلاتا ہے۔

سنسار (آواگون)

ماضی سے حال اور حال سے مستقبل میں پیدائش اور موت کی بار بار تکرار دوزخ، بھوکے بھوت، جانور، اشورا یا لڑاکا بھوت، مرد اور جنت کے ان ہی چھ دائروں میں ہوتی ہے۔ جب تک نروان حاصل نہ ہو آدمی آواگون کے چکر سے آزاد نہیں ہو سکتا ہے۔ جو اس گردش سے آزاد ہیں انہیں بدھ کہا جاسکتا ہے۔

شونیتا (بے اصلیت)

یہ ایسا تصور ہے کہ ہر چیز کی نہ کوئی اصل ہے نہ دائمیت۔ یہ بدھ مت کے بنیادی نکات میں سے ایک ہے۔ چونکہ ہر چیز اسباب و کیفیات پر منحصر ہے اس لیے مادے طور پر دائمی انا کا موجود ہونا ناممکن ہے۔ لیکن آدمی کو ایسے تصور پر اصرار نہیں کرنا چاہیے کہ چیزوں کی اصل ہوتی ہے یا نہیں۔ ہر وجود، چاہے انسانی ہو یا غیر انسانی اضافی ہے۔ لہذا کسی ایک خیال یا تصور یا نظریے کو مطلق سمجھنا بے وقوفی ہے۔ یہ مہایان بدھ مت کے پرچنیا کتابوں کا بنیادی دھارا ہے۔

سوتر (دینی کتب)

یہ بدھ کی تعلیمات کی دستاویزات ہیں۔ اس اصطلاح کے بنیادی معنی ہیں ”دھاگا“ جو مذہب یا سائنس میں بڑی جہتوں کے مطالعوں میں بخیی گری کے اختصار کو ظاہر کرتا ہے۔ تری پٹک میں سے ایک ہے۔

تھیرواد (یا پین یان : بزرگ موٹد)

عام طور پر اس نام سے بدھ مت کی جنوبی روایت کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ تھیرواد کا مطلب ہے بزرگ۔ یہ بزرگوں کا مکتب ہے جو تاریخی طور پر قدامت پسند بزرگ بھکشوؤں کا گروہ تھا جو نسبتاً آزاد ترقی پسند بھکشوؤں (جن کے عقائد نے ترقی کر کے بعد میں مہایان کی شکل

اختیار کی - یہ شمالی روایت ہے) کے خلاف سختی سے ضوابط کے پابند رہنے پر اصرار کرتا تھا - کہا جاتا ہے کہ بدھ مت کی جماعت میں اس قسم کے مخالفانہ رجحان ابتدائی زمانے میں ہی وجود میں آئے لگے تھے - بدھ کے انتقال کے ایک صدی بعد جب ترقی پسند بھکشو مہادیو نے بدھ مت کے ضوابط کے پانچ زمروں کے تحت آزادانہ توضیح پر اصرار کیا - اس نے تھیرواد اور مہاسنگھک ، جو بعد کے مہایان کا سرچشمہ ہے ، کی تقسیم کو ہوا دی -

تری پٹک (تین ٹوکریاں)

اس کے معنی ہیں بدھ مت کی مقدس کتابوں کی تین شاخیں ، دھرم - یہ ہیں سوتر ، جن میں بدھ کی تعلیمات شامل ہیں : ونی ، جن میں ان کے قائم کردہ ضوابط شامل ہیں ، اور ابھی دھرم ، جن میں بدھ مت کی تعلیمات اور ضوابط پر مختلف شرحیں اور مقالے شامل ہیں - بعد میں چین اور جاپان کے بدھ مت کے اعلیٰ معلموں کی تصانیف بھی بدھ مت کی مقدس کتابوں میں شامل کی گئیں - دیکھیے - دھرم

انگت نکایی

بھکشوؤ ، ایک شخص ہے جس کی اس دنیا میں پیدائش بہتوں کی فلاح اور خوشی کے لیے ہے ، جو اس دنیا میں آسمانی مخلوقات اور بنی نوع انسان کی دردمندی ، فائدہ ، فلاح اور خوشیوں کے لیے آیا ہے ۔ وہ شخص کون ہے ؟ یہی تتھاگت ہے جو اراہت ہے اور جو کامل نروان والا ہے ۔ بھکشوؤ ، وہ ایسا ہی شخص ہے ۔

بھکشوؤ ، ایسے شخص کا دنیا میں ظہور مشکل ہے ۔ کونسے شخص کا ؟ تتھاگت کا ، جو ایک اراہت ہے ، ایک کامل نروان والا ۔ وہ ایسا ہی شخص ہے ۔

بھکشوؤ ، ایسے غیر معمولی شخص کو اس دنیا میں پانا مشکل ہے ۔ کونسے شخص کو ؟ ایک تتھاگت جو ایک اراہت ہے ، ایک کامل نروان والا ہے ۔ وہ ایسا ہی شخص ہے ۔

بھکشوؤ ، ایسے شخص کی موت پر ہر آدمی کو غم کرنا چاہیے ۔ کونسے شخص کی ؟ ایک تتھاگت کی ، جو ایک اراہت ہے ، ایک کامل نروان والا ہے ۔ وہ ایسا ہی شخص ہے ۔

بھکشوؤ ، دنیا میں ایک ایسے شخص کی آمد ہے جو یمثال و بے نظیر ہے ۔ وہ کون ہے ؟ ایک تتھاگت ہے جو ایک اراہت ہے ، ایک کامل نروان والا ۔ وہ ایسا ہی شخص ہے ۔

بھکشوؤ ، اس ایک شخص کا ظہور ایک عظیم آئندہ ، ایک عظیم روشنی اور ایک عظیم نور کا ظہور ہے ۔ وہ کون ہے ؟ ایک تتھاگت ہے ، جو ایک اراہت ہے ، ایک کامل نروان والا ۔ وہ ایسا ہی شخص ہے ۔

(انگت نکایی ۱ - ۱۳)

انجمن فروغ تعلیمات بدھ اور ”بدھ کی تعلیمات“ کی نشر و اشاعت

انجمن فروغ تعلیمات بدھ کا ذکر کرتے ہوئے یہ ضروری ہے کہ ہم میتسوتویو کو اپریشن کے بانی جناب نوماتا ایہان صاحب کا ذکر کریں جو ایک تاجر ہیں۔ انہوں نے ۱۹۳۲ء میں ناپ تول کی درستی کے آلات بنانے کی ایک کمپنی قائم کی۔ ان کا پختہ یقین ہے کہ کسی تجارت کی کامیابی کا انحصار آسمانی، ارضی اور انسانی رشتوں کی ہم آہنگی پر ہے اور انسانی ذہن کی کاملیت کا حصول صرف حکمت، دردمندی اور حوصلے کے متوازن رابطے سے ممکن ہے۔ وہ میزانی آلات سازی کے فروغ اور انسانی ذہن کی ترقی کے لیے اپنے اس یقین کے تحت جو کچھ کر سکتے ہیں کر رہے ہیں۔

ان کا عقیدہ ہے کہ عالمی امن کا حصول صرف انسانی ذہن کی کاملیت سے ممکن ہے اور اس مقصد کے لیے بدھ کی تعلیمات ہیں۔ اس لیے وہ اپنی تجارت کے انتظام کے ساتھ اپنی کمپنی کے قیام کے زمانے سے بدھ موسیقی کی اشاعت اور اس کو جدید بنانے میں اور بدھ کی تصویریں اور ان کی تعلیمات کی نشر و اشاعت میں اپنی کوششیں صرف کرتے رہے ہیں۔

دسمبر، ۱۹۶۵ء میں انہوں نے اپنی نجی رقوم سے بدھ مت کی نشر و اشاعت کے لیے اور عالمی امن کی حمایت میں ایک انجمن بنائی تھی۔ اس طرح انجمن فروغ تعلیمات بدھ ایک عوامی تنظیم کی حیثیت سے تشکیل کی گئی۔ بدھ کی تعلیمات کی بعید و وسیع اشاعت کے لیے کہ تمام بنی نوع انسان اس سے فائدہ اٹھا سکیں اور ان کی عظیم حکمت اور دردمندی کی روشنی سے فیض یاب ہو سکیں اب تک کیا کیا جاتا رہا ہے؟ انجمن فروغ تعلیمات بدھ کا یہ کام ہے کہ وہ اپنے بانی کے عزم کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کا حل تلاش کریں۔

مختصراً بدھ کی تعلیمات کی نشر و اشاعت کی پر
امکانی کوشش کرنا انجمن فروغ تعلیمات بدھ کا دلی اور
روحانی مقصد ہے۔

یہ کتاب ” بدھ کی تعلیمات “ اس ملک کی مذہبی
تاریخ پر غور و فکر کا نتیجہ ہے۔ اس کے باوجود کہ ہم
ہمیشہ اپنی بدھ ثقافت پر ناز کرتے ہیں یہاں جاپانی طرز
میں لکھی گئی بدھ کی تعلیمات پر کوئی کتاب بمشکل
دستیاب ہو گی۔

یہ کتاب ہر قاری کے لیے ایک روحانی غذا کا کام انجام
دے گی۔ یہ اس طرح تیار کی گئی ہے کہ کوئی بھی اپنی
مرضی کے مطابق اسے میز پر رکھ سکتا ہے، اپنے ساتھ لے کر
چل سکتا ہے، اس سے ربط رکھ سکتا ہے اور زندہ بدھ کی
روشنی کو چھو سکتا ہے۔

گو کہ اب تک یہ ہماری منشا کے مطابق کامل نہیں
ہے۔ بدھ کی تعلیمات کا یہ موجودہ ایڈیشن بہت سے لوگوں
کی محنت اور کوششوں کے طویل مرحلوں کے بعد تیار ہوا ہے۔
یہ کتاب عصر حاضر کے لوگوں کی ضرورتوں کو مدنظر رکھتے
ہوئے مرتب کی گئی ہے کہ وہ بدھ مت سے ایک بالکل درست،
آسان اور معتبر تعارف حاصل کر سکیں۔ ساتھ ہی ساتھ
ہمیں توقع ہے کہ یہ کتاب ایک عملی رہنما اور ان کے لیے ہر
روز گرمی قلب اور سچائی کا سرچشمہ ہو۔

انجمن فروغ تعلیمات بدھ کی آرزو ہے کہ وہ دن جلد
اٹے جب زیادہ سے زیادہ لوگوں کے گھروں میں یہ کتاب موجود
ہو اور زیادہ سے زیادہ آدمی اس سے فیض اٹھائیں گے اور عظیم
معلم کے نور کی بارش کا لطف اٹھائیں گے۔

قاری حضرات کے تبصروں کا ہمیشہ خیر مقدم کیا
جاتا ہے۔ برائے مہربانی کسی وقت بھی بے تکلفی کے ساتھ
انجمن فروغ تعلیمات بدھ کو لکھیے۔

